تذکرہ قادریہ





نقیب زادہ

پیر سید طاہر علاء الدین الگیلانی بغداد

حامِداً و مُصلیاً ٭ کلّا اِنّہا تذکرہ

فقر و تصوف کے حقائق پر معرکۃ الآرا تصنیف

تذکرۂ قادریہ



یکے از فیوضِ و برکات

ماہر علوم شریعت، واقفِ رموزِ طریقت

نقیب زادہ،

پیر سید طاہر علاؤالدین الگیلانی باب الشیخ بغداد

پوسٹ بکس ۳

حال دربار غوثیہ کوئٹہ (پاکستان)

بار دوم | ۱۹۶۲ء | تعداد ۱۰۰۰

التماسِ مسلم

هفت جنت ورثهٔ اجدادِ غوثؓ
رشکِ فردوس دارم بغدادِ غوثؓ

بشنو ذکرِ غوثؓ از اولادِ غوثؓ
قصهٔ رودادِ غوثؓ اورادِ غوثؓ

از یقیں شو سوئے علاء الدیں ببیں
تازه گردد در دلِ تو یادِ غوثؓ

او قریب است و حبیب است و نقیب
جانشینِ مسندِ ارشادِ غوثؓ

مسلم

فہرس تذکرۂ قادریہ

باب دوئم، فضیلت سلسلہ قادریہ

باب سوم، وضاحت خاندان گیلانیہ

باب ہشتم (ارشادات بزرگانِ عظام)

مقدمة الكتاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَحَبِیْبِنَا وَشَفِیْعِنَا وَنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ رَّحْمَۃٍ لِّلْعَالَمِیْنَ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ صَادِقِ الْوَعْدِ الْاَمِیْنِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ وَمَنْ اِتَّبَعَھُمْ بِالْاِحْسَانِ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وَعَلٰی وَارِثِ حَالِہٖ مَوْلَانَا الْاَمِیْنِ الْمَکِیْنِ الْقُطْبِ الرَّبَّانِیْ وَالْفَرْدِ الْجَامِعِ الصَّمَدَانِیْ مَحْبُوْبِ سُبْحَانِیْ غَوْثِ الْاَغْوَاثِ شَیْخِ الْکُلِّ وَسُلْطَانِ الْاَوْلِیَاءِ السَّیِّدِنَا اَبُوْ مُحَمَّدٍ مُحْیِ الدِّیْنِ حَضْرَتْ عَبْدِ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ اَلْحَسَنِیْ اَلْحُسَیْنِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَوْلَادِہٖ وَعَلٰی جَمِیْعِ خُلَفَائِہٖ وَخُدَّامِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝

برادرانِ ملت وطریقت آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم اس وقت ایک ایسے دور سے گزر رہے ہیں جو بظاہر تو اپنی رنگینیوں اور شعبدہ بازیوں کی وجہ سے نہایت دلآویز فرحت آمیز، اطمینان خیز، راحت انگیز نظر آرہا ہے مگر باطنی طور پر بے حد زہرآلود اور سراپا بے سود ہے۔ ہم صرف اس کی ظاہری خوشنمائی پر فریفتہ ہو کر اس قدر تیزی کے ساتھ بصد شوق وطرب رواں دواں ہیں کہ ہمیں نہ اپنے موقف کی خبر ہے نہ خدا تعالیٰ کے احکام کی پرواہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی جانب نگاہ نہ بزرگانِ سلف کے اقوال وافعال ملحوظ نہ اپنی فلاح اور بہبودی دینی ودنیاوی زیر نظر، نہ عاقبت کے عذاب وثواب کا تصور، نہ روز حشر وجزا کا کھٹکا نہ موت نہ عذابِ قبر ہی یاد، نہ اسلام اور اس کے اصول کو اپنانے کا شوق موجزن ہے۔ اگر ہے تو یہی کہ ہمیں جائز یا ناجائز طریقوں اور حیلوں سے مال ودولت جاہ وعزت وزن زور زمین، غرضیکہ ہر قسم کے عیش وعشرت کے سامان دنیوی حاصل ہو جائیں آپ جانتے ہیں کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ یہ اس لیے کہ غیر اقوام نے جو ابتداء سے اسلام کی دشمن چلی آرہی ہیں اور جن کے دشمن ہونے کا واضح ثبوت قرآن پاک میں موجود ہے۔ ہمیں اپنی سیاسی چالوں کے ساتھ اسلامی اصولوں سے منحرف کر دیا ہے چنانچہ جو کام یہ چودہ سال میں نہ کر سکی تھیں۔ اس تھوڑے عرصہ میں یعنی سنہ سے لیکر تا حال افسوس نے کر دکھایا، اپنے ارادوں اور مقاصد میں کامیاب ہو گئیں جس کی وجہ یہ ہے کہ ہم انسانوں نے کچھ تو اپنے افلاس کے باعث ان اقوام کے حالات ظاہری اور

اور مال و دولت کو دیکھ کر دستِ حرص و آز دراز کر کے صاحبِ ثروت بننے کے لیے
ظاہری باطنی طور پر اپنے آپ کو انہی کے سانچوں میں ڈھال کر نہ صرف ان کی تقلید
شروع کر دی بلکہ مذہب اسلام کو جو کہ رب العزت کا پسندیدہ مذہب ہے جس کا بین
ثبوت قرآن پاک کے یہ الفاظ ہیں: اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ دین اللہ
تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہے ۔ اسے ایک بوسیدہ اور کہنہ مذہب گمان کر لیا اور رہبرانِ
اسلام کو ملّاں اور مذہب اسلام کو ملاں ازم کہنے کو فخر سمجھنے لگ گئے ۔ خداوند کریم
ہمیں ہدایت فرمائے، کھوٹے اور کھرے کے پرکھنے کی تمیز عطا کرے ، اسلام دین
فطرت ہے ۔ اس کی ابتدا حضرت آدمؑ سے ہوئی ۔ اسی کا اتمام آنحضرت علیہ الصلٰوۃ
والسلام کی ذات پر ہوا ۔ صحابہؓ نے اپنے خون سے اس شجرِ طیبہ کی آبیاری کی
حضرت غوثِ اعظم ایسے اولیا نے اس کے نور سے کائنات کو منور کیا ۔ اسی کے زیر
اثر فرزندانِ توحید نے بے مثل دینی و دنیوی روحانی ترقی کی ۔ اس کا ہر اصول زندہ
تابندہ و درخشندہ ہے ۔ منصف مزاج اغیار بھی تسلیم کر رہے ہیں کہ مشکلات
حاضرہ کے حل کی کلید دینِ توحید ہے ۔

دوسری خاص وجہ یہ بھی ہے کہ عام طور پر موجودہ دور میں راہِ راست کی رہنمائی
کرنے کے بہ بانگِ دہل جو مدعی ہیں وہ علوم شریعت سے جاہل ہونے کے باعث
خود ہی راہ راست سے ہزاروں کوس دور ہیں ، جو محض شہوات پرستی شاہدانِ
بازاری کے لیے ایسے عجیب و غریب حیلے تراش کر سادہ لوح اور علوم شریعت

سے بے بہرہ انسانوں کو راہِ راست سے دُور لے جاکر چاہِ ضلالت میں گرا دیتے ہیں
اور ان کا دین تباہ کر دیتے ہیں۔ ایسے پیر و مرشد اپنے آپ کو محبِ پنجتن پاک اور عاشقِ
غوث اعظم اہل سنت و جماعت کے پیرو ظاہر کرکے شکم پروری کرتے پھرتے ہیں
عموماً ایسے لوگ احکام شریعت و طریقت سے دیدہ و دانستہ گریز کرتے ہیں، خاص طور
پر نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ ارکان اسلام کے ادا کرنے سے گریزاں اور معاصی کبیرہ
کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ان کی شکل و شباہت ملحدانہ ہے۔ وہ اَمرد پرست ہیں حلولی
امتزاجی، تناسخی، حشیشی اصولوں کے معتقد انسان کو خدا، خدا کو انسان، راگ و رنگ کے
شائق، تصور محبوبِ مجازی کے قائل، روح کو قدیم، عذاب و ثواب آخرت کے منکر، سجدۂ
قبر اور خود کو سجدہ کرانے کے دلدادہ و شیدا ہیں۔ (تاکہ دیکھنے والوں کی نظر میں
ان کی قدر ہو) اور وہ انھیں برگزیدہ و خدا رسیدہ تصور کریں، غرضیکہ ہر بدعت قدیمہ
وجدیدہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح مریدوں کو بھی فقر کا سہل العمل طریقہ جتلا کر
راہِ شریعت اور طریقت سے منکر کر دینے میں خاص مہارت رکھتے ہیں۔ چنانچہ ایسی
ایسی لایعنی وضعی حدیثیں اختراعی روایتیں اور ان کی من گھڑت تشریحیں خاص خاص
مریدوں کو سنا کر اور انھیں راز الٰہی بتا کر دام تزویر میں پھنسا کر گمراہ کرتے ہیں کہ الامان،
حالانکہ ان طالبان میں سے اکثریت فی الحقیقت ان لوگوں کی ہوتی ہے جو محبت خداوند کریم
اور آنحضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور احکام شریعت
کی تعمیل کا عشق اور شوق و محبت صحیح معنوں میں رکھتے ہیں بلکہ اسلام کی راہ میں اپنے

مال وجان کو نثار کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے مگر وہ غلط راستوں پر گامزن ہونے کے باعث جو کہ ان کی کم علمی شریعت اور صحبت بد کے اثرات کا نتیجہ و ثمرہ ہوتا ہے نہ مقبولِ خدا ہو سکتے ہیں نہ حصولِ مقاصد میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ بلکہ تمام عمر انہی عقائد باطلہ کو دینِ حق تصور کر کے گزار دیتے ہیں اور خسر الدنیا والآخرہ (دنیا میں بھی گھاٹا اور آخرت میں بھی ٹوٹا) کے مصداق بن جاتے ہیں۔ اسی قسم کے گمراہ شدہ لوگوں کی حالتوں اور کیفیتوں کو بدورانِ سیاحت محسوس فرما کر مرشدنا و مولٰنا شیخ المشائخ سراج السالکین سالک منہاج العارفین انیس الغریبین تاج العاشقین صاحب تکوین و التمکین نقیب زادہ حضرت سیّد محمد طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی دام ظلہ تعالٰی ابن المرحوم السیدنا و مولٰنا شیخ المشائخ صاحب السمو والسماحہ نقیب السادات و الاشراف حضرت پیر محمود حسام الدین رضی اللہ تعالٰی عنہ ساکن بغداد شریف (ملک عراق) نے بذریعہ تبلیغ و اشاعت اس کی اصلاح کی طرف اپنا فرضِ منصبی سمجھ کر توجہ مبذول فرمائی۔ اور اسی مقصد دینی کی خاطر عارضی طور پر شہر کوئٹہ میں قیام فرما کر اپنے خانگی معاملات کو یک گونہ پس پشت ڈال کر محض رشد و ہدایت خلق کے لیے تبلیغ و اشاعت کا سلسلہ جاری کیا ہے۔ چنانچہ آں حضور نے علاوہ روزانہ وعظ و نصیحت کے کئی ایک کتابیں شائع کرا کر مفت تقسیم فرمائی ہیں۔

مثلاً محبوب سبحانی جو کئی ہزار کی تعداد میں مختلف چھاپہ خانوں سے طبع اور شائع ہو چکی ہیں (۲) تحفۃ الطاہریہ فی الاوراد القادریہ (۳) سوانحعمری حضرت غوث اعظم

انگریزی میں (۴) فتوح الغیب کا انگریزی ترجمہ (۵) شجرہ ہائے قادریہ اور اوراد و ظائف وغیرہ

اب حضور پرنور نے اس کتاب موسومہ تسلی کرہ قادریہ کی ترتیب دینے کا حکم صادر فرمایا، چنانچہ بندہ کو اپنے حضور خاص میں طلب فرما کر ایک ایک لفظ زبانِ حقیقت ترجمان گوہر فشان سے ارشاد فرمایا جو کہ من وعن بلا کم و کاست حرف بحرف احقر العباد معرض تحریر میں لے آیا ہے اس میں ایسے ایسے اسرار روحانی، وظائف قرآنی و رموز ایمانی مصدقہ و معلہ جو جدِ مکرم و معظم حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی ابو محمد محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز الحسنی والحسینی سے نسلاً بعد نسلاً اور صدراً بعد صدراً آپ تک پہنچے ہوئے ہیں احیائے دین کی خاطر بلا بخل و بلا تغیر صفحہ قرطاس پر درج کرا دیئے ہیں۔ یہ نوادر ایسے ہیں جو صحیح العمل کامل مرشدوں اور رہنماؤں سے بھی دستیاب نہیں ہو سکتے۔ جن کی تشریح فیض رسانی خلق کی خاطر نہایت آسان اور عام فہم طریق پر معہ ترکیب عملیات و فوائد وغیرہ اردو میں اور اصل وظائف و عبارت عربی میں مفصل طور پر کر دی گئی ہے۔ وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ ٥

چنانچہ تمام مضامین کو ۹ ابواب میں اور ہر باب کو کئی کئی مضامین میں ترتیب دیا گیا ہے۔ باب اوّل فضیلت حضرت غوث پاک قدس سرہ العزیز بر جمیع اولیاء کرام ا باب دوم، فضیلت سلسلہ قادریہ بر جمیع سلاسل، باب پنجم الہامات قلبی وکشف المعنوی بر ذات گرامی قدس سرہ العزیز۔ باب ششم، کتب تصانیف و خطبات و مواعظ، باب سوم خاندانِ گیلانیہ بغدادیہ کا مختصر سا تذکرہ معہ فضیلت، باب چہارم، جامع مسجد و دربار

غوثیہ اور اس کے متعلقہ ادارہ جات کی وضاحت اور مقبروں کا حال۔ باب ہفتم
اسرار مخفیہ و اوراد و وظائف قادریہ، باب ہشتم، شریعت و طریقت کے متعلق بعض
غلط فہمیوں کا ازالہ جو نادان دشمنان اسلام نے پھیلا رکھی ہیں۔ باب نہم، خاتمۃ الکتاب؛

بدایونی مولانا عزیز احمد مُفتی عیدگاہ جامع مسجد گڑھی شاہو
لاہور نے اِس مرتبہ اپنا قیمتی وقت ضائع
کر کے اس کتاب کی تصیح کی ہے۔ اُمید
ہے۔ قارئین کو اب کوئی شکایت کا موقع
نہیں ملے گا؛



باب اوّل

فضیلت حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

تعارف مصنف دام ظلہ العالی وبرکاتہ معہ شجرہ نسبی و پیشوائی

القطب ربانی غوث صمدانی، محبوب سبحانی ابو محمد محی الدین شیخ الکل سیدنا حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے ذکر پاک شروع کرنے سے پہلے یہ ضروری خیال کرتا ہوں کہ مرشدنا ومولٰنا شیخ المشائخ نقیب زادہ پیر سید طاھر علاء الدّین القادری الگیلانی دام ظلہ العالی (مصنف کتاب ہذا) کی نسب پدری و پیشوائی کو بذریعہ شجرۂ نسب و شجرہ پیشوائی معرض تحریر میں لاؤں تاکہ قارئین کو بآسانی علم ہو جائے کہ آپ (دام ظلہ العالی) کی حضور غوث الاعظم جیلانی قدس سرہ العزیز سے کیا نسبت اور کیا تعلق ہے؟ اور کیوں آپ کو اس کار خیر کی تکمیل سے دلچسپی ہے اور کیوں آپ اس کرم فرمائی پر آمادہ ہوئے ہیں۔ اس کے متعلق مشروحاً آپ کے کارہائے نمایاں اور طاقت بے پایاں وغیرہ کا عرض کرنا باعث طوالت سمجھ کر نظر انداز کرتا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ خاندان نقیبیہ گیلانیہ بغدادیہ کے ضمن کے تحت آپ (دام ظلہ العالی) کے اخلاق حمیدہ اور کارہائے ستودہ کے متعلق روشنی ڈالی جائے گی۔ یہاں تو صرف خاندان گیلانیہ بغدادیہ کے اس نورِ نظر راحت قلب و جگر بے نظیر بدر منیر شاہزادہ کے تعلقات نسبی و پیشوائی کا اظہار مقصود ہے تاکہ قارئین کو آپ کے متعلق یہ پتہ چل سکے کہ آنحضور کس بحر طریقت کے دریکتا اور کس معدن معرفت کے گوہر بے بہا

ہیں۔ وَمَا تَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ،

حضرت مؤلف دام ظلہ العالی کا شجرۂ نسب

سیدنا و مرشدنا شیخ المشائخ الحسیب النسیب الشریف نقیب زادہ طاہر علاء الدین القادری الجیلانی البغدادی دام ظلہ العالی بن نقیب الاشراف و متولی الاوقاف صاحب السمو والسماحہ شیخ المشائخ سیدنا الشریف حضرت محمود حسام الدین قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن نقیب الاشراف صاحب السمو والمساحہ فخامۃ الشریف شیخ المشائخ وسیدنا حضرت عبدالرحمٰن ظہیر الدین المحض قادری جیلانی وزیر اعظم مملکتِ عراق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ بن نقیب الاشراف حسیب النسیب سیدنا حضرت علی قادری جیلانی رضی اللہ عنہ بن نقیب الاشراف و متولی الاوقاف سیدنا الامام حضرت سلمان قادری گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بن سیدنا الامام شیخ المشائخ نقیب الاشراف حضرت مصطفیٰ قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن شیخ المشائخ قدوۃ العارفین نقیب الاشراف سیدنا حضرت زین الدین قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن شیخ المشائخ قدوۃ العاشقین سیدنا الامام محمد درویش قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن العارف باللہ شیخ المشائخ سیدنا الامام سیدنا حسام الدین قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن شیخ المشائخ صاحب تکوین التمکین سیدنا الامام سیدنا نور الدین قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سیدنا امام الشریف شیخ الاسلام عارف باللہ و متوکل علی اللہ حضرت ولی الدین قادری جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ بن

سیدنا شیخ المشائخ امام الشریف حضرت زین الدین قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سیدنا
امام الشریف قدوۃ السالکین شیخ المحدثین شیخ المشائخ حضرت شرف الدین قادری جیلانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سیدنا امام الشریف شیخ المشائخ حضرت شمس الدین قادری جیلانی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ بن سیدنا امام الشریف شیخ المشائخ عارف ربانی حضرت محمد الہناک قادری جیلانی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ بن سیدنا الشریف و امام النقی المعتدی شیخ الاقطاب الاعلیٰ شیخ المشائخ حضرت عبد الرزاق
قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حضرت غوث الثقلین شیخ الکل سلطان الاولیاء مالک
ازمۃ المتصرفین رئیس المحبوبین سلاب الاحوال الدرۃ البیضا الباز الاشہب سیدنا حضرت عبد القادر
جیلانی الحسنی الحسینی قدس سرہ العزیز۔

آپ کا شجرہ پیشوائی

الحسیب النسیب الشریف سیدنا و مولینا نقیب زادہ شیخ المشائخ طاہر علاء الدین قادری
گیلانی بغدادی دام مجدہ نے اپنے والد محترم سیدنا الشریف شیخ المشائخ حضرت محمود حسام الدین
نقیب الاشراف و متولی الاوقاف قادری بغدادی دام مجدہ سے۔ انھوں نے اپنے والد
محترم شیخ المشائخ سیدنا حضرت عبد الرحمٰن المحض نقیب الاشراف و متولی الاوقاف قادری بغدادی
دام مجدہ سے۔ انھوں نے اپنے والد محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا علی نقیب الاشراف و متولی
الاوقاف قادری بغدادی سے۔ انھوں نے اپنے عم زاد برادر و مرشد شیخ المشائخ عبد القادر
گیلانی قادری بغدادی سے۔ انھوں نے اپنے والد محترم و مرشد شیخ المشائخ ابی بکر قادری

گیلانی بغدادی سے۔ انھوں نے اپنے والدِ محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا اسمٰعیل قادری گیلانی بغدادی سے۔ انھوں نے اپنے والدِ محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا عبدالوہاب قادری گیلانی بغدادی سے۔ انھوں نے اپنے والدِ محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا نورالدین قادری گیلانی بغدادی سے۔ انھوں نے اپنے والدِ محترم و مرشد محمد درویش قادری گیلانی بغدادی سے۔ انھوں نے اپنے والدِ محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا حسام الدین قادری گیلانی بغدادی سے۔ انھوں نے اپنے چچا محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا ابی بکر قادری گیلانی بغدادی سے۔ انھوں نے اپنے والد محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا یحیٰی قادری جیلانی رضی اللہ عنہ سے۔ انھوں نے اپنے والدِ محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا نورالدین قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انھوں نے اپنے والدِ محترم و مرشد سیدنا ولی الدین قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انھوں نے اپنے والد محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا زین الدین قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انھوں نے اپنے والدِ محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا شرف الدین قادری جیلانی رضی اللہ عنہ سے انھوں نے اپنے والدِ محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا شمس الدین قادری جیلانی رضی اللہ عنہ سے انھوں نے اپنے والدِ محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا محمد الہتاک قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انھوں نے اپنے والد محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا عبدالعزیز قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انھوں نے اپنے والد محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی قدس سرہ العزیز سے

ناظرینِ شجرہ ہائے مذکورۃ الصدر کے مطالعہ سے آپ پر روشن ہو گیا ہوگا۔ کہ ممدوح الصدر مولف کتاب ہذا حضرت جناب پیرو دستگیر محبوب سبحانی غوثِ صمدانی سیدنا شیخ

عبدالقادر جیلانی قدس العزیز کے اولاد الاولاد اکیسویں پشت سے صاحب السمو والسماحہ الشریف سیدنا شیخ المشائخ حضرت محمود حسام الدین نقیب الاشراف والسادات متولی الاوقاف دربار غوثیہ قادریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساکن بغداد شریف ملک عراق کے فرزند ارجمند ہیں اور دربار عالیہ غوثیہ کے جنوبی دروازہ کے عین مقابل سڑک پار (شارع گیلانی) ایک وسیع عالی شان بلڈنگ کے جو آباؤ اجداد سے آباد ہے - مالک و وارث حقیقی ہیں اور اسی میں سکونت پذیر ہیں - اس وقت محض رشد و ہدایت اور تبلیغ اشاعت کی غرض سے اپنے آباؤ اجداد اور اپنے دادا جان حضرت غوث الاعظم جیلانی قدس سرہ العزیز کے نقش قدم پر گامزن ہو کر اسلامی روایات و تعلیمات کو تر و تازہ رکھنے کی غرض سے مختصر ایام کے لیے اپنے قدوم میمنت لزوم سے پاکستان کو رونق بخشی ہے اور عارضی طور پر شہر کوئٹہ (بلوچستان) دربار غوثیہ خداداد خاں روڈ کے پتہ پر قیام گاہ منتخب فرمائی ہے۔ تاکہ ملحقہ ممالک اسلامیہ کا ہر کہ و مہ آپ کے ارشاد و ہدایت اور فیوض و برکات سے مستفیض ہو سکے۔

بر رسولاں بلاغ باشد و بس

سگِ درگاہِ غوثیہ خلیفہ سرکارِ بغداد حکیم عزیز احمد
چک نمبر ۲۰۹ کلاں گلی نمبر ۵ دار الفیوض غوثیہ
مکان ۱۳/۲۲۴۰ لائل پور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِؕ

فضیلت حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ

القطب ربانی محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے اسم گرامی اور آپ کی کرامات و مکاشفات اور مقبولیت یزدانی سے ہر چھوٹا بڑا واقف ہے۔ کیونکہ آپ مادرزاد ولی اور محبوب پیدا ہوئے تھے، جو بحالت شیر خواری بھی ماہِ رمضان المبارک کے احترام میں روزہ دار رہے اور اس کے بعد مدرسہ جانے کے وقت فرشتے آپ کی نگہداری پر متعین رہے، ڈاکوؤں کے سامنے بھی جھوٹ منہ سے نہ نکلا نہ خوف زدہ ہوئے، والدہ ماجدہ کی اجازت سے بغداد شریف تشریف لاکر علوم شرعی کی تحصیل فرمائی۔ اس کے بعد بڑے بڑے مجاہدے اور بھاری بھاری ریاضتیں کیں، ۲۵ سال متواتر عراق کے جنگلات میں بے آب ودانہ عبادات اور ریاضت میں مشغول رہے۔ ۴۰ سال بلاناغہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز معہ وردو وظائف متعلقہ ادا فرماتے رہے حتّٰی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے غوثیت وخلافت کا بلند ترین مرتبہ حاصل کرکے تمام اولیاء پر سبقت لے گئے اور ہدایت خلق پر متعین ہوئے اور وَکُلُّ وَلِیٍّ لَہٗ قَدَمٌ وَّاِنِّیْ عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ کے بلند آہنگ کلمات فرمانے کے مستحق ٹھہرے۔ اِن تمام حالات وکرامات وارشادات وغیرہ کے متعلق ہر زمانہ کے سوانح نویسوں، تذکرہ نگاروں اور تاریخ دانوں بلکہ بڑے بڑے

ذی اقتدار حقدار سیدہ بزرگوں نے بڑی بڑی معتبر اور جامع ضخیم کتابیں تصنیف و تالیف
کر کے شائع کرا کر تبلیغ و اشاعت کی غرض سے خلقِ خدا میں تقسیم فرما کر ثواب عظمیٰ حاصل
کیا ہے، جو اب بھی ہر زبان میں اور ہر شہر و دیار میں ہر کتب خانہ سے دستیاب ہو سکتی ہیں مگر
اُن میں یہ مضامین بہت کم ہی ملیں گے، جو اس کتابچہ میں درج ہوئے ہیں چنانچہ بخوفِ طوالت
آنحضور قدس سرہ العزیز کے زندگی کے حالات اور کشف و کرامات کے مذاکرات کی گنجائش
یہاں نہ پا کر صرف آپ قدس سرہ العزیز کے فرمودہ و معملہ و مستعملہ ورد و ظائف شریعت و
طریقت کے مراحل و منازل اُصول تصوف و فقر مجاہدہ اور ریاضت کی تراکیب اور نفس کشی
اور واصل باللہ ہونے کے طریقے اور رازِ حقیقت اور سرِ معرفت وغیرہ وغیرہ اصولِ اسلام
کے چیدہ گوہرِ بے بہا معرضِ تحریر میں لائے گئے ہیں۔ جن پر عمل پیرا ہونے سے اگر فضلِ خدا
شاملِ حال رہے تو سو فی صد کامیابی کی واثق اُمید ہے۔ نیز خاندانِ گیلانیہ بغدادیہ و نقیب
الاشراف و متولیانِ اوقاف و اعیانِ قادریہ کے متعلق اور صحیح صحیح حقدارانِ و مسند
نشینانِ دربار عالیہ کے بارے میں ضروری کوائف مہیا کر دئے ہیں اپنے اپنے موقعہ محل پر
ناظرین و قارئین ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔



اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ

شجرۂ نسب عالیہ مبارکہ غوث پاک قدس سرہ العزیز

القطب ربانی و الفرد الجامع الصمدانی محبوب سبحانی ابو محمد محی الدین السید الشیخ حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا ابن امام الشریف حضرت ابی صالح الملقب سیدنا موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن امام الشریف سیدنا عبداللہ جیلانی (جو پہلے پہل جیلان میں پیدا ہوئے) بن امام الشریف سیدنا یحییٰ الزاہد (جنھوں نے سب سے پہلے جیلان میں سکونت اختیار کی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن امام الشریف سیدنا محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن امام الشریف سیدنا داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن امام الشریف سید موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن امام الشریف سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن امام الشریف سیدنا موسیٰ الجون رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن امام الشریف سیدنا عبداللہ المحض رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن امام الشریف سیدنا حسن مثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن امام الشریف سیدنا امیرالمومنین و امام المتقین حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا ابن امیرالمومنین اسد اللہ الغالب امام المشارق و المغارب حلال المشکلات والنوائب ابن عم الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و زوج البتول علیؓ ابن ابی طالب کرم اللہ وجہٗ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اد بن ادد بن ہمیسع بن حمل بن بنت بن

قیذار بن حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام بن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام و علیٰ نبینا محمدٍ افضل الصلوٰۃ والسلام۔

سلسلۂ مادری

حضور قدس سرہ العزیز کی والدہ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیت ام الخیر لقب امت الجبار اور اسم مبارک مقدسہ فاطمہ بنت سیدنا حضرت عبداللہ صومعی الحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بن سیدنا حضرت ابی جمال رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بن سیدنا حضرت محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بن سیدنا حضرت محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بن سیدنا حضرت طاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بن سیدنا حضرت ابی عطا رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بن سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بن سیدنا حضرت ابی کمال رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بن سیدنا حضرت عیسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حضرت ابی علاؤ الدین رضی اللہ تعالے عنہٗ بن سیدنا حضرت محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بن سیدنا حضرت علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بن سیدنا حضرت مُوسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بن سیّدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بن سیدنا حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بن سیدنا حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بن حضرت امام المتقین و امیر المومنین سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ وارضاہ عنا شہید کربلا بن حضرت امام المومنین اسد اللہ الغالب امام المشارق والمغارب حل المشکلات والنوائب ابن عم رسول و زوجِ بتول علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہٗ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف ؓ

شجرہ ہائے پدری و مادری کی رو سے حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز والد بزرگوار کی جانب سے حسنی اور والدہ محترمہ کی طرف سے حسینی سید اہل بیت مطہرہ سے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاہ عنا۔

شجرۂ پیشوائی

السید شیخ حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز ممدوح الصدر نے خرقہ شریعت حضرت ابوسعید المبارک المخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہنا۔ انھوں نے حضرت ابوالحسن علی بن محمد القرشی الہنکاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انھوں نے حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انھوں نے حضرت ابوالفضل عبدالواحد التمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انھوں نے اپنے شیخ حضرت ابوبکر شیخ شبلیؒ سے۔ انھوں نے حضرت شیخ ابوالقاسم جنید بغدادیؒ سے۔ انھوں نے اپنے ماموں حضرت سری سقطیؒ سے۔ انھوں نے اپنے شیخ حضرت معروف کرخیؒ سے۔ انھوں نے اپنے مرشد قبلۃ الباطن حضرت سید ابوالحسن علی ابن موسیٰ رضاؒ سے۔ انھوں نے اپنے مرشد و والد حضرت موسیٰ کاظمؒ سے۔ انھوں نے اپنے مرشد و والد حضرت سید جعفر صادقؒ سے۔ انھوں نے اپنے مرشد و والد حضرت سید محمد باقرؒ سے۔ انھوں نے اپنے مرشد و والد حضرت سید زین العابدینؒ سے۔ انھوں نے اپنے مرشد و والد سید الشباب اہل جنت و نور نظر اہل سنت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انھوں نے اپنے مرشد و والد حضرت امام امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی کرم اللہ ابن ابی طالب سے۔ انھوں نے اپنے

مرشد و ہادی و پیشوا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب لولاک لما مالک
ہر دو سرا محبوب رب کبریا سے ۔

ایک اور سند کے مطابق حضرت معروف کرخی نے اپنے مرشد حضرت داؤد طائی سے
انھوں نے اپنے مرشد حضرت حبیب عجمی سے، انھوں نے اپنے مرشد خواجہ حسن بصری رضؓ سے ۔
انھوں نے اپنے مرشد و پیشوا حضرت امام امیرالمومنین اسد اللہ الغالب علی کرم اللہ وجہہ سے
انھوں نے حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے۔

آپ کی اولاد و اہل بیت مطہرہ کے اسمائے گرامی

۱ ۔ السید الشیخ حبیب المنسیب الشریف الامام المقتدا حضرت عبدالرزاق قادری الجیلانی رضی اللہ عنہ

۲ ۔ " " " حضرت عبدالعزیز قادری الجیلانی رضی اللہ عنہ

۳ ۔ " " " حضرت عبدالجبار " " " " "

۴ ۔ " " " حضرت عبدالوہاب " " " " "

۵ ۔ " " " حضرت عبدالغفار " " " " "

۶ ۔ " " " حضرت عبدالغنی " " " " "

۷ ۔ " " " حضرت صالح " " " " "

۸ ۔ " " " حضرت محمد " " " " "

۹ ۔ " " " حضرت شمس الدین " " " " "

۱۰۔ السید الشیخ حضرت ابراہیم قادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

۱۱۔ " " حضرت یحییٰ " " (سب سے چھوٹے)

دختر نیک اختر آنحضورؓ سیدہ جنابہ فاطمہ رضی اللہ عنہا،

والدہ ماجدہ مکرمہ و محترمہ آنحضورؓ۔ سیدہ جنابہ فاطمہ امّ الخیر امت الجبار رضی اللہ عنہا، بنت سید عبداللہ صُومعی حسنی حسینی رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین۔ ان میں سے صرف تین حضرات سیدنا عبدالرزاق، سیدنا عبدالعزیز، سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولاد ہوئی۔ جو بغداد شریف کے علاوہ دیگر اطراف واکناف میں بھی پھیلی ہوئی ہے۔ اس اولادِ پاک میں سے آپ قدس سرہ العزیز کے صاحبزادے سیدنا حضرت شیخ المشائخ حسیب النسیب امام المقتدائے صاحب السمو والسماحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و رضاہ عنا عبدالعزیز صاحب سے زیادہ علم و فضل رضا و توکل، ادب و اداب، زہد و تقویٰ میں مشہور ہوئے اور ان کی اولاد الاولاد نے اپنے جد امجد کے قدم بقدم گامزن ہو کر عالم اسلام میں وہ شہرت اور نام حاصل کیا جس کے متعلق کتب ہائے اسلامیہ کے مصنفین وتاریخہائے عراق و عرب کے مورخین تذکرہ نویس وافسانہ نگار شعرہ وغیرہ رطب اللسان ہیں۔ اور انھوں نے ہی اپنے جد اعلیٰ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے روحانی فیوضات و برکات وعلوم وحسنات سے فائز المرام وشادکام اور واصل حق ہونے کے بعد جائے مدفن یعنی بغداد، عراق کو اپنا مسکن بنا کر روضہ مقدسہ کی تعمیر و تطہیر اور مسجد جامع ومدرسہ قادریہ کی حفاظت، درس و تدریس کا نظم و نسق اور اوقاف وجائداد قادریہ کا انتظام، مہمانوں کی خاطر داری، دیگر ممالک سے رابطہ محبت وسلسلہ تبلیغ واشاعت

وغیرہ محکم کرنے کے علاوہ شاہان عباسیہ وعثمانیہ والیان حکومت عراقیہ موجودہ اور جملہ مخلوق عالم کو اپنا گرویدہ بنا کر نقیب السادات والاشراف کا بلند ترین مرتبہ حاصل کیا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روئے عالم کے حکمران، سجادہ نشین اور ہر سلسلہ فقر کے ہادیان متین اور ہر مسلک سلوک کے کاملین بلکہ درویش وعالم بڑے بڑے خدارسیدہ مسکینوں کی طرح گدین کر دست حاجت دراز کرکے اور حاجات طلب کرنے کو فخر دارین سمجھتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ غیر اسلامی طبقہ میں بھی بہت سے ذی شعور آپ کی قدر ومنزلت جانتے ہوئے حاجتیں طلب کرتے اور نذرانے ونیازیں گزارتے ہیں۔ حق بات یہ ہے کہ یہ اکابر خاندان جیلانیہ بغدادیہ وہ حضرات ہیں کہ جب میدان میں کھڑے ہوں یہی بادشاہ ہیں۔ جب پکڑنا چاہیں، یہی زبردست ہیں۔ جب گفتگو کریں یہی علماء ہیں، جب کسی مسئلہ پر دلیل دیں یہی مجیب ادیب ہیں، اور جب ذکر الٰہی میں بیٹھیں تو یہی عبادت گزار ہیں، جب کسی پر ناراض ہوں یہی سلّاب الاحوال ہیں۔ ان کے ایسے ایسے کارہائے نمایاں ہیں جن سے ان کی شہرت تمام اطراف عالم میں پھیل گئی ہے اور جن کی خوشبو روئے زمین پر مہک رہی ہے اور جن کا ذکر صحراؤں میں بھی ہے اور آبادیوں میں بھی۔ غرضیکہ اس خاندان جیلانیہ کے لیے وہ عالمگیر بلند تر عظیم الشان شہرت ہے کہ دوسروں کی شہرت اس کے قریب بھی نہیں پہنچ سکی۔

حال ہی میں ایک کتاب موسومہ محبوب سُبحانی در تذکرہ غوث صمدانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ لاہور آرٹ پریس سے چھپوا کر نقیب زادہ پیرو مرشد طاھر علاء الدین ابن المرحوم نقیب الاشراف والسادات السید الشیخ

حضرت حسام الدین القادری الجیلانی ساکن باب الشیخ بغداد شریف ملک عراق عرب نے بحیثیت سرپرست انجمن قادریہ دربار غوثیہ کوئٹہ مغربی پاکستان نے جو تقریر پیش فرمائی۔ اس میں اس خاندان گیلانیہ کے محاسن و کمالات کا تذکرہ مفصل طور پر درج ہے اور اس کتاب میں بھی ایک علیحدہ باب میں مذکور ہے ملاحظہ فرمائیں:۔

حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کا سن و مقام ولادت

حضور قدس سرہ العزیز کی ولادت باسعادت کے متعلق تمام تذکرہ نویسوں اور سوانح حیات نگاروں بلکہ جملہ محققین نے متفقہ طور پر ثابت کیا ہے کہ آپ کی ولادت ملک ایران کے صوبہ طبرستان کے علاقہ گیلان یا جیلان کے نیف نامی قصبہ میں گیارہ ربیع الثانی ۴۷۱ھ کو سادات کے ایک خاندان (جو دو تین پشتوں سے یہاں آباد تھا) میں ہوئی جس کی وجہ سے حضور جیلانی یا گیلانی کے لقب سے ملقب ہوئے اور بغداد شریف ملک عراق عرب میں گیارہ ربیع الثانی ۵۶۱ھ ہجری ۹۱ سال عمر پاکر واصل بحق ہوئے۔ شجرۂ نسب و شجرۂ مادری پیشتر ازیں درج کیا جا چکا ہے جس کی رو سے اظہر من الشمس ہے کہ حضور قدس سرہ العزیز والد محترم کی طرف سے حسنی اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسینی سید ہیں۔

حضور قدس سرہ العزیز کی کمالیت اور سادات کا ثبوت

علامہ ابن حجر عسقلانی رض تحریر فرماتے ہیں کہ آپ رمضان المبارک میں روزے کے اوقات میں اپنی والدہ محترمہ کے دودھ کو منہ نہ لگاتے تھے، اس لیے اس بات کی شہرت تمام شہر بلکہ اطراف وجوانب میں پھیل گئی کہ سادات کے گھر میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو اوقاتِ صوم کے دوران میں دودھ نہیں پیتا۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ ثبوتِ نسب کے لیے شہرت شہری بلکہ شہرتِ خلق ایک ضروری جزو ہے۔ جہاں کوئی رہائش رکھتا ہے وہاں اس کے حسب اور نسب سے سب واقف ہوتے ہیں۔ لہذا عوام میں اس بات کا چرچا ہونا کہ سادات کے ایک گھرانے میں ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان المبارک میں اوقاتِ صوم کے اندر دودھ نہیں پیتا۔ آپ کی محبوبیت کی بین دلیل ہے اور یہ شہرت بلدی حضور قدس سرہ العزیز کی سیادت کا واضح اور صریح ثبوت ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

حضور قدس العزیز کا حلیہ شریف

شیخ موفق الدین قدامۃ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ السید حضرت محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نحیف البدن تھے۔ ان کا قد مبارک متوسط، ان کے ابرو باریک و باہم پیوستہ، ان کا گنجینۂ معرفت سینہ کشادہ، ان کی ریش اقدس گھنی، طویل عریض، خوش نما، آواز بلند و کرارا تھی۔ نیز ابو عبد اللہ بن محمد بن خضر حسینی موصلی

باپ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ میں تیرہ سال تک حضور کی خدمت بابرکت میں رہا۔ لیکن اس عرصہ میں میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ کے بدن مبارک پر مکھی بیٹھی ہو یا کسی قسم کا میل یا پسینہ ہی نکلا ہو۔

حضور قدس سرہ العزیز کے خصائل حمیدہ

آپ کا سکوت بہ نسبت کلام کرنے کے زیادہ ہوتا تھا۔ اپنے مدرسہ سے سوائے جمعہ کے دن کے کبھی باہر تشریف نہ لے جاتے، وہ بھی جامع مسجد اور مسافر خانہ تک آپ کے دست مبارک پر بڑے بڑے معززین شہر نے توبہ کی، اور بڑے بڑے یہودیوں اور عیسائیوں نے اسلام قبول کیا۔ آپ سچی بات ممبر پر کھڑے ہو کر فرمادیا کرتے تھے اور ظالموں کی مذمت فرماتے ہر کہ ومہ آپ قدس سرہ العزیز کی نہایت تعظیم و عزت کرتا تھا۔ جتنی کرامات آپ سے ظہور پذیر ہوئیں۔ کسی سے آج تک نہیں ہوئیں نہ زمانہ نے آپ جیسا پیدا کیا۔ تمام ادیبان عصر و تذکرہ نویسان دہر متفقہ طور پر اس بات کے قائل ہیں اور اپنی اپنی تصنیف و تالیف کردہ کتابوں میں یہ فضیلت درج کرتے آئے ہیں کہ آپ بدعت کو مٹاتے اور سنت کو جاری کرتے تھے راست گوئی آپ کا شیوہ تھا۔ عمر میں کبھی آپ نے جھوٹ نہیں بولا، آپ حسیب ونسیب نجیب الطرفین تھے، اپنے جد امجد سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک کے حافظ تھے، حنبلی المذہب تھے اور ان کے شیخ وقت، فقیہہ و صالح اور نہایت ہی رقیق القلب تھے ہمیشہ ذکر و فکر میں رہا کرتے تھے۔ وعظ گوئی اور ما فی الضمیر بیان کرنا آپ ہی کا

حصہ تھا۔ شریعت کے سخت ترین پابند تھے، خلوت، سیاحت، مجاہدہ محنت و مشقت،
مخالفتِ نفس، کم خوری، کم خوابی آپ کا شیوہ تھا جنگلوں اور بیابانوں میں رہ کر عبادتیں کرنا
آپ کا معمول تھا، زہد و ریاضت کے متعلق سخت سے سخت امور آپ اختیار فرماتے تھے۔
قدوۃ العارفین سلطان المشائخ سردار اہلِ طریقت اور مقبولِ خاص و عام خلیق اور سخی تھے۔ پسینہ
آپ کا خوشبودار تھا۔ مکھی جسمِ اطہر پر کبھی نہیں بیٹھتی تھی۔ شیخ حماد الدباس الزاہد کی خدمت میں
رہ کر طریقہ آپ نے حاصل کیا۔

آپ کا کلام باوازِ بلند و بسرعت ہوا کرتا تھا۔ نیک بات بتانے اور برائی سے روکنے
کے سوائے اور کسی بات میں نہ بولتے۔

آپ کا دسترخوان وسیع تھا جس پر آپ اپنے مہمانوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول
فرماتے تھے۔ غرباء و مساکین کے ساتھ آپ قدس سرہ العزیز زیادہ بیٹھا کرتے، طالب علم
آپ کے پاس بکثرت موجود رہتے۔ ہر کوئی یہ سمجھتا تھا کہ سب سے زیادہ حضور کی نظر میں وقعت
و عزت اسی کی ہے۔

آپ نہ کبھی امراء و رؤسا کی تعظیم کے لیے اٹھے اور نہ کبھی وزراء و سلاطین کے دروازے
پر تشریف لے گئے اور نہ کبھی ان کے فرش فروش پر بیٹھے اور نہ ہی ایک دفعہ ان کے ہاں
کھانا کھایا۔ خلیفۃ الوقت کو نامہ تحریر فرماتے تو اس طرح لکھتے۔ عبدالقادر تمہیں اس
بات کا حکم دیتا ہے یا تم پر اس کا حکم نافذ اس کی اطاعت واجب ہے۔

بیانات وبشارات بزرگان بحق غوث دوراں شاہ جیلاں رضی اللہ عنہ

البشارۃ المحمدیہ وقاقدۃ النود حامش میں مرقوم ہے کہ ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خضر علیہ السلام سے مہدی کے متعلق تشریح طلب کی کہ وہ کون ہیں اور کب تشریف لائیں گے۔ آپ نے جواباً فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہادی ہے اور مہدی (ہدایت یافتہ) آپؓ بھی ہیں اور میں بھی ہوں بلکہ ہر صاحب رشد وہدایت مہدی ہے اور ہر زمانہ ماضی ومستقبل میں ظہور پذیر ہوتے آئے ہیں اور ہوتے چلے آئیں گے۔ پھر آپ رضؓ نے فرمایا کہ اولیائے کرام میں سب سے افضل وارفع مقام ولایت کس کا ہے جس پر خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ بعد از خلفائے راشدہ واہل بیت مطہرہ ایک لڑکا حسیب النسیب خاندان سادات حسنی وحسینی پیدا ہوگا جس کا مقام خلافت ہے (جو کہ تمام مقامات غوثیت وقطبیت سے بلند وبالا ہے) اس کا اسم مبارک سید عبدالقادر جیلانی (قدس سرہ العزیز) ہوگا۔ اس کا ظہور پانچویں صدی کے اخیر شہر بغداد ملک عراق میں ہوگا۔ سلطان الاولیا اور رجال الغیب غوث وقطب اخیار وابراز اور اوتاد وابدال وغیرہ سب کے سب اس کے زیر فرمان اور مطیع ہوں گے، آپ کا لقب غوث الاعظم والباز الاشہب ہوگا۔

۲۔ تذکرۃ الصوفیہ مولفہ حضرت محمد نعیم الجولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صفحہ نمبر ۹۸ پر مندرج ہے کہ ایک روز حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں برسر منبر وعظ فرما رہے تھے کہ دفعتاً آپ کو یہ خیال گزرا کہ اولیائے کرام میں سے آج تک کسی کا ہم مرتبہ



یا ہم پلہ یا برتر و بالا صاحب کشف و کرامت بزرگ کامل نہ ہی کوئی ہوا ہے، نہ قیامت تک ہوگا۔ چنانچہ مجلس وعظ میں اس خیال کے اظہار کا ارادہ کیا ہی تھا تا حال کوئی کلمہ زبانِ مبارک سے نہ نکالا تھا۔ کہ حضرت سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی روح مقدس نے آپکے باطن پر تجلی فرمائی۔ جس کی وجہ سے بیہوش ہو کر منبر سے نیچے گر پڑے دیر کے بعد جب ہوش میں آئے فوراً فرمانے لگے کہ مجھ سے افضل و اعلیٰ بلند و برتر مراتب و منازلِ علیہ کا حامل ایک فرد حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی قدس سرہ العزیز بغداد (عراق) میں ظہور پذیر ہوں گے جن کا سورج تا ابدالآباد فلک الافلاک پر جلوہ ریز ہوگا اور کبھی بھی غروب نہ ہوگا تمام مقربین درگارہ الٰہی سے ان کی شان اور ان کا مرتبہ بلند ترین ہوگا ۔

۳۔ شیخ ابو سلیمان المنجبی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک وقت شیخ عقیل رض کی خدمت میں حاضر تھا، آپ سے اس وقت بیان کیا گیا کہ بغداد میں ایک شریف نوجوان کی جس کا نام سید عبدالقادر قدس سرہ العزیز ہے بڑی شہرت ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی شہرت آسمان میں اس سے بھی زیادہ ہے۔ ملأ الاعلیٰ میں یہ نوجوان باز اشہب کے لقب سے پکارا جاتا ہے عنقریب زمانہ آتا ہے کہ امرِ ولایت انہی کی طرف منتہی ہو جائے گا۔ اور انہی سے صادر ہوا کرے گا۔ رضی اللہ عنہ ۔

۴۔ ابن نجار رض نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ میں نے ابو شجاع رض کی تاریخ میں دیکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لاکر مودب ہو کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد تشریف لے گئے تو آپکے شیخ حضرت حماد رض

فرمانے لگے، کہ اس عجمی کا مرتبہ بہت عالی ہوگا۔ حتّٰی کہ اس کا قدم اولیائے زمانہ کی گردن پر رکھا جائے گا۔"

۵۔ ایک وقت آپ کے شیخ حمادؓ سے آپ کا ذکر آیا، آپ اس وقت عالم شباب میں تھے تو آنحضرت نے آپ قدس سرہ العزیز کی نسبت فرمایا کہ میں نے اس کے سر پر دو جھنڈے دیکھے ہیں، جو زمین سے لے کر ملکوتِ اعلیٰ تک پہنچتے ہیں اور افقِ اعلیٰ میں ان کے نام کی شہرت ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۶۔ شیخ ابوالنجیب سہروردیؒ بیان کرتے ہیں کہ ۵۲۳ھ کا واقعہ ہے کہ میں ایک وقت بغداد میں حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا اس وقت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے ایک طویل اور عجیب تقریر کی۔ تو شیخ حمادؒ نے فرمایا۔ عبدالقادر قدس سرہ العزیز تم عجیب عجیب تقریریں کرتے ہو تمھیں اس بات کا خوف نہیں کہ خدا تم تمھاری کسی بات پر تم سے مواخذہ کرنے لگے تو حضور ممدوح نے اپنا ہاتھ آپ کے سینہ پر رکھ دیا اور کہا آپ نورِ قلب سے ملاحظہ فرمائیے کہ میری ہتھیلی پر کیا لکھا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے اپنا ہاتھ اٹھا لیا، اس پر شیخ حماد نے فرمایا۔ کہ میں نے ان کی ہتھیلی میں لکھا دیکھا ہے کہ انھوں نے اپنے پروردگار سے ستر بار عہد لیا ہے کہ وہ ان سے مواخذہ نہ کریگا۔ پھر شیخ موصوف نے فرمایا۔ اب کوئی مضائقہ نہیں ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝

۷۔ شیخ ابو محمد شنبکیؒ نے بیان کیا ہے کہ ہمارے شیخ ابوبکر بن ہوارا جب آپ کا ذکر

کرتے تو فرمایا کرتے کہ قریب ہے کہ عراق میں پانچویں صدی کے درمیان شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ظاہر ہوں گے۔ ان کے علم و فضل پر سب کو اتفاق ہوگا۔ مجھ پر مقام اولیا کا کشف کیا گیا، تو میں نے دیکھا کہ ان میں بھی آپ سب سے اعلیٰ درجہ پر ہیں۔ پھر مجھ پر مقام مقربین کا کشف کیا گیا تو دیکھا کہ آپ ان میں بھی اعلیٰ درجہ پر ہیں۔ پھر مجھ پر اہل کشف کے حالات کا کشف کیا گیا، تو میں نے دیکھا کہ آپ ان میں بھی اعلیٰ مقامات پر ہیں۔ آپ کو وہ منظر عطا فرمایا جائے گا۔ جو کہ بجز صدیقین اور اہل توفیق و الٰہی کے اور کسی کو عطا نہیں ہوتا۔ آپ ان علمائے ربانی سے ہونگے جن کے اقوال و افعال کی تقلید اور پیروی کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ آپ قدس سرہ العزیز کی برکت سے اپنے بہت سے بندوں کو عالی درجات عطا فرمائیگا۔ آپ قدس سرہ العزیز ان اولوالعزم اولیاء اللہ میں سے ہوں گے، جن پر قیامت کے دن فخر کیا جائے گا۔

۸۔ شیخ ابوبکر بن ہوار سے باسناد بیان کیا گیا ہے کہ ایک روز انھوں نے اپنے مریدوں سے بیان کیا کہ عنقریب عراق میں ایک عجمی شخص جو کہ خدا تعالیٰ کے لوگوں کے نزدیک مرتبہ عالی رکھتا ہوگا اور شریف حسنی و حسینی خاندان سے متعلقہ ہوگا۔ ظاہر ہوکر سکونت اختیار کریگا۔ قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کہیگا اور تمام اولیائے زمانہ اس کی پیروی کریں گے۔

۹۔ شیخ عبداللطیفؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا، انھوں نے بیان کیا کہ شیخ عزاز متورح البطائحیؒ سے بیان کرتے ہیں کہ بغداد میں ایک عجمی شریف نوجوان عبدالقادر قدس سرہ العزیز داخل ہوا ہے یہ نوجوان عنقریب نہایت ہیبت و عظمت و جلال و کرامات کے ساتھ ظاہر ہوگا۔ اور حال و احوال اور درجہ محبت میں سب پر غالب رہیگا۔ تصرفات کون دنیا

سونپ دیا جائے گا۔ بڑے چھوٹے سب اس کے زیر حکم ہوں گے، قدر و منزلت میں اسے قدم راسخ اور معارف حقائق میں اسے ید بیضا حاصل ہوگا۔ مقام حضرت القدس میں زبان کھول سکے گا صاحب مراتب و مناصب ہوگا۔

۱۰۔ شیخ مذکور پھر بیان فرماتے ہیں کہ اسی طرح ایک بڑی جماعت نے آپ قدس سرہ العزیز کے متعلق شیخ احمد الرفاعی کا قول بیان کیا ہے کہ ہمارے شیخ منصور البطائحی کے روبرو شیخ عبدالقادر قدس سرہ العزیز کا ذکر ہوا تو آپ نے ان کی نسبت فرمایا کہ وہ زمانہ عنقریب آنے والا ہے کہ ان کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ عارفین میں ان کی وقعت اور منزلت زیادہ اور مرتبہ عالی ہوگا، وہ ایسے حال میں وفات پائیں گے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک روئے زمین پر ان سے زیادہ اور کوئی محبوب نہ ہوگا۔ تم میں سے جو کوئی اس وقت تک زندہ رہے اسے لازم ہے کہ ان کی عزت و حرمت کو پہچانے اور ان کی قدر کرے۔

۱۱۔ شیخ عبدالرحمٰن طفسونجیؒ نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز ہمارے تاج العارفین شیخ ابو الوفا علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں تشریف لایا کرتے تھے، آپ قدس سرہ العزیز اس وقت عالم شباب میں تھے۔ جب کبھی بھی ہمارے شیخ موصوف کی خدمت میں تشریف لاتے تو شیخ موصوف ان کی تعظیم کے لیے اٹھتے اور حاضرین سے بھی فرماتے کہ ولی اللہ کی تعظیم کے لیے اٹھو۔ بعض اوقات آپ دس پانچ قدم آپ کے استقبال کے لیے بھی آگے بڑھتے۔

ایک دفعہ لوگوں نے آپ کے اس درجہ تعظیم کرنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا یہ نوجوان ایک عظیم الشان شخص ہوگا۔ جب اس کا وقت آئے گا تو ہر خاص و عام اس کی طرف رجوع کریں گے۔

اس وقت ہمارے شیخ موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ بغداد میں میں انھیں دیکھ رہا ہوں ایک مجمع کثیر میں قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ کہہ رہے ہیں وہ اپنے اس قول میں حق بجانب ہوں گے اور تمام اولیائے وقت کی گردنیں انکے سامنے نیچی ہوں گی یہ سب کے قطب وقت ہوں گے تم میں سے جو کوئی ان کا وقت پائے تو اسے چاہیئے کہ ان کی خدمت کو اپنے اوپر لازم کرلے ؛

۱۲۔ شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہمارے شیخ شیخ ابوالوفاؒ تخت پر بیٹھے ہوئے لوگوں سے ہم سخن تھے کہ اتنے میں آپ کی خدمت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز تشریف لائے۔ آپ اس وقت خاموش ہوگئے اور شیخ موصوف کو مجلس سے نکال دینے کا حکم دیا۔ جس پر آپ قدس سرہ العزیز کو مجلس سے نکال دیا گیا دوبارہ پھر تشریف لائے اور آپ نے قطع کلام کرکے پھر نکلوا دیا۔ اور پھر لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے آپ پھر تیسری دفعہ تشریف لائے تو اس دفعہ آپ نے تخت سے اتر کر حضور قدس سرہ العزیز سے معانقہ کیا اور آپ کی پیشانی چومی اور حاضرین سے فرمایا۔ کہ اہل بغداد ولی اللہ کی تعظیم کیلیے اٹھو میں نے ان کی اہانت کے لیے ان کو نکالنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ بلکہ صرف اس لیے کہ تم انھیں اچھی طرح پہچان لو پھر آپ نے فرمایا:۔ عبدالقادر قدس سرہ العزیز آج وقت ہمارے ہاتھ ہے اور عنقریب یہ وقت تمہارے ہاتھ آئے گا۔ ہر ایک چراغ روشن ہوکر بجھ جاتا ہے مگر تمھارا چراغ قیامت تک روشن رہیگا اس کے بعد آپ نے اپنی جائے نماز، تسبیح، قمیص، پیالہ اور اپنا عصا حضور قدس سرہ العزیز کو دیا جب مجلس ختم ہوچکی تو آپ ممبر سے اترے اور حضور ممدوح کے ہاتھ تھامے ہوئے

اخیر سیڑھی پر بیٹھ گئے اور لوگوں کے روبرو آپ سے فرمایا کہ عبدالقادر قدس سرہ العزیز تمہارا ابھی عظیم الشان وقت ہوگی، تو اس وقت تم اس سفید ڈاڑھی کو یاد رکھنا، یہی کہتے ہوئے آپ کی روح پر فتوح پرواز کر گئی۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا ؕ

۱۳۔ محمود المتعال رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ میں نے والد بزرگوار کو کہتے سنا کہ میں شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا اتنے میں حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ العزیز تشریف لائے اس وقت آپ عالم شباب میں تھے۔ شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تعظیم کو کھڑے ہو گئے اور فرمایا:۔

مَرْحَبًا بِالْجَبَلِ الرَّاسِخِ وَالطَّوْدِ الْمُنِیْفِ لَا یَتَحَرَّکُ یعنی اے بلند پہاڑ کا آنا جو کسی طرح سے بھی جنبش نہیں کر سکتا مبارک ہو۔ پھر اپنے بازو پر آپ کو بٹھا لیا، جب آپ بیٹھ گئے تو آپ قدس سرہ العزیز سے شیخ حمادؒ نے پوچھا کہ حدیث اور کلام میں کیا فرق ہے۔ حضور نے فرمایا کہ حدیث وہ ہے جس کی خواہش کی جاوے۔ جیسا کہ سوال و جواب میں ہوتا ہے اور کلام وہ ہوتا ہے جو دل پر چوٹ کرے یعنی دل پر اپنا گہرا اثر ڈالے۔ چنانچہ دل کا بیدار ہو جانے کی خواہش سے بیقرار ہونا تمام اعمال سے افضل ہے یہ سن کر شیخ موصوف نے فرمایا۔

تم سید العارفین ہو، تمہارا عدل و انصاف مشرق و مغرب تک پہنچیگا۔ تمہارے قدوم کے نیچے اولیائے زمانہ اپنی گردنیں بچھاویں گے۔ تمہارا رتبہ عالی ہوگا۔ تم اپنے اقران و امثال سے فائق و فائز اور ممتاز ہوگے۔ رضی اللہ عنہما۔

۱۴۔ شیخ مسلمہ بن نعمۃ السروجی سے کسی نے پوچھا کہ اس وقت قطب وقت کون ہیں آپ نے فرمایا کہ قطب وقت اس وقت مکہ معظمہ میں ہیں اور ابھی لوگوں پر مخفی ہیں۔ انھیں صالحین کے سوائے

اور کوئی نہیں پہچانتا۔ اور عراق کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ عنقریب ایک نوجوان عجمی کہ جس کا نام عبدالقادر قدس سرہ العزیز ہوگا بغداد میں حاضر ہوگا۔ کرامات اور خوارق عادات ان سے بکثرت ظاہر ہوں گے۔ یہی غوث و قطب ہیں جو کہ مجمع عام میں قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرمائیں گے اور اپنے اس قول میں حق بجانب ہونگے۔ تمام اولیائے وقت ان کے قدم کے نیچے ہوں گے۔ خداتعالیٰ ان کی ذات بابرکات سے لوگوں کو بہت نفع پہنچائیگا۔

ہم عصر بزرگ اور حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ العزیز
کا
مقام فضیلت

۱۔ شیخ ابوالبرکات صخر بن صخر بن مسافر بیان کرتے ہیں کہ اولیائے زمانہ میں سے غوث صمدانی قدس سرہ العزیز سے ہر ایک کا عہدہ تھا کہ وہ اپنے ظاہر و باطن میں بدوں اجازت آنحضور صلعم کے کچھ تصرف نہ کرسکیں گے آپ کو مقام حضرت القدس میں ہمکلام ہونے کا مرتبہ حاصل تھا۔ آپ اُن اولیائے کرام میں سے ہیں جن کو حیات و ممات دونوں میں تصرف تام حاصل ہوتا ہے۔

۲۔ شیخ ابوالغنائم بطائحیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک وقت آپ کے دولت خانہ پر حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ چار شخص آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں جنھیں میں نے کبھی نہ دیکھا تھا نہ ہی جانتا تھا۔ میں اپنی جگہ کھڑا رہا۔ جب یہ لوگ اٹھ کر چلے گئے تو آپ نے مجھے فرمایا کہ جاؤ تم ان سے اپنے لیے دعائے خیر وغیرہ کراؤ۔ میں مدرسہ کے صحن میں ان سے آملا اور دعا کرانے کا طلبگار ہوا تو

ان میں سے ایک بزرگ نے مجھ سے فرمایا تمھارے لیے خوش قسمتی کی بات ہے کہ تم ایسے شخص کی خدمت میں ہو جس کی برکت سے خدا تعالیٰ زمین کو قائم رکھیگا اور جس کی دعا کی برکت سے تمام مخلوق پر رحم کرے گا۔ دیگر اولیا کی طرح ہم لوگ بھی ان کے سایۂ عاطفت میں رہ کر ان کے حکم کے تابعدار ہیں۔ یہ کہہ کر وہ چاروں بزرگ چلے گئے میں متعجب ہو کر آپ کے پاس واپس آیا تو قبل اس کے کہ میں کچھ عرض کروں آپ نے فرمایا کہ جو کچھ انھوں نے تم سے کہا ہے میری حیات میں تم اس کی کسی کو خبر نہ کرنا۔ میں نے عرض کی حضور قدس سرہ العزیز یہ کون لوگ تھے۔ آپ نے فرمایا یہ کوہ قاف کے رؤسا تھے جواب اپنی اپنی جگہ پر پہنچ بھی گئے۔

۳۔ شیخ ابو الفتح ہروی نے بیان فرمایا ہے کہ میں نے شیخ علی بن ہیتی سے سنا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ کسی مرید کا شیخ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے مرید کے شیخ سے افضل نہیں ہو سکتا۔

۴۔ قدوۃ العارفین شیخ ابو سعید قیلوی نے فرمایا ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا مقام مَعَ اللّٰہَ وَفِی اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ تھا جس کے سامنے بڑی بڑی قوتیں بیکار تھیں، آپ بہت سے متقدمین میں سے سبقت لے کر ایسے مقام میں پہنچے تھے کہ جہاں تنزل ممکن نہیں، خدائے تعالیٰ نے آپ کی تحقیق و تدقیق کی وجہ سے آپ کو ایک بہت بڑے بلند و ذی مقدرت مقام پر پہنچایا تھا۔

۵۔ موصوف الصدر نے پھر فرمایا ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرمایا تو اس وقت آپ کے دل پر تجلیاتِ الٰہی ہو

رہی تھیں اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے آپ کو ایک خلعت بھیجا گیا تھا یہ خلعت ملائکہ مقربین نے لاکر اولیائے کرام کے مجمع عام میں آپ کو پہنایا۔ اس وقت ملائکہ و رجالِ غیب آپ کی مجلس کے گرداگرد صف بصف ہوا میں اس طرح کھڑے ہوئے تھے کہ آسمان کے کنارے نظر نہیں آسکتے تھے اس وقت روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہیں تھا کہ جس نے اپنی گردن نہ جھکائی ہو۔

۱۵۔ موصوف الصدرؒ نے پھر فرمایا ہے کہ میں نے کئی دفعہ جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام و دیگر انبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام کو آپ قدس سرہ العزیز کی مجلس میں رونق افروز ہوئے دیکھا نیز میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ فضا میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ارواحِ مقدسہ چاروں طرف گھوم رہے ہیں اور فرشتوں اور رجال الغیب کی جماعتیں آپ کی مجلس میں آتی تھیں اور ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے حضرت خضر علیہ السلام کو بھی میں نے آپ کی مجلس میں بکثرت آتے دیکھا۔ ایک دفعہ آپ یعنی خضر علیہ السلام سے آپ کی مجلس میں بکثرت آنے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا جسے فلاح مطلوب ہوگی وہ اس مجلس میں ہمیشہ آئے گا۔

۷۔ شیخ ابو محمد حسنؓ نے بیان فرمایا ہے کہ میں نے شیخ علی قرشی کو بیان کرتے سنا کہ وہ ایک شخص سے کہہ رہے تھے کہ اگر تم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کو دیکھتے تو گویا تم ایک ایسے شخص کو دیکھتے کہ جس نے اپنے پروردگار کی راہ میں اپنی ساری قوت مٹادی اور اہلِ طریقت کو قوی کر دیا ہے۔ آپ کا سراپا وصفاً وحکماً وحالاً توحید تھا اور آپ کی تحقیق ظاہراً و باطناً شریعت تھی اور فراغتِ قلبی اور ہستی فانی و مشاہدہ الٰہی آپ کا وصف تھا۔ آپ ایسے مقام پر تھے

جہاں شک وشبہ کو مطلقاً گنجائش نہ تھی اور نہ آپ کے مقام سرّ میں اغیار کے جھگڑنے کا موقع مل سکتا تھا اور نہ قلب میں کسی قسم کی پریشانی ممکن تھی۔ ملکوتِ اکبر آپ کے پیچھے رہ گیا تھا اور ملکِ اعظم آپ کے قدموں کے نیچے تھے ؛

۸۔ شیخ ابومدین بن شعیب المغربیؒ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے مشائخ مشرق ومغرب کا حال دریافت کرتے ہوئے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا حال بھی دریافت فرمایا تو آپ نے فرمایا کہ وہ امام الصدیقین وحجۃ العارفین اور روحِ معرفت ہیں۔ تمام اولیاء اللہ کے درمیان انھیں تقرب حاصل ہے ؛

۹۔ شیخ محمد بن ابی العباس الخضر الحسینی الموصلیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا انھوں نے فرمایا کہ ۵۵۱ھ کا واقعہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے مدرسہ میں میں نے خواب میں دیکھا کہ مشائخ بر ذکر جمع ہیں۔ جن کے صدر آپ ہیں ان میں سے بعض کے سر پر صرف عمامہ اور عمامہ پر ایک چادر اور بعض کے سر پر دو چادریں اور آپ کے عمامہ پر تین چادریں دیکھیں۔ میں اپنے خواب میں سوچتا رہا کہ آپ کے عمامہ پر تین چادریں کیسی ہیں اتنے میں میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ آپ میرے سرہانے کھڑے فرما رہے ہیں کہ ایک شریعت کی دوسری حقیقت کی اور تیسری عظمت کی ؛

۱۰۔ شیخ بقا بن بطو النہر ملکیؒ فرماتے ہیں کہ ابراہیم الاعزب بن الشیخ ابی الحسن علی الرفاعیؒ بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد نے میرے ماموں سیدی حضرت شیخ احمد الرفاعیؒ سے دریافت کیا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے جو قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ

فرمایا ہے تو کیا آپ فی الواقع اس کے کہنے پر مامور تھے یا نہیں آپ نے فرمایا بیشک وہ اس کے کہنے پر مامور تھے ؛

۱۱۔ پھر آپ موصوف الصدر فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی مجلس میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ تخت کی پہلی سیڑھی پر وعظ فرما رہے تھے۔ اس اثنا میں آپ اپنا کلام کر کے تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر نیچے اتر آئے، پھر دوبارہ تخت پر چڑھتے ہوئے دوسری سیڑھی پر بیٹھ گئے۔ میں نے اس وقت پہلی سیڑھی کو دیکھا کہ وہ نہایت وسیع ہو گئی اور اس پر ایک نہایت عمدہ فرش بچھ گیا اور جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمرؓ اور عثمانؓ اور حضرت علیؓ رونق افروز ہوئے اور اس وقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے دل پر حق تعالیٰ نے تجلی کی، آپ اس کی برداشت نہ کر کے گرنے لگے تو جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو تھام لیا۔ اس کے بعد آپ چڑیا کی طرح بہت چھوٹے سے ہو گئے پھر آپ بڑھ کر ایک ہیبت ناک صورت پر ہو گئے۔ بعد میں میں نے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اصحاب کی اس طرح دکھائی دینے کی وجہ آپ سے دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ آپ نے اور آپکے اصحاب کی ارواح پاک نے ظاہری صورت اختیار کر لی تھی اور خدا تعالیٰ نے آپؐ کے اور اصحاب کے ارواح پاک کو یہ طاقت عطا فرمائی ہوئی ہے۔ چنانچہ حدیث معراج اس بات کی کافی دلیل ہے اسی طرح سے کہ جس کو اللہ تعالیٰ قوت عطا کر دیتا ہے وہی آپ کو بصورت احیاء دیکھ بھی سکتا ہے نیز میں نے اس وقت آپکے چھوٹے ہو جانے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ پہلی تجلی

کہ جس کو بدوں تائید نبوی کے کوئی طاقت بشری برداشت نہیں کر سکتی۔ اس لیے اگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز نہ ہوتے تو گر جاتا۔ لہٰذا آپ نے مجھے تھام لیا اور دوسری تجلی جلالی تھی کہ جس سے میں چھوٹا ہو گیا اور تیسری تجلی جمالی تھی کہ جس سے میں بڑھ گیا،

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۞

۱۲۔ شیخ عبد البطائحیؒ بیان کرتے ہیں کہ شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی حیات بابرکات میں مجھے شیخ احمد الرفاعی کی خدمت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا تو میں جا کر آپ ہی کے نزدیک ٹھہرا اور کئی روز تک ٹھہرا رہا۔ ایک روز آپ نے مجھ سے فرمایا کہ آپ کچھ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے حالات جو کچھ آپ کو معلوم ہوں بیان کریں۔ میں آپ کے حالات بیان کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور شیخ احمد الرفاعی کی طرف اشارہ کر کے مجھ سے کہنے لگا۔ کہ تم ہمارے سامنے آپ کے سوائے اور کسی کا ذکر نہ کرو۔ اس پر آپ نے نہایت غصے ہو کر اس شخص کی طرف دیکھا تو فوراً یہ شخص گر کر مر گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے مراتب کو کون پہنچ سکتا ہے آپ وہ شخص ہیں کہ بحر شریعت جس کی داہنی طرف اور بحر حقیقت جس کی بائیں طرف جس میں سے چاہے پانی بھر لے، آپ کا کوئی جواب نہیں۔

نیز میں نے آپ سے سنا کہ اس وقت آپ اپنے بھتیجوں شیخ ابراہیم الاعراب اور ان کے برادران شیخ ابو الفرح و شیخ نجم الدین احمد اولاد شیخ علی الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس وقت آپ ایک شخص کو جو بغداد جانے والے تھے، رخصت کر رہے تھے، اس بات کی وصیت کی کہ جب تم بغداد پہنچو تو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز سے پہلے

اور کسی کی زیارت نہ کرنا خواہ وہ حینِ حیات ظاہری ہوں یا وفات پاگئے ہوں ــــ ــــ کیونکہ آپ کے لیے عہد لیا جا چکا ہے کہ جو صاحبِ حال بغداد جائے اور سب سے پہلے آپ سے ملاقات نہ کرے تو اُس سے اس کا حال سلب ہو جائیگا، اُس پر افسوس ہے کہ جس نے آپ سے ملاقات نہ کی ہو۔

۱۳۔ شیخ الاصفیا حضرت شہاب الدین عمر السہروردیؒ فرماتے ہیں کہ ۵۰۶ھ میں میرے عم بزرگوار حضرت شیخ ابو نجیب عبد القاہر السہروردی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں تشریف لائے، میں بھی اس وقت آپ کے ساتھ تھا۔ میرے عم بزرگ جب تک آپ کی خدمت میں بیٹھے رہے اس وقت تک آپ نہایت خاموش و مؤدب رہ کر آپ کا کلام سنتے رہے پھر ہم سے رخصت ہو کر مدرسۂ نظامیہ کو جانے لگے تو میں نے راستہ میں آپ سے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ میں آپ کا کیوں ادب نہ کروں، حالانکہ آپ کو وجود تام اور تصرف کامل عطا کیا گیا ہے اور عالم ملکوت میں آپ پر فخر کیا جاتا ہے عالم کون میں آپ اس وقت منفرد ہیں میں ایسے شخص کا کیونکر ادب نہ کروں کہ جس کو خدا تعالیٰ نے میرے اور تمام اولیا کے دل اور ان کے حال و احوال پر قابو دیا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو انھیں روک لیں اور چاہیں تو انھیں چھوڑ دیں۔

۱۴۔ شیخ عبد الرحمٰن بن ابو الحسن علی بطائحی الرفاعیؒ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں بغداد گیا تو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں بھی حاضر ہوا اور جب آپ کے حال اور آپ کی فراغتِ قلبی وغیرہ کے علاوہ آپ کے اور دیگر حالات کو میں نے دیکھا تو میں حیران رہ گیا جب واپس آیا اور اپنے ماموں بزرگوار کو اس کی اطلاع دی تو وہ فرمانے لگے

کہ میرے فرزند حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز جیسی طاقت کس کو نصیب ہے اور جس حال پر کہ وہ ہیں کون رہ سکتا ہے اور جہاں تک کہ وہ پہنچے ہیں کون پہنچ سکتا ہے ؟

۱۵۔ حضرت شیخ عدی بن البرکات صخر بن صخر مسافر رح بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے عم بزرگ شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اس سے پہلے بجز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے اور بھی کسی شیخ نے "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" کہا ہے آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے پوچھا۔ اس کے معنی کیا ہیں آپ نے فرمایا، اس سے محض مقام فردیت مراد ہے میں نے کہا کیا ہر زمانہ میں فرد ہوتا ہے، آپ نے فرمایا ہاں۔ مگر بجز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے اور کسی فرد کو اس کے کہنے کا حکم نہیں ہوا۔ پھر میں نے عرض کیا۔ کیا آپ اس کے کہنے پر مامور ہوئے تھے، آپ نے فرمایا ہاں، وہ اس کے کہنے پر مامور ہوئے تھے اور تمام اولیاء نے اپنے سر جھکائے۔ دیکھو فرشتوں نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تب ہی کیا جبکہ خداوند تعالیٰ نے انھیں حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔

۱۶۔ حضرت شیخ علی بن ہیتی رح بیان فرماتے ہیں کہ ایک وقعہ کا ذکر ہے کہ میں اور شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ آپ قدس سرہ العزیز کے ساتھ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر زیارت قبر کے لیے گئے۔ اس وقت میں نے مشاہدہ کیا کہ امام موصوف رح نے اپنی قبر سے نکل کر آپ کو اپنے سینہ سے لگا دیا اور کہا کہ شیخ عبدالقادر قدس سرہ العزیز میں علم شریعت و علم حال میں تمہارا محتاج ہوں۔

۱۷۔ شیخ عمر کیمیانی نے بیان فرمایا ہے کہ آپ قدس سرہ العزیز کی کوئی مجلس ایسی ہوتی

تھی کہ جس میں یہود اور نصاریٰ اسلام قبول نہ کرتے ہوں۔ یا قطاع الطریق قاتل اور بد اعتقاد لوگ آکر توبہ نہ کرتے ہوں ایک دفعہ آپ کی مجلس میں ایک راہب جس کا نام سنان تھا آیا اور اکر اس نے اسلام قبول کیا۔ مجمع عام میں کھڑے ہو کر اس نے بیان کیا کہ میں یمن کا رہنے والا ہوں میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ میں اسلام قبول کر لوں پھر اس بات کا میں نے مستحکم ارادہ کر لیا کہ یمن میں جو شخص سب سے زیادہ افضل ہو گا۔ میں اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا۔ میں اس بات کی فکر میں تھا، کہ مجھے نیند آگئی۔ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا، سنان اٹھ بغداد جاؤ اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو، کیونکہ وہ اس وقت روئے زمین کے تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

۱۸۔ شیخ لولو الارمنی مخاطب بہ علی الانفاس فرماتے ہیں کہ شیخ ابو الخیر عطاء المصریؒ نے جب میرا مجاہدہ و اجتہاد دیکھا تو مجھ سے کہنے لگے کہ تم اولیاء اللہ میں سے کسی کی طرف منسوب ہوں تو اس وقت میں نے ان سے کہا کہ میرے شیخ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز ہیں کہ جنھوں نے قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرمایا ہے اور جب آپ نے یہ فرمایا تو اس وقت روئے زمین کے تین سو تیرہ اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں جھکائیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔ کہ سترہ حرمین شریفین میں اور ساٹھ عراق میں اور چالیس عجم میں اور تیس ملک شام میں اور بیس مصر میں اور ستائیس مغرب میں اور گیارہ حبشہ میں اور گیارہ سدّ یاجوج ماجوج میں اور سات بیابان سراندیپ میں، اور سینتالیس کوہ قاف میں اور چوبیس جزائر بحر محیط میں اور کثیر التعداد بزرگوں مثلاً شیخ عدی بن مسافرؒ شیخ ابو سعید قیلویؒ شیخ

علی بن ہیتیؒ، شیخ احمد بن رفاعیؒ، شیخ ابوالقاسم البصریؒ، شیخ حیات الحرانیؒ وغیرہ نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ آپ قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کہنے پر مامور تھے، علاوہ ازیں جو کوئی اس کا انکار کرے آپ کو اس کے معزول کرنے کا بھی پورا پورا اختیار دیا گیا تھا۔

نیز میں نے مشرق و مغرب میں اولیاء اللہ کو اپنی گردنیں جھکاتے دیکھا اور میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنی گردن نہیں جھکائی تو اس کا حال دگرگوں ہو گیا۔

۱۹۔ جن بزرگوں نے اپنی گردنیں جھکائیں، ان میں سے بعض کے اسمائے مبارک مندرجہ ذیل ہیں:۔ شیخ بقا بن بطو، شیخ ابوسعید القیلوی، شیخ علی بن ہیتی، شیخ احمد بن الرفاعی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم آپ نے اپنی اپنی گردنیں جھکا کر فرمایا۔ عَلٰی رَقَبَتِیْ۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کیا فرما رہے ہیں آپ نے فرمایا اس وقت بغداد میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرمایا ہے اور شیخ عبدالرحمٰن الطفونجیؒ، شیخ ابوالنجیب السہروردیؒ نے گردن جھکائی اور فرمایا۔ عَلٰی رَاْسِیْ۔ اور شیخ موسیٰ الزولیؒ۔ شیخ حیات الحرانیؒ شیخ ابومحمد بن شیخ ابوعمرؒ، شیخ عثمانؒ بن مرزوقؒ، شیخ ابوالکرمؒ، شیخ ماجد الکردیؒ، شیخ سعید البخاری، شیخ اسلان الدمشقیؒ نے گردنیں بھی جھکائیں اور اپنے اپنے مریدان و احباب کو اس کی خبر بھی دی، اور شیخ ابومدین المغربیؒ نے مغرب میں گردن جھکائی اور فرمایا:۔ نَعَمْ وَ اَنَا مِنْھُمْ اَللّٰھُمَّ اُشْھِدُکَ وَاُشْھِدُ مَلٰئِکَتَکَ اِنِّیْ سَمِعْتُ وَاَطَعْتُ یعنی بیشک میں بھی اُن لوگوں سے ہوں کہ آپ کا قدم جن کی گردن پر ہے، اے پروردگار! میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ کرتا ہوں اور میں نے آپ کا قول قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی

رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ سُنا اور اس کی تعمیل کی ۔

شیخ ابراہیم المغربیؒ اور شیخ ابو عمر شیخ عثمان بن مرردۃ البطائحیؒ، اور شیخ مکارمؒ، شیخ خلیفہ شیخ عدی بن مسافرؒ وغیرہ رضی اللہ علیہم بیان فرماتے ہیں کہ جب آپ قدس سرہ العزیز نے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرمایا تو اس وقت ایک بہت بڑی جماعت ہوا میں اڑتی ہوئی نظر آئی ۔ جو آپ کی طرف آ رہی تھی اور حضرت خضر علیہ السلام نے ان کو آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہونے کا حکم دیا تھا۔ جب آپ فرما چکے تو تمام اولیائے کرام نے آپ کو مبارکباد دی اور یہ خطاب پیش کیا :۔

یَامَالِکَ الزَّمَانِ یَا اِمَامَ الْمَکَانِ یَا قَائِمًا بِاَمْرِ الرَّحْمٰنِ یَا وَارِثَ کِتَابِ اللّٰہِ یَا نَائِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ یَامَنِ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ مَائِدَتُہٗ وَیَا مَنْ اَھْلُ وَقْتِہٖ کُلُّھُمْ عَائِلَتُہٗ وَیَامَنْ یُنْزِلُ الْغَیْثَ بِدَعْوَتِہٖ وَیَدُرُّ الضَّرْعُ بِبَرَکَتِہٖ وَلَا یَحْضُرُوْنَ عِنْدَہٗ اِلَّا مُنَکَّسَۃً رُؤُوْسُھُمْ وَیَقِفُ الْغَیْبِیَّۃُ بَیْنَ یَدَیْہِ اَرْبَعِیْنَ صَفًّا کُلُّ صَفٍّ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا وَکُتِبَ فِیْ کَفِّہٖ اِنَّہٗ اَخَذَ مِنَ اللّٰہِ مَوْثِقًا اَنْ لَا یَمْکُرُبِہٖ وَکَانَتِ الْمَلٰئِکَۃُ تَمْشِیْ حَوَالَیْہِ وَعُمْرُہٗ عَشْرُ سِنِیْنَ وَتُبَشِّرُہٗ بِالْوَلَایَۃِ

یعنی اے بادشاہِ زماں و امام مکاں و قائم بحکم یزدان و رحماں و وارث قرآں و نائب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اے وہ شخص کہ آسمان اور زمین گویا اس کا دسترخوان

ہے اور تمام اہل زمانہ اس کے اہل وعیال اور وہ کہ جس کی دعا سے پانی برستا ہے اور جس کی برکت سے تھنوں میں دودھ اترتا ہے اور جس کی بارگاہ میں اولیاء سر جھکائے ہوئے باریاب ہوتے ہیں۔ اور جس کے پاس رجال الغیب کی چالیس صفیں کھڑی ہیں۔ ہر صف میں ستر ستر مرد ہیں اور جس کی ہتھیلی میں لکھا ہوا ہے کہ اسی نے خدا تعالیٰ سے عہد لیا ہے جسے وہ ضرور پورا کرے گا، اور جس کے ارد گرد پھرتے تھے فرشتے اس وقت جبکہ اس کی عمر صرف دس سال تھی اور اسے بشارت دیتے تھے کہ وہ خدا کا دل ہوگا۔

۲۰۔ شیخ مطرؒ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم چند آدمی شیخ مکارمؒ و شیخ محمد اخلاصؒ اور شیخ احمد العربیؒ بیٹھے باتیں کر رہے تھے تو شیخ مکارم موصوف نے فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ جس روز آپ نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرمایا تھا اس روز روئے زمین کے تمام اولیاء نے معائنہ کیا کہ قطبیت کا جھنڈا آپ کے سامنے گاڑا گیا ہے اور غوث کا تاج آپ کے سر پر رکھا گیا ہے اور آپ قدس سرہ العزیز تصرّف تام کلی خلعت جو کہ شریعت و حقیقت کے نقش و نگار سے مزیّن تھا۔ زیب تن کیے ہوئے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرما رہے ہیں۔ ان سب نے سن کر ایک ہی آن میں اپنے سر جھکا کر آپ کے مرتبہ کا اعتراف کیا۔ حتیٰ کہ دسوں ابدالوں نے بھی جو کہ سلاطینِ وقت تھے، اپنے سر جھکائے۔

پھر فرماتے ہیں کہ شیخ مکارمؒ سے دریافت کیا کہ دس ابدال کون کون ہیں تو آپ نے فرمایا ۱۔ شیخ بقا ابن بطوؒ۔ ۲۔ شیخ ابو سعید القیلوی۔ ۳۔ شیخ علی بن ہیتی۔ ۴۔ شیخ عدی مسافر۔ ۵۔ شیخ موسیٰ الزولی۔ ۶۔ شیخ احمد بن رفاعی۔ ۷۔ شیخ عبدالرحمٰن الطفسونجی،

۸۔ شیخ ابو محمد بصری۔ ۹۔ شیخ حیات بن قیس الحرّانی ۔ ۱۰۔ شیخ ابومدین المغربی رضی اللہ تعالیٰ
علیہ وعلیہم اجمعین ۔ تو یہ سنکر شیخ محمد الخاصؒ اور احمد العریبیؒ نے کہا، بیشک آپ سچ فرماتے
ہیں اور میرے برادرم مکرم شیخ عبدالجبارؒ اور شیخ عبدالعزیز وارضاہ عنانے بھی آپ کی تائید فرمائی
۲۱۔ شیخ موسیٰ بن ہامان الزولیؒ نے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس
سرہ العزیز اس وقت خیر الناس، سلطان الاولیاء اور سید العارفین ہیں۔ مَیں ایسے شخص کا کہ فرشتے
جس کا ادب کرتے ہیں کیوں کر ادب نہ کروں۔

سیف الربّانی میں منقول ہے کہ شیخ علی بن شیخ عمر المقدسی الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
فرمایا ہے کہ جو شخص حضور ممدوح قدس سرہ العزیز کے قدم مبارک کا تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہونے
کا انکار کرے یا قیامت تک آپکے مراتب و منازل یا شان یا تصرف تامہ پر کچھ بھی اعتراض کرے
یا کریگا تو اس کا وہی حال ہوگا جو شیخ صنعان اصفہانی کا ہوا تھا یعنی اس کا حال سلب ہوا اور
اس کے کندھے پر سؤر کا قدم ہوا۔

۲۲۔ شیخ محمد المواہب الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو کوئی حضور غوث پاک
قدس سرہ العزیز کے قدم اور فرمان عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کا انکار کرتا ہے، اس کے
کندھے پر سور کا قدم ہوتا ہے جیساکہ شیخ صنعان اصفہانی کے واقعہ سے ظاہر ہے ؎

شیخ عیسیٰ تجانی عارف باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے ؎

مَوْلَائِیْ عَبْدُ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ ۔۔۔ اَعْوَنَا عَلٰی ذِیْ خِسَّۃٍ اُظْمَانِیْ

میرے آقا و مولا حضرت عبدالقادر جیلانی یعنی ناداروں اور کمزوروں کے رفیق لاثانی۔

۲۳۔ حضرت شاہ بہاؤ الدین نقشبند رضی اللہ عنہ خاندانِ نقشبندیہ کے موجد و کامل و اکمل اولیاء اللہ حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کی شان میں فرماتے ہیں:۔

بادشاہے ہر دو عالم شاہِ عبدالقادر است | سرورِ اولادِ آدم شاہِ عبدالقادر است

آفتاب و ماہتاب و کرسی و لوح و قلم | نورِ قلب از نورِ اعظم شاہِ عبدالقادر است

قال الامام العارف باللہ ذو الصبابہ فی الحضرۃ النبویہ سیدی عبد الرحیم البرعی ذکر ذالک فی قصیدۃ لہٗ ربانیۃ متوسلا فیھا بالحضرۃ النبویۃ و رجال الخرقۃ الجیلیہ مطلعھا

لکل خطب مھم حسبی اللہ | ارجوابہ الامن مما کنت اخشاہ

الی ان قال ذکر ابی سعید شیخ الامام الغوث الاعظم الجیلی،

ومنہ الشیخ عبد القادر ابتھجت | طلائع الفضل نورا فی محیاہ

کالشمس تسفر من اقصی مطالعھا | حسنا وکالبدر ملأ العین مرآہ

وکالغمام اذا استمطرتہ کرما | وکالصبا خلقا ان رق مھواہ

من آل فاطمۃ الزھراء فرد شرف | اتی بہ الدھر فردا عن مثناہ

علی جلالۃ انوار ھیبتہ، | کالسیف ان راق حسنا رق حدہ

مشائخ اور صوفیہ و بزرگانِ کرام نے آپ قدس سرہ العزیز کے حق میں فرمایا:۔

غوثِ اعظم در میانِ اولیاء | چوں محمد در میانِ انبیاء

ارشادات غوث پاک قدس سرہ العزیز

حضور غوثِ پاک قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

۱۔ میں نے بغداد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، میں اس وقت تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور آپ سوار تھے، اور آپ کی ایک جانب حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے آپ نے فرمایا موسیٰ تمھاری امت میں بھی کوئی ایسا شخص ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں، پھر جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا عبد القادر! اس پر میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت ہوا میں تھے، آپ نے مجھ سے معانقہ کیا، اس کے بعد آپ نے مجھے خلعت پہنایا اور فرمایا یہ میں نے تمھیں خلعتِ قطبیت پہنایا ہے پھر آپ نے میرے منہ کو تین دفعہ لعابِ دہن سے نوازا اور مجھے اپنی جگہ واپس کر دیا، اس کے بعد منبر پر بیٹھ کر مندرجہ ذیل اشعار پڑھنے لگا:۔

سَاَشْرِبُهَا فِی کُلِّ دَیْرٍ وَّبِیْعَۃٍ   وَاَظْهِرُ لِلْعُشَّاقِ دِیْنِیْ وَمَذْهَبِیْ

ہر ایک دیر و کینسہ میں جا کر میں عشقِ الٰہی کا جام پیوں گا۔ اور تمام عشاق پر اپنا دین و مذہب ظاہر کروں گا۔

فَاَضْرِبُ فَوْقَ السَّطْحِ بِالدُّفِّ جَلْوَۃً   لِکَاسَاتِهَا لَا فِی الزَّوَایَاتِ مُخْبَتِیْ

میں محبت ربانی کا جام کونے میں بیٹھ کر اکیلا نہیں بلکہ سب کے سامنے پیوں گا اور بانگِ دہل بلندیوں پر بیٹھ کر اعلان کروں گا۔

۲۔ کہ شمس طلوع نہیں ہوتا مگر یہ کہ مجھے سلام کرتا ہوا نکلتا ہے اور اسی طرح سے سال اور

سینے مجھے سلام کرتے ہیں اور تمام واقعات کی اطلاع دیتے ہیں نیک بخت اور بدبخت بھی میرے
سامنے پیش کیے جاتے ہیں، میری نظر لوح محفوظ پر ہے اور میں اس کے علوم و مشاہدات کے سمندروں
میں غوطہ لگا رہا ہوں۔ میں نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا وارث اور تم پر حجت ہوں۔ سب
تمام انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم بقدم ہوں۔ آپ نے اپنا کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ مگر یہ کہ وہاں
پر بجز اقدام نبوت کے اپنا قدم رکھا میں ملائک وانس وجن کل کا پیشوا ہوں۔

۳۔ فرمایا، جب خدا تعالیٰ سے دعا کرو تو مجھے وسیلہ بنا کر دعا مانگا کرو، اور اے کل روئے
زمین کے باشندو آؤ، میرے پاس آکر مجھ سے علم طریقت حاصل کرو اور اے اہل عراق!
میرے نزدیک احوال اس طرح سے ہیں کہ جس طرح لباس گھر میں ٹنگے رہتے ہیں جسے چاہو اتار کر پہن لو
تمھیں چاہیے کہ سلامتی اختیار کرو، ورنہ میں تم پر ایک ایسے لشکر کے ساتھ حملہ کروں گا۔ کہ جس کو تم کسی
طرح سے بھی دفع نہ کر سکو گے، اے فرزند تم سفر کرو، گو ہزار سال کا سفر کیوں نہ ہو مگر وہاں بھی تم میری
آواز سنو گے، اے فرزند ولایت کے مدارج یہاں سے یہاں تک نہیں، مجھے کئی دفعہ خلعتیں عطا کی
گئی ہیں اور تمام انبیاء و اولیاء میری مجلس میں رونق افروز ہوئے ہیں، زندہ اپنے جسموں سے اور
مُردہ اپنے روحوں سے۔ اے فرزند! تم قبر میں میرا حال منکر نکیر سے پوچھنا وہ میری خبر دیں گے۔

۴۔ فرمایا کہ جب پہلی دفعہ میں حج بیت اللہ کو گیا تو اس وقت میں عالم شباب میں تھا۔
جب میں منارہ معروف بنام القرون کے قریب پہنچا تو وہاں پر شیخ عدی بن مسافرؒ سے میری
ملاقات ہوئی۔ آپ بھی اس وقت عین عالم شباب میں تھے۔ آپ نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں کا قصد
کیا ہے۔ میں نے کہا مکہ معظمہ کا۔ پھر آپ نے پوچھا کہ کیا میرا اور آپ کا ساتھ ہو سکتا ہے۔ میں نے



کہا کیوں نہیں۔ غرض ہم دونوں ایک ساتھ ہولیے۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ راستہ میں ایک نو عمر حبشن لڑکی ملی، یہ لڑکی نحیف البدن اور برقع پہنے ہوئے تھی میرے سامنے آکر کھڑی ہوگئی۔ برقع ہی سے اس نے مجھے دیکھا اور کہنے لگی کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ میں نے کہا بغداد کا رہنے والا ہوں پھر کہا کہ آپ نے مجھے بہت تھکایا میں نے کہا وہ کس طرح؟ بولی، ابھی میں ملک حبشہ میں تھی، مجھے اس وقت مشاہدہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل پر تجلّی کی ہے اور اپنا فضل و کرم کیا ہے جو اوروں پر اب تک نہیں ہوا ہے۔ اس لیے میں نے چاہا کہ میں آپ کو پہچانوں۔ پھر اس نے کہا میں چاہتی ہوں کہ آج دن بھر آپ دونوں صاحبان کے ہمراہ رہوں اور آپ ہی کے ساتھ روزہ افطار کروں، میں نے کہا حبّاً وکرامۃً یعنی بسروچشم بڑی خوشی سے۔ اس کے بعد دور ہو کر ایک طرف وہ چلنے لگی۔ اور ایک طرف ہم چلنے لگے۔ جب مغرب کا وقت آیا اور افطار کا وقت ہو چکا تو آسمان سے ہماری طرف ایک طباق اترا جس میں چھ روٹیاں اور سرکہ اور کچھ ترکاری کی قسم سے تھا۔ اس لڑکی نے خدا تعالیٰ کا بزبان عربی شکر کرتے ہوئے کہا جس کا ماحصل یہ ہے (اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے میری اور میرے مہمانوں کی عزّت کی، روزانہ میرے لیے دو روٹیاں اترا کرتی تھیں اور آج چھ اتریں اس نے میرے مہمانوں کی بڑی عزّت کی پھر ہم تینوں نے دو دو روٹیاں کھائیں۔ اس کے بعد پانی کے لوٹے اترے۔ ان میں سے ہم نے پانی پیا۔ جو زمین کے پانی کے مشابہ نہ تھا بلکہ اس کی لذّت اور حلاوت کچھ اور ہی تھی۔ اس کے بعد پھر یہ لڑکی ہم سے رخصت ہو کر چلی گئی اور ہم مکّہ معظمہ چلے آئے، پھر ایک روز ہم طواف کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے شیخ عدی رح

پر الطاف و کرم کیا آپ پر اس وقت غشی سی طاری ہو گئی۔ یہاں تک کہ انھیں دیکھ کر ہر کوئی کہہ سکتا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا اس وقت اس لڑکی کو یہیں کھڑے ہوئے دیکھا یہ آن کے سرہانے آکر انھیں اُلٹ پلٹ کر کے کہنے لگی وہی تمھیں زندہ کریگا جس نے تمھیں مار ڈالا ہے۔ پاک ہے اس کی ذات اس کی تجلّی نور جلال سے حوادث نہیں ہوتی مگر اس کے ثبوت کے لیے اور اس کے ظہورِ صفات سے کائنات قائم نہیں ہے مگر اس کی تائید سے۔ اس کی تقاریس نے عقل کی آنکھوں کو بند اور جوانمردوں کی دانائی کو محدود کر رکھا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر الطاف و کرم کی نظر کی۔ تو باطن میں میں نے دیکھا کہ مجھ سے کوئی کہہ رہا ہے کہ عبد القادر! تجرید ظاہری چھوڑ کر تفرید التوحید و تجرید التفرید اختیار کرو ہم تمھیں اپنے عجائبات دکھائیں گے۔ چاہیے کہ ہمارے ارادے سے تمھارا ارادہ مشتبہ نہ ہونا کہ تم ہمارے سامنے ثابت قدم رہو، اور وجود میں ہمارے سامنے کسی کا تصرف نہ ہونے دو تاکہ ہمیشہ ہمارے مشاہدہ میں رہو۔ اور لوگوں کو نفع پہنچانے کے لیے یک جگہ بیٹھ جاؤ۔ ہمارے بہت سے بندے ہیں کہ جنھیں ہم تمھاری برکت سے اپنا مقرب بنائیں گے۔ اس وقت مجھ سے اس لڑکی نے کہا۔ اے نوجوان! مجھے معلوم ہے کہ آج کس حد تک تمھاری عظمت وبزرگی ہو گی، تمھارے لیے ایک نورانی خیمہ لگایا گیا ہے اور ملائکہ تمھارے گرداگرد ہیں اور تمھیں دیکھ رہے ہیں اور تمام اولیاء اللہ کی آنکھیں بھی تمھاری ہی طرف لگی ہوئی ہیں اور تمھارے مراتب و مناصب کو دیکھ رہی ہیں، اس کے بعد یہ نوعمر چلی گئی اور پھر میں نے اس کو نہیں دیکھا۔

۵۔ فرمایا، ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ میری طرف کو انوار چلے آتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ انوار کیا ہیں؟ تو مجھے کہا گیا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو فتوحات ہوئی ہیں رسول اللہ صلّی اللہ

علیہ وسلم تمھیں اس کی مبارک باد دینے تشریف لا رہے ہیں پھر یہ انوار زیادہ ہو گئے اور مجھے ایک حالت طاری ہو گئی کہ جس میں مَیں خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔ پھر مَیں نے ہوا میں منبر کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور میں بھی ہوا میں فرطِ خوشی سے سات قدم آگے بڑھا، تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے منہ میں سات دفعہ لعابِ دہن ٹپکایا، اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہٗ تشریف لائے اور آپ نے میرے منہ میں چھ دفعہ لعابِ دہن ٹپکایا میں نے عرض کیا آپ بھی تعداد کو پورا نہیں کرتے، آپ نے فرمایا آنحضور کی گستاخی نہ ہو، پھر مجھے جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خلعت عطا فرمایا۔ میں نے عرض کیا یہ کیسا خلعت ہے آپ نے فرمایا یہ اس ولایت کا خلعت ہے جو قطب اولیا سے مخصوص ہے۔

ان فتوحات کے بعد میری زبان میں گویائی پیدا ہو گئی اور میں لوگوں کو وعظ نصیحت کرنے لگا۔ اس کے بعد میرے پاس حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے تاکہ جس طرح سے آپ اولیائے کرام کا امتحان لیا کرتے تھے میرا بھی امتحان لیں۔ مجھ پر آپ کی اس گفتگو کا جو ہمارے درمیان ہونی تھی، انکشاف کر دیا، پھر جب وہ ایک سکوت کے عالم میں تھے میں نے آپ سے کہا کہ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ تم میرے ہمراہ نہ رہ سکو گے، مَیں کہتا ہوں آپ میرے ہمراہ نہ رہ سکو گے اگر آپ اسرائیلی ہیں تو ہوں گے میں تو محمدی ہوں آپ میرے ساتھ رہنا چاہیں تو میں حاضر ہوں آپ بھی موجود ہیں اور یہ معرفت کی گیند اور یہ میدان ہے اور یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور یہ خدا تعالیٰ ہیں یہ میرا کسا ہوا گھوڑا اور یہ میرا نیزہ کمان اور یہ میری تلوار ہے۔

ایک روز حضور غوث پاک سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے زمانہ ظاہری میں آپ کا معتقد
مرید کسی مجلس عامہ میں بیٹھا تھا کہ کسی اور شخص نے بدورانِ گفتگو یہ کہہ دیا کہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ
عنہ کا مرتبہ سب اولیائ سے بلند بلکہ حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کے مراتب و منازل و مقامات
عالیہ کے برابر ہے یہ سنتے ہی اس صادق الیقین و راسخ الاعتقاد کو جوش آیا جس پر اس نے جو
آیا کہہ دیا کہ حضور غوث پاک سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا رتبہ و مقام حضرت بایزید بسطامیؒ
سے بلند و بالا ہے بلکہ تمام اولیائے کرام و بزرگان عظام سے ماسوائے خلفائے راشدہ و اہل بیت
افضل و ارفع ہے اگر ایسا نہ ہو تو مجھ پر میری عورت پر تین طلاق۔ یہ خبر جب اس کی منکوحہ تک پہنچی
تو نیک نہاد پارسا عورت نے اپنے خاوند مذکورہ بالا سے طلاق واقعہ ہو جانے کا شبہ ظاہر کرتے
ہوئے استفسار مسئلہ کا خیال پیش کیا چنانچہ وہ مرید [illegible] الاعتقاد بغرض استفسار حضور پاک
دس سرہ العزیز کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور تمام حالات گذشتہ من و عن عرض کر دیئے حضور
ث پاک قدس سرہ العزیز نے شفقت فرمایا کہ بیٹا بلا شک و شبہ اپنی منکوحہ کے پاس جاؤ، کوئی
اق واقعہ نہیں ہوئی۔ اس پر اس نے بہ طیب خاطر اطمینان قلبی کے لیے حضور پاک قدس سرہ العزیز
فتویٰ شرعی ارشاد فرمانے کی استدعا کی۔ اس پر آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت
د بسطامیؒ نے درس و تدریس کیا۔ نہ علوم شرعی سے مخلوق کو پہنچایا، نہ ہی فتاویٰ جاری کیے
رتبہ ارفع حاصل ہوا کہ جہاں پہنچ کر شادی کرنے کا اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ سے حکم ملتا
سنیدہ ہے یہ تمام صفات حسنہ مجھے عطا شدہ ہیں لہذا ہر صورت میں مجھے اس سے بلند و بالا
اعلیٰ مراتب حاصل ہیں تمہاری قسم سچی ہے۔ لہذا طلاق واقعہ نہیں ہوئی۔"

البازالاشہب کی وجہ تسمیہ اور تشریح

حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کا لقب الباز الاشہب تھا۔ علامہ ابوالثناء شہاب الدین السید نا محمود آفندی الوسی مفتی بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو ۱۲۷۰ھ میں فوت ہوئے اپنی کتاب المذہب شرح قصیدہ البازالاشہب میں الباز الاشہب کے معنی کی تشریح کی ہے کہ بازالاشہب کے معنی صوفیاء کرام کے اصطلاح میں یہ ہیں کہ صاحب ارشاد ہر قسم کے حالات ظاہری و باطنی پر قدرت رکھے اور اس قدرت کے اثرات اس قدر قوی ہوں کہ کسی حالت میں بھی اثر پذیر نہ ہوں خصوصاً نہ تو حوادثہ اور مصائب ظاہری میں مخلوق کے ساتھ اور نہ بحالت باطنی خدا تعالیٰ کے ساتھ توجہ قلبی اور طاقت روحانی کے اسرار میں نہ ہی صاحب الارشاد کے ارشاد عالیہ مثلاً

وما منہا شہورا ودھورا	تمر و تنقضی الا اتی لی
وتخبرنی بما یاتی وتجری	وتعلمنی فاقصر عن جدالی
نظرت الی بلاد اللہ جمعاً	کخردلۃ علی حکم التصالی
انا البازی اشہب کل شیخ	ومن ذا فی الرجال اعطی مثالی

جیسے مراتب عالیہ میں خلل انداز ہو سکیں تاکہ درجہ مردانگی سے اثرات اس کو دور نہ پھینک دیں۔ کیونکہ حالات کے ردو بدل میں استقامت پذیر یعنی مستقل مزاج رہنے سے عارفین اور متقین کے لیے مدد و نصرت اور حظ و لذت حاصل ہوتی ہے اس لیے حادث و مصائب میں عالی ہمتی، بلند پروازی اور مستقل مزاجی ہونی چاہیے۔ نیز یہ بھی کہ بزمانہ حیات ظاہری اور بعد از وصال تصرف تا رہیں تا ابد الآباد

کوئی ذرہ بھر کمی واقع نہ ہو اور کہ ہر حالت میں اختیارات و تعلقات اور طاقت روحانی کشش وجذب وغیرہ وغیرہ میں کسی قسم کا تغیر وتبدل رونما نہ ہو۔ چونکہ یہ تمام صفات ستودہ اور اوصاف حمیدہ بدرجہ اتم حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کی ذات بابرکات میں موجود تھیں اور اب بھی ہیں اس وجہ سے ذات باریتعالیٰ سے یہ لقب عطا فرمایا گیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ الباز الاشہب کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

غوث پاک اور آپ کی اولاد پاکؒ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بغداد شریف کا عالم جید اور فاضل بے بدل صاحب جائداد منقولہ وغیر منقولہ یوسف السویدی حاضرین مجلس سے یہ گفتگو کر رہا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ ہم خاندان گیلانیہ بغدادیہ کی شان و شوکت قدر و منزلت عزت رفعت میں ان کی برابری نہیں کر سکتے۔ حالانکہ مال و دولت جاہ و جلال امارت وعظمت خاندانی رفعت میں ان سے کسی وجہ بھی کم نہیں ہیں۔ اس پر ایک صاحب فخر الجمیل نے جواب دیا بیشک ہمارے پاس سب کچھ موجود ہے مگر ان کے مقابلہ میں ایک چیز کی کمی ہے جس کا پورا ہونا ناممکن ہے میں نے بھی یہی بات والد مرحوم سے دریافت کی تھی تو انھوں نے جواباً فرمایا تھا کہ بیٹا ان کے پاس سبز گنبد ہے جس میں اس خاندان عالیہ کا جد امجد موجود ہے جو صاحب تصرف تامہ سلطان الاولیاء غوث الوریٰ محبوب خدا الشیخ الکل سیدنا حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز شرق مغرب شمال جنوب بلکہ ارض وسما میں مشہور ہے اور یہی چیز ہے جو ہمارے پاس نہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ میرے والد مرحوم ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے میں نے عرض کی کہ ڈاکٹر کو علاج کے لیے بلاؤں، آپ نے فرمایا کہ ڈاکٹر کو چھوڑ دو مجھے مطلقاً

فائدہ نہیں ہوگا۔ تم سید عبدالرحمٰن صاحبؒ کی خدمت میں جاؤ، ان کے ہاں مہمان خانہ میں کھا
کھاؤ جب وہ کھانا کھا چکیں تو ان کی پلیٹ میں سے انکے طعام سے جو بچ رہے میرے لیے لا
اس کے کھانے سے شفا ممکن ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے سُؤر المومنین شفاء میں نے
عرض کیا کہ اباجان وہ صاحب تو آپکے خلاف ہیں پھر ایسے عقیدۂ قلبی کے کیا معنی فرمایا بیٹا سیاسی دنیا
مخالفت الگ چیز ہے صداقت پسندی اور اعتقاد اور چیز ہے میں نے عرض کیا اچھا بسر و چشم جاتا ہوں
چنانچہ حضور سیدنا عبدالرحمٰن صاحب کی مجلس میں حاضر ہوا وقت معینہ میں سب نے کھانا کھایا حضور بھی تناول فرمار
تھے میں بدیں خیال کہ حضور کھانا ختم کریں تو بقایا اٹھا کر اپنی راہ لوں نہایت آہستگی سے کھانا کھا رہا
یہاں تک کہ تمام حاضرین فارغ ہو کر باہر نکل آئے مگر حضور میری خاطر تناول فرماتے رہے کہ یہ کھانا ختم کرے
تو چھوڑ دوں یہاں تک کہ حضور کی پلیٹ میں سوائے چربی کے اور کوئی چیز باقی نہ رہی، اب مجھے خیال ہوا کہ پلیٹ
چرا کر لیجاؤں تاکہ والد صاحب کو پسماندہ چربی کھلادوں لیت و لعل کے بعد جب میرا بھی کھانا ختم ہو چکا تو خا
کو ہاتھ صاف کرنے کیلئے کہا وہ پانی ڈالتا رہا اور میں ہاتھ دھوتا رہا حتیٰ کہ سیدنا مذکور اپنے کمرہ دربار میں
تشریف لے گئے اب میں نے اس سے کہا کہ حضور کے کھانا کھانیوالی پلیٹ معہ پسماندہ چربی مجھے دیدو، مجھے ضرورت
اس نے جواب دیا یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اگلے وقت پر جب پلیٹ نہ ملی تو مجھ پر چوری کا الزام عائد ہوگا۔ میں نے
کہا کہ جس صورت سے ہو پلیٹ مجھے دیدیں۔ اس پر خادم نے جواب دیا کہ اگر ایک اشرفی مجھے دیں تو پلیٹ دیدو
حسب الضرورت اسکو اشرفی دیکر پلیٹ پس خوردہ لیکر والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا آپنے پلیٹ کو انگلی سے صا
کرکے نوش جان فرمایا صاف شدہ پلیٹ فوراً گیرا کے پاس میں واپس لایا اور اشرفی واپس طلب کی اس نے فی البدیہہ جواب
کہ اشرفی کیسی؟ پسماندہ چربی کی قیمت ہی ایک اشرفی ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے والد صاحب کو صحت کامل حاصل
اس پر یوسف السویدی نے فرمایا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

بابِ دوم

سلسلۂ قادریہ کی فضیلت کا ثبوت

۱۔ حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز نے فرمایا، مجھے باطنی طور پر کہا گیا ہے کہ عبدالقادر بغداد میں جاؤ اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو۔ پس میں بغداد کے اندر گیا تو لوگوں کو میں نے ایسی حالت میں دیکھا کہ وہاں رہنا مجھے ناپسند معلوم ہوا۔ اس لیے میں یہاں سے چلا گیا پھر مجھے دوبارہ کہا گیا، کہ عبدالقادر بغداد میں جاؤ اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو تم سے انھیں نفع پہنچے گا۔ میں نے کہا مجھے لوگوں سے کیا واسطہ مجھے تو اپنے دین کی حفاظت کرنی ہے تو مجھ سے کہا گیا کہ نہیں تم جاؤ تمھارا دین سلامت رہیگا۔ اس وقت میں نے اپنے پروردگار سے ستّر دفعہ عہد لیا کہ میرا کوئی مرید بے توبہ کیے نہ مرے۔

۲۔ شیخ علی المغربیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ میں نے دوزخ کے داروغہ مالک سے پوچھا کہ تمھارے پاس میرے اصحاب میں سے کوئی ہے تو اس نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ کی عزت و جلال کی قسم میرا ہاتھ اپنے مریدوں پر اس طرح ہے جسطرح کہ آسمان زمین پر اگر میرے مرید عالی مرتبہ نہ ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ جب تک خدا تعالیٰ میرے اور تمھارے ساتھ جنت تک نہ جائیگا۔ میں اسکے سامنے قدم نہ اٹھاؤں گا۔

۳۔ آپ قدس سرہ العزیز سے کسی نے پوچھا کہ ایسے شخص کی نسبت کیا فرماتے ہیں جو آپ کا نام لے مگر درحقیقت نہ تو اس نے آپ سے بیعت کی ہو اور نہ آپ سے خرقہ پہنا ہو تو کیا

ایسا شخص آپ کے مریدوں میں شمار کیا جائیگا؟ آپ نے فرمایا جو شخص میرا نام لے اور اپنے تئیں میری طرف منسوب کرے گو ایک ناپسندیدہ طریقہ سے ہی سہی تو بھی اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا وہ شخص میرے مریدوں سے شمار ہوگا۔

۴- نیز آپ نے فرمایا کہ جو شخص میرے مدرسے کے دروازے پر سے گزریگا، تو قیامت کے دن اُسے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

۵- شیخ ابو نجیب عبد اللہ سہروردی فرماتے ہیں کہ آپ کے شیخ شیخ حماد الدباس کے پاس سے ہر رات کچھ گنگناہٹ سی سنائی دیتی تھی، آپ نے آنحضرت موصوف سے اس کی وجہ دریافت کی یہ واقعہ ۵۰۸ھ ہجری کا ہے آنحضرت موصوف نے فرمایا کہ میرے کُل مرید بارہ ہزار ہیں۔ جن کے حق میں از راہ شفقت ان کے نام لیکر خدا تعالیٰ سے دُعا مانگتا ہوں کہ وہ ان کی حاجتوں کو پورا کرے اور اگر وہ گناہ کے قریب ہوں تو انھیں اس میں کامیابی حاصل نہ ہو تاکہ وہ اس سے تائب ہو جائیں۔ اس پر آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا اگر خدا تعالیٰ یہ مراتب مناصب عطا فرمائیگا تو میں قیامت تک اپنے مریدوں کے لیے خدا تعالیٰ سے عہد لوں گا کہ ان میں سے کوئی بھی بے توبہ نہ مرے اور یہ کہ میں ان کا ضامن رہوں گا تو اس پر آپ کے شیخ شیخ حماد نے نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انھیں یہ مرتبہ عطا فرمائیگا۔ اور ان کا سایہ ان کے مریدوں پر دراز کریگا رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجمعین

۶- شیخ ابو سعید عبد اللہ و محمد الاوانی و حضرت عمر البزاز بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیامت تک اپنے مریدوں کے اس بات کے ضامن

ہیں کہ اُن میں سے کوئی بھی تائب ہوئے بغیر نہ مرے گا۔ یہ بھی فرمایا کہ اگر میرا مرید مغرب میں ہو اور اس کا ستر کُھل جائے اور مَیں اس وقت مشرق میں ہوں تو میں اس کے ستر کو ڈھانک دوں گا۔

۷۔ مشائخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ ہمیں آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ ہم اپنی بقدر ہمت اپنے مریدوں کی نگہداشت کرتے ہیں۔

۸۔ پھر آپ نے فرمایا۔ جس نے مجھے دیکھا وہ بڑا خوش نصیب ہے۔ اور جس نے مجھے نہیں دیکھا اس پہ نہایت افسوس ہے۔

۹۔ شیخ علی قرشی رضؓ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ مجھے ایک نامہ دیا گیا ہے جس میں میرے احباب اور قیامت تک کے مریدوں کے نام درج ہیں، پھر فرمایا گیا کہ یہ لوگ تمہیں دے گئے۔

۱۰۔ آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ حسین حلاج نے ٹھوکر کھائی ان کے دعوٰی کا بازو لمبا ہو گیا تھا اس لیے شریعت کی قینچی سے کاٹ دیا گیا۔ اس زمانہ میں کوئی ایسا شخص نہ تھا کہ ان کا ہاتھ پکڑ لیتا اگر میں ان کے زمانہ میں ہوتا تو ضرور ان کا ہاتھ پکڑ لیتا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ قیامت تک میرے دوستوں اور مریدوں میں سے جو کوئی ٹھوکر کھائے گا تو میں اس کا ہاتھ پکڑ دوں گا۔

۱۱۔ شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ کسی مرید کا شیخ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے مرید کے شیخ سے زیادہ افضل نہیں ہو سکتا۔

۱۲۔ شیخ مذکورؒ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ ابوسعید قیلویؒ سے سنا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز دنیا کی طرف نہیں لوٹے مگر اس شرط پر کہ جو کوئی

آپ کا دامن پکڑ لے نجات پائے۔

۱۳۔ شیخ بقا بن بطوؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے اصحاب
و مریدین کو میں نے صلحا کے ایک بہت بڑے گروہ کے ساتھ ..... دیکھا ان میں سے کسی نے
آپ سے پوچھا کہ حضرت آپ کے مریدین میں پرہیزگار اور گنہگار دونوں ہی ہونگے؟ تو آپ نے فرمایا پرہیزگار
یرے لیے ہیں اور گنہگاروں کے لیے میں ہوں۔

۱۴۔ شیخ عدی بن ابوالبرکات صخر بن مسافرؒ نے بیان فرمایا کہ: میں نے اپنے والد ماجد سے
سنا انھوں نے بیان کیا کہ میں نے ۵۵۴ھ میں اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر سے ان کی خانقاہ میں
ر بلاد جبل میں واقع تھی سنا کہ اگر کسی شیخ کے مریدوں سے کوئی شخص مجھ سے خرقہ پہننا چاہے
میں اس کو خرقہ پہنا دونگا۔ مگر شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے مریدوں کو میں خرقہ نہیں
نا سکتا کیونکہ وہ سب کے سب رحمت میں ڈوبے ہوئے ہیں، وہ لوگ دریا کو چھوڑ کر نہر میں کیوں آنے لگیں،

۱۵۔ حضرت شیخ عمر کیمیاؒ نے بیان فرمایا کہ ایک راہب سنان نامی جو کہ یمن کا رہنے والا تھا۔
راد میں آیا اور حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کے دست مبارک پر توبہ کر کے اسلام قبول
ا پھر کھڑے ہو کر اس نے مجمع عام میں بیان کیا کہ میرے دل میں اسلام قبول کرنے کی خواہش
ا ہوئی میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ جو شخص یمن میں سب سے زیادہ افضل ہوگا۔ اس کے ہاتھ پر اسلام
ل کرونگا۔ میں اسی فکر میں سو گیا چنانچہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا
ن! تم بغداد جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو،
نکہ وہ اس وقت روئے زمین کے تمام لوگوں سے افضل ہے۔

طریقہ القادریۃ العلیہ کی تشریح

یہ طریقہ العظمی غوث الثقلین شیخ کل سلطان الاولیا مالک ازمنۃ المتفرقین رئیس المحبۃ بن الجواہر الفرد سلاب الاحوال قطب الوجود والزماں الدرہ البیضا الباز الاشہب محبوب سبحانی غوث صمدانی سید و مولینا حضرت ابو محمد محی الدین سید عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی قدس سرہ العزیز کے اسم گرامی اور نام نامی سے موسوم ہے۔ جو قرآن مجید و قرآن مجید کے احکام عالیہ اور سنت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق ہونے کے باعث تمام ممالک میں مشہور اور مقبول ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر گامزن ہو کر صحیح طور پر تعلیم اسلام کو حضور غوث پاک نے اپنے مریدوں اور معتقدوں بلکہ تمام عالم اسلام پر واضح کر کے اس پر عمل پیرا ہونے کا درس طریق مجاز سکھلا دیا۔ اور یہ دین حنیف جو پانچ صد سال کے طویل عرصہ سے شاطران دشمنان اسلام کی پیچیدہ اور خبیثہ چالوں کے باعث مات ہو چکا تھا۔ یعنی کہ مر چکا تھا۔ اس حقیقی محیی العظام کے حکم سے ابی ابو محمد محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ نے دوبارہ زندہ کر دکھایا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج یہ سلسلہ مبارکہ تمام اقطائے عالم خصوصاً تیونس الجیریا۔ مراکش۔ نائیجیریا، ترکی۔ ایران۔ عراق۔ عرب۔ مصر۔ افغانستان۔ پاکستان، بھارت، چینی ترکستان انڈونیشیا وغیرہ ممالک میں مقبول اور رائج ہے۔ اپنا ملک کہ تمام عالم اسلامی بلکہ دیگر فہمیدہ غیر اسلامی طبقہ بھی اس سلسلہ مبارکہ اور اس کے بانی اعظم کے مداح ہیں۔ چونکہ طریقہ ہذا کے جملہ اصول فروع مکمل طور پر کتاب و سنت سے وابستہ ہیں اور فسق و فجور اور کذب بدعت وغیرہ سے پاک اور منزہ

اور دین حنیف اسلام کا صحیح خلاصہ اور نچوڑ ہیں۔ صلاح و تقویٰ ۔ زہد و ریاضت شریعت و طریقت
وحقیقت و معرفت پابندیٔ احکام الٰہی سچائی اور صفائی غرضیکہ جملہ حسنات اور ذرائع نجات اس میں
موجود ہیں۔ لہٰذا طالبان حق اور عاشقان رسولؐ کی بلکہ عوام الناس کی رغبت اس کی جانب زیادہ سے
زیادہ ہوتی چلی جا رہی ہے۔ چنانچہ شکیب ارسلان نے اپنی کتاب موجودہ عالم اسلامی میں لکھا ہے۔ کہ
"شیخ عبد القادر جیلانی ملاح الصدر بہت بڑے صوفی اور موجد اور ذکی الطبع تھے۔ طریقہ قادریہ آپ کے
عین حیات میں اسپانیہ تک پہنچ چکا تھا جب عربی حکومت غرناطہ سے زائل ہوئی۔ تو اس طریقہ کا مرکز
فاس بنا۔ چنانچہ اس کے انوار و برکات سے بدعت زائل ہو گئی۔ اور اہل السنت والجماعت کے عوام الناس نے اس کو
لازم پکڑ لیا اس طریقہ کے وسیلہ سے زنج غربی افریقہ نے عزت و آبرو پائی یہ طریقہ قوی اور مضبوط اثر
رکھتا ہے۔ قابل اعتماد ہے۔ اس کا نظم متسلسل ہے۔ اس میں مرضی اور رغود و فکر ہے سب طریقوں سے
افضل زور اثر اور ممتاز ہے" غرضیکہ ہر کسی نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اس کی تعریف ہی کی ہے جیسا کہ
فضیلت سلسلہ قادریہ کے ضمن کے اقتباسات مشمولہ ہذا سے ناظرین پر اور بھی واضح ہو جائیگا۔ اس طریقہ عالیہ
کے معتقدوں اور مریدوں کی مجموعی تعداد روئے زمین پر اس وقت کم از کم ۴۰ ملین یعنی چار کروڑ کے
قریب ہے۔ کہ روز بروز ترقی پذیر ہے۔ مگر ساتھ ساتھ اس کی تنظیم میں کچھ کمی واقع ہو رہی ہے۔ وجہ یہ معلوم
ہوتی ہے۔ کہ جو قوم یا جماعت یا گروہ نوزائیدہ تعداد میں کم اور طاقت میں کمزور ہوتا ہے وہ اتحاد و تنظیم میں
مقابلہ دیگراں زیادہ مضبوط اور طاقتور رہنے کیلئے جدوجہد کرتا ہے۔ تاکہ شیرازہ یکجہتی بکھرنے نہ پائے
اور قوت و طاقت میں ترقی پذیر ہو۔ تاکہ دشمن و بدخواہ غلبہ حاصل نہ کر سکیں۔ برعکس اس کے جو سلسلہ یا گروہ
تعداد میں اکثریت اور طاقت ہمت میں فوقیت حاصل کر لیتا ہے۔ وہ اس پر نازاں ہو کر سستی اور

اتحاد اور محنت کشی جفا شعاری سے پہلو تہی کرنے لگ جاتا ہے جس کا نتیجہ تاریخ اسلام کے مطالعہ سے اظہر من الشمس ہے۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے فرمایا ہے۔ آ تجھ کو بتاؤں میں کہ تقدیر امم کیا ہے۔ شمشیر و سناں اوّل طاؤس و رباب آخر۔ چنانچہ سلسلہ عالیہ کی اس تنظیم و اتحاد میں کمی کو محسوس کرتے ہوئے اس نقص کو رفع کرنے کی غرض سے مرشدنا و مولینا شیخ المشائخ حبیب النسب الشریف ابینا طاہر علاء الدین قادری الگیلانی۔ دام ظلہ العالی نے اشاعت تبلیغ رشد و ہدایت کے ذریعہ جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے۔ کوشش شروع کردی ہے جس میں کافی سے زیادہ کامیابی ہوتی جارہی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ رشد و ہدایت جاری رہے گا۔

ساتھ ہی مریدوں اور معتقدوں کو آنحضور دام ظلہ العالی نے یہ ہدایت فرمائی ہے۔ کہ ہر موضع اور قصبہ شہر۔ قریہ جہاں بھی خاندان قادریہ کے معتقد موجود ہوں۔ خواہ تھوڑے یا بہت۔ وہ متفقہ طور پر ایک سوسائٹی یا مجلس قادریہ ضروری قائم کریں۔ اور اس میں تمام ضروری عہدہ دار مثلاً صدر و نائب صدر سیکرٹری۔ پراپیگنڈا سیکرٹری خزانچی حسب ضرورت دیگر عہدیداران و ممبران کا تقرر عمل میں لاویں۔ اور مسجد یا دربار میں مقررہ دنوں پر جمع ہو کر رشد و ہدایت سے عوام الناس کو مستفیض کریں۔ مرید یا معتقد جس میں طاقت ہو۔ وہ حضور غوث پاک قدس سرہ انور کے نام پر ہر ماہ گیارھویں دیویں۔ اور اس فنڈ میں سے جہاں جہاں جائز ضرورت ہو تبلیغ و اشاعت کیلئے خرچ کریں اور زیادہ سے زیادہ مرید بنانے کی کوشش کریں۔ جو تکلیف یا ضرورت ایسی منظم سوسائٹی کو لاحق ہو۔ وہ صدر کی وساطت سے اس کے ازالہ کے لیے حضور ممدوح دام ظلہٗ کی خدمت میں بذریعہ عریضہ مطلع کرے۔ فوراً حضور اس کیلئے مناسب تجویز فرما کر دعا یا تعویذ سے مدد فرما دیں گے۔ اگر حضور کا کوئی مستند خلیفہ نزدیک

زین جگہ پر اقامت پذیر ہو تو اس کے پاس جا کر مناسب تدابیر عمل میں لانے کے لیے التجا کرے اور مفصل ہدایات حاصل کرے۔ اس طرح تنظیم و اتحاد میں واقعہ شدہ کمی کا ازالہ ہو جائیگا۔ ایسی انتظامی اگر کسی اہم ضرورت کے ماتحت بشرطیکہ تنظیم و اتحاد کے متعلق ہو حضور دام ظلہ العالی کو بھی بغداد شریف سے مدعو کرے گی۔ تو انشاء اللہ ضرور وہاں تشریف فرما ہو کر مناسب حکم بخشیں گے۔

والسلام من اتبع الہدیٰ۔

اس طریقہ قادریہ العظمیٰ کے بانی حضرت غوث الاعظم جیلانی قدس سرہ العزیز کی اولاد اور اولاد الاولاد نسلاً بعد نسلٍ بغداد شریف ملک عراق میں حضور ممدوح کے وقت سے آج تک آباد چلی آ رہی ہے جن میں سے بہت صاحبان نے وقتاً فوقتاً ضرورت زمانہ کے تحت یا تبلیغ و اشاعت کے سلسلہ میں سکونت ترک کرکے دیگر ممالک میں مستقل رہائش اختیار کر لی ہوتی ہے۔ اب تو یہاں مدت مدید سے صرف حضرت سیدنا الحسیب النسب الشریف المشائخ عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلف الرشید حضرت غوث الاعظم جیلانی قدس سرہ العزیز کی اولاد پاک ہی آباد ہے اور وہی ہر شعبہ دربار و اوقاف کی مالک اور منتظم ہے جس میں سے نقیب الاشراف اور متولیان اوقاف بھی منتخب ہوتے چلے آئے ہیں۔ یہ خاندان گیلانیہ بغدادیہ کی بزرگ ترین ہستیاں دنیا بھر میں سب سے زیادہ ممتاز اور با اثر ہستیاں ہیں عوام الناس کے نزدیک طرف ہر زمانہ کے بادشاہان اسلام اور غیر اسلام نے اس بات کو بھی تسلیم کر کے بخلوص و عقیدت شاہی احکام نافذ کر رکھے ہیں۔ ان کی بزرگی اور فضیلت اور طاقت اور شوکت ہیبت و صولت رعب و جلال کا تذکرہ کتب ہائے معتبرہ میں بھی موجود ہیں اور عوام الناس کی زبان پر بھی رواں ہیں۔ چنانچہ خاص طور پر نقیب الاشراف اور متولیان اوقاف دربار غوثیہ کا رتبہ کسی حالت میں

بھی بادشاہان وقت کے رتبہ سے کم خیال نہیں کیا جاتا اور ان کی عزت عظمت رعب و ادب صولت و ہیبت شان و مرتبت جاہ و جلال وغیرہ بادشاہان و نوابین اور مہاراجگان کی عزت و عظمت سے کم نہیں سمجھی جاتی۔ چنانچہ بڑے بڑے بادشاہ و نواب اپنی اپنی لڑکیوں کا رشتہ اس خاندان عالیہ کے افراد سے منسوب کرنے کو باعث فخر و عزت و برکت تصور کرتے ہیں۔ اگر بادشاہ کے نام کے پہلے ہز مجسٹی کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ تو ان کے اسمائے مبارک کے پہلے ہز ہولینس کا لفظ استعمال کرنا سعادت دارین خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ تمام خاندان گیلانیہ بغدادیہ دینی و دنیاوی و روحانی مراتب کا ہوتا ہے اسی نظریہ کے تحت ان کے معتقدین و مریدان حضرات کی خاکِ نعلین کو بوسہ دینا اور بطور کحل الجواہر آنکھوں میں لگانا اور دستِ مبارک کے صاف کردہ اور [illegible] کو بطور تبرک نوش کرنا سعادت دارین تصور کرتے ہیں۔

مرید کو شجرہائے خاندانی و پیشوائی عطا کرنے کی وجہ

سجادہ نشینان قادریہ اپنے ہر مرید کو بیعت ہو جانے کے بعد ایک شجرہ نسبی و پیشوائی عطا فرماتے ہیں جس میں طریقہ قادریہ کی نسبت درج ہوتی ہے۔ نسبتی شجرہ دینے سے حسب و نسب پر کوئی تفاخر مقصود نہیں ہوتا۔ کیونکہ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی الفرد الجامع الصمدانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی ذات بابرکات اس قسم کی خواہشات سے بری تھی۔ صرف شجرہ عطا فرمانے کا مقصد یہ تھا۔ کہ طریقہ ہذا کے شیوخ کا سلسلہ وار علم ہو جائے اور خیر و برکت حاصل کرنے کیلئے مریدان روزانہ ایصال ثواب برازواج پاک کرتے رہیں۔ اب بدستور سابق یہ سلسلہ جاری ہے

جب کسی سجادہ نشین مرشد کو کسی مرید کے متعلق طاقت روحانی یا ارشاد باطنی کے ذریعہ علم ہو جاتا ہے کہ فلاں فلاں مرید راہ مستقیم پر صحیح طور پر گامزن ہیں ۔ تو وہ ان کو بھی خلافت دے دیتے ہیں ۔ اور خلافت نامہ لکھ دیتے ہیں ۔ کہ سجادہ نشین یا مرشد کے ارشاد سے خلیفہ ہوئے ہیں جو سنداً خلیفہ کے پاس موجود رہتا ہے ۔

خلافت نامہ کا مضمون کا عربی سے اردو ترجمہ حسب ذیل ہیں :-

تمام تعریفیں اس ذات پاک کے لیے مخصوص ہیں ۔ جس نے محبت والوں کی آنکھوں سے تاریکی کا پردہ اٹھا دیا ۔ اور اپنے پاکیزہ نور سے معرفت کا مستحکم راستہ دکھلایا ۔ اور ان کے نفوس کو دنیا کی طرف راغب ہونے سے پاک کر دیا ۔ یہاں تک کہ وہ لوگ پرہیزگاری کے راستہ پر چل پڑے اور جس نے انہیں یقین کامل کے گھاٹ پر پہنچا دیا کہ ان کے دلوں سے شک اور عناد کا مادہ ختم ہو گیا ۔ اور ان کی سمجھ کے پیالے کو ان امداد سے جو پے در پے ان پر اترتی رہیں ۔ علوم کی باریکیوں سے بھر دیا ن کے چہروں پر معرفت کی تروتازگی نمایاں ہونے لگی اور بہت بڑی کامیابی کی خوشخبری دی گئی ور ندا آئی کہ ان کے دلوں میں بے شک ہمارا شوق ہے ۔ جس میں کمی نہیں ۔ وہی اللہ دائمی جبروت ور اصلی جبروت والا ہے ۔ اس کا بزرگ نام ہمیشہ رہنے والا ہے ۔ تنہا اسی کو بقا ہے ۔ آسمان اور ین میں یکتا ہے اپنے علم اور بڑائی میں اپنے خاص بندوں کو یاد کرتا ہے جو اس کو یاد کرتے ہیں ان کی د بھری دعاؤں کو قبول کرتا ہے ۔ بہت زیادہ نعمتوں کا دینے والا اور احسان کرنے والا ہے ی مخلوق پر قیامت کے دن اور اس دن جس روز حساب و کتاب کی پیشی ہوگی ۔ میں تعریف رتا ہوں ۔ اس بات پر کہ اس نے مجھے درستگی عطا فرمائی ۔ اور اس بات پر کہ اس نے مجھے

اپنی وردی سے بچالیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ یہ گواہی دائمی ابدالاباد کے لیے ہے میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار ہمارے پیشوا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں جو تمام بندوں کی طرف مبعوث کیے گئے ہیں۔ اما البعد

پس میں نے اجازت دی اپنے ولی بیٹے کو۔ اور خلیفہ اور جانشین کر دیا۔ اس کو اس ارشاد کے ساتھ کہ طریقہ قادریہ کے طور پر کتاب اور سنت کو اپنے اوپر لازم کرلیں۔ چونکہ مجھ کو اس پر اعتماد ہے اور میں ان تمام چیزوں کی اجازت دیتا ہوں۔ کہ جس کی اجازت میرے والد اور مشائخ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مجھ کو دی ہوئی ہے اور یہ کہ مجھ کو اور ہمارے مشائخ کرام کو اور اصول و فروع کو اور عامۃ المسلمین کو اپنی دعاؤں میں فراموش نہ کرے گا۔

دستخط، مہر، تاریخ خلافت دینے والے کا

باب سوم

خاندان گیلانیہ بغدادیہ

خاندان گیلانیہ بغدادیہ کا ابتدائی حال

یہ شریف الاشراف خاندان گیلانیہ مہتابوں کی طرح افق اعلیٰ بغداد پر چمکا اور تمام شہروں میں اپنی فضیلت اور اپنی عزت اپنے غلبہ اور تسلط اور سرداری کے باعث جلد ترین مشہور ہو گیا۔ ملک عراق میں ہلاکو خاں کی تباہی اور ایرانیوں کے حملوں اور داخلی فتنوں نے بغداد کی شرافت کو تباہ و برباد کر دیا اور وہاں کی بزرگی کو ضائع کر دیا وہاں کے رہنے والوں کو منتشر اور پراگندہ کیا اور وہاں کے مردانِ کار کو متفرق کر دیا تو بغداد کی حالت ناگفتہ بہ ہو گئی جن کے سلطان مراد خاں مرحوم نے بغداد کو دوبارہ فتح کیا اور متفرق شہروں سے لوگ واپس لوٹ آئے اور ہمیں اس خاندان کے افرادِ منتشرہ پھر واپس آکر وہاں بدستور سابق جمع ہو گئے۔ اور اپنے جد اعلیٰ حضرت سیدنا شیخ المشائخ محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے مسلک پر چلنے لگے۔ پھر وہ اپنی ہمتوں کو اوابکے جمع کرنے فضائل کے حاصل کرنے اور اپنی عقلوں کو دینی حیثیت اور علمی حیثیت سے درست اور باکمال کرنے کی طرف لگ گئے۔ اور عمل کے راستہ میں اپنے جد اعلیٰ کے طریقہ کے مطابق اصلاح کرنے میں متوجہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ انھوں نے اولادِ علی کی بزرگی اور شرافت کو بلند کر دیا اور خاندانی عزت و عظمت کو بحال کر دیا۔ تب ان کے ارد گرد ممالک کے رہنے والے جمع ہو گئے اور ان کے فضل و کمال علم و فضیلت اور سرداری کا سب نے اقرار کر لیا عراق میں بہت بڑے بڑے اور شریف خاندان ظہور پذیر ہوئے ہیں، ان میں سے بعض خاندان تو وہ ہیں کہ جن کا ظہور افراد خاندان کے علم کی وجہ سے ہوا یا اس کے مردانِ کار کی کسی کارگزاری کے

کے باعث ہوا یا افرادِ خاندان میں سے کسی کے مال و زر کی وجہ سے ہوا۔ یا کسی ایک شخص کے برسرِ اقتدار آنے کی وجہ سے ہوا۔ اسی طرح کچھ ایسے اسباب اور بھی ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے خاندان کو نمایاں مقام حاصل ہوتا ہے۔ لیکن اِن خاندانوں میں کوئی شریف خاندان ہی ایسا ہوگا کہ جس میں ظہور اور ترقی کے اسباب سارے کے سارے یکجا جمع ہو گئے ہوں۔ بجز اس قدیم خاندان کے جو تمام ممالک میں خاندانِ ہاشمیہ گیلانیہ کے نام سے اور نقابت قادریہ کے لقب سے مشہور ہے۔ جب سلطان مراد خاں مرحوم نے ایرانیوں پر حملہ کیا اور شکست دی اور بغداد فتح کیا، تو اس نے خاندانِ قادریہ کے احسانات اور کمالات کی روشنی کے پھیلاؤ کی راہیں از سرِ نو ہموار کرنے کا موقع بہم پہنچایا۔ ان کے نام پر جائدادیں وقف کیں اور ان کے نام وظائف مقرر کیے اور حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کی اولاد کو آگے بڑھایا۔ اس طور پر کہ ان میں سے کچھ لوگ اوقاف کی نگرانی کرنے والے اور کچھ سنبھالنے والے مقرر کیے۔



نقیب الاشراف کا عہدہ

ان میں سے جو سب میں باعتبار عُمر بڑا، شان کے لحاظ سے عظیم اور صلاح و تقویٰ سے مشہور و معروف اور خیر و فلاح میں ممتاز ہوتا ہے، وُہ نقیب مقرر ہوتا ہے۔ تاکہ وُہ دربار کے حالات اور اوقات کو دیکھتا رہے اور وظیفوں کے ساتھ اُن کے ناداروں

اور فقیروں کی خبرگیری کرتا ہے۔ پس اس وجہ سے ان کا دائرہ وسیع ہونے لگا۔ اور
بغداد والوں کے دلوں میں ان کا احترام بڑھ گیا۔ عراق کے لوگ کسی بادشاہ کے سامنے
اپنی گردنیں نہیں جھکاتے۔ اور نہ کسی امیر اور نہ کسی بڑے چھوٹے کے سامنے اس قدر
دبتے ہیں جتنا کہ وہ ان میں سے کسی معلوم سید اور مشہور عالم کے سامنے۔ اس لیے کہ
دین کے ممتاز آدمیوں کا احترام ان کے ہاں بادشاہِ وقت کی اطاعت سے بڑھ کر
ہوتا ہے۔ جیسا کہ ان ملکوں کے بادشاہوں کے حالات سے ظاہر ہے۔ چونکہ عالمانِ بلاد
اور قوموں کے سرداران کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ حکومت نے یہ مصلحت سمجھی، کہ
نقابت کو ایک شریف عہدہ قرار دے اور اس پر حکومت کا اثر ہو اور حکومت کے
ہاں اس کی بڑی قدر ہو۔ تاکہ حکومت پوری قوم کو اس نقیب کی زبان اور شرافت اور
سید ہونے کے واسطہ سے اپنے ارادہ کے تابع بناویں اور اپنی طرف متوجہ کر سکیں۔
اسی طرح سیدنا حضرت شیخ المشائخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی اولاد
سردار بن گئی اور ساری امت میں ان کو شرافتِ عظمیٰ کا اعلیٰ مقام حاصل ہو گیا۔ چنانچہ
انھوں نے جانوں مالوں سے اُمتِ محمدیہ کی خدمت کی۔ اس سلسلہ میں ان کی کارگزاریاں
مشہور اور معلوم ہیں۔

نقابت کے معنی

لُغت کے اعتبار سے اس کی تحقیق کرنے سے پتہ چلتا ہے، کہ نقیب وہ شخص ہوتا ہے جو کسی قوم کے حالات کو
دیکھنے والا اور نگرانی کرنے والا اور ان کو اچھی طرح جاننے والا ہو۔ اور قوم کا سردار اور اُن کے

نیک و بد کا ذمہ دار ہو۔ پس نقیب وہ شخص ہوتا ہے جو سخت سے سخت مواقع میں بھی
قوم کو سنبھالنے کی ذمہ داری سے اور ان کو سختی اور نرمی کے اوقات بتاتا رہے اس لیے
گروہ ان کا سردار ہوتا ہے اور سردار سے ہی اپنی قوم کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔
اور چونکہ نقیب حکومت اور قوم کے درمیان تعلقات کے استوار رکھنے کا ایک
ذریعہ ہوتا ہے۔ اس لیے زمانۂ قدیم سے حکومتیں قوم کی نگرانی اور اس کے خم کو سیدھا
کرنے کی ذمہ داری اس کے متعلق کر دیتی ہے۔ اجماع اور شریعت کی حیثیت
سے بھی اس کے لیے بہت بڑا مقام ہے۔ تو اس لیے شاہانِ اسلام اور خلفائے
وقت نے اس کے لیے اونچا مقام مقرر کیا ہے۔ جیسا کہ دولت بنی امیہ
دولت عباسیہ اور دولت عثمانیہ کی تاریخ کی مراجعات سے ظاہر ہے۔ نقیب
حکومت کے چلانے والوں کو قوم کے حالات ترقی اور تنزل سے آگاہ کرتا ہے تاکہ
حکومت ان کے اسباب اور علاج میں متوجہ ہو۔ نقابت کا یہ عہدہ اسی طرح جاری
رہا۔ اور اس کو شرافت کا اونچا مقام حاصل تھا۔ نقیب الاشراف کی نرینہ اولاد یعنی
بیٹوں کے نام کے ساتھ نسبتِ پدری کی وجہ سے نقیب زادہ کے لفظ کا اضافہ کرتے
ہیں لیکن جو حضرات کہ نقیب الاشراف کی اولاد سے نہیں ہوتے۔ وہ اپنے نام کے ساتھ
صرف الگیلانی کا لفظ شامل رکھتے ہیں۔

حق بات یہ ہے کہ اس خاندان کے گزشتہ بزرگوں نے اپنے اندر تمام اچھے
اخلاق جمع کر دیے تھے۔ انھی میں تجربہ کار سیاستدان عالم، ادیب جری اور بہادر اور بڑے

بڑے سخی، غیرت مند، وطن پرست، زاہد، پارسا، متقی اور صالح ظاہر ہو گئے تھے اور اوّل سے آخر تک اس خاندان میں ایسے ایسے آدمی پیدا ہوتے رہے ہیں۔ جو آگے بڑھنے میں معلوم اور کارناموں کے اعتبار سے مشہور ہیں۔ اس خاندان میں علم و ادب کے میدانوں میں بڑے بڑے میدان کار نمایاں ہوئے ہیں اور انھوں نے ہر فن میں اپنے کامیاب تیر چلائے ہیں اور ان کی ایسی ایسی اپنی خدمات ہیں۔ جس سے ان کی شہرت تمام عالم میں پھیل گئی ہے اور جن کی خوشبو تمام اطراف عالم میں مہک رہی ہے اور جن کا ذکرِ خیر صحراؤں میں بھی ہے اور آبادیوں میں بھی۔ اس خاندان کے گزشتہ بزرگوں کے معاصر علماء نے ان خدمات کے بارے میں بڑی وضاحت کے ساتھ تذکرے لکھے ہیں اور شعرائے ان کے ذکرِ خیر کو اشعار میں بیان کیا ہے۔ اور ان کے محاسن اور کمالات کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے۔ غرضیکہ اس گیلانی خاندان کے لیے ایک عالم گیر، بلند تر اور عظیم الشان شہرت ہے کہ دوسروں کی شہرت اس کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ وہ حضرات ہیں کہ جب میدان میں کھڑے ہوں، تو یہی بادشاہ ہیں۔ جب پکڑنا چاہیں، یہی زبردست ہیں۔ جب گفتگو کریں، یہی علما ہیں۔ جب کسی مسئلہ پر دلیلیں دیں تو یہی ادیب ہیں۔ اور جب ذکر و فکر میں مشغول ہوں تو یہی عبادت گزار ہیں۔

اس چیز نے یعنی طاقت گیلانیہ نے بارہا بادشاہوں کو بھی پریشان کیا اور امرائے کو مبتلائے رشک کر دیا۔ جیسا کہ مرحوم سیّد محمود آفندی ابن سیّد رجب آفندی کا موقف ملی بادشاہ کے سامنے رہا۔ اور مرحوم سیّد علی آفندی بن سیّد سلمان آفندی مذکور کا

موقف سلطان عبدالحمید کے سامنے تھا۔ اور سید سلمان نقیب الاشراف ابن سید علی نقیب الاشراف کا موقف سلطان ناصرالدین شاہ ایران کے ساتھ رہا چنانچہ سید سلمان مذکور نے تمام کردستان تاکرنت فتح کیا اور ترکی کی سلطنت میں شامل کیا۔ ترکی کا سلطان عبدالحمید ان ہی کا مرید تھا۔ اور اس نے آپ کے لیے بہت سے اوقاف اور خطابات جاری کیے تھے۔ اسی طرح سیدنا عبدالرحمٰن نقیب الاشراف جن کا ذکرِ خیر آگے آئے گا۔ ان کا موقف جنرل مونٹ (Mount) کے ساتھ تھا۔ یہ جنرل آپ کا سخت حریف تھا۔ اسی طرح سید محمود حسام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کرنل وائلس اور پرسی کاکس کی مخالفت کی اور ان کا قافیہ تنگ کیا۔ السید رشید عالی ابن سید عبدالوہاب الگیلانی انگریزی اقتدار اور انگریز پرستی کا سخت مخالف رہا ہے۔ اسی طرح پیر سید ہاشم مسعود ابن السید شیخ المشائخ حضرت عبدالرحمٰن نقیب اور اسی طرح پیر سید احمد عاصم نقیب ابن السید حضرت عبدالرحمٰن مذکورۃ الصدر اور شیخ پیر السید ابراہیم سیف الدین ابن سید مصطفیٰ ابن السید سلمان ابن سید شیخ علی النقیب مذکورہ اور سید پیر عبدالسلام ابن سید علی اور پیر سید محمد جمال الدین الگیلانی نقیب الاشراف اور نقیب زادہ سیدنا حضرت طاہر علاء الدین مدظلہ العالی جو اسلام کی بہترین خدمت فرما رہے ہیں۔ ابن المرحوم سید الشیخ پیر محمود حسام الدین آفندی القادری الگیلانی وغیرہم جن کا ذکرِ خیر مفصل و مشروحاً آگے چل کر السید و الشیخ المشائخ حضرت عبدالعزیز صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے نقباء و سجادہ نشینان کے تحت آئے گا۔ تمام کے تمام بلند پایہ بزرگ خدا پرست، رحم دل

سخی، بُردبار، عالم، عابد، زاہد، کامل و اکمل ہونے کے علاوہ غیور اور غیر مسلم بادشاہوں کی سرپرستی کے سخت دشمن تھے اور ہیں اور آزادیٔ اسلام کے حامی و مددگار ہیں۔ اور بدخواہان ملت کے سخت ترین دشمن ہیں۔ شاہانِ اسلام خصوصاً حامیانِ دینِ حنیف کے ہی خواہ ممد و معاون اور ملکی ترقیات میں حارجین کے سخت ترین مخالف بلکہ دشمن ہیں۔

نقیب الاشراف کے یہی معنی اور مطلب ہے جو مذکور ہوا۔

خاندانِ گیلانیہ بغدادیہ موجودہ کی وضاحت

بغداد شریف ملک عراق میں موجودہ خاندانِ گیلانیہ سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلف الرشید حضرت محبوبِ سبحانی قطب ربانی ہیکل صمدانی پیر دستگیر سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی اولادِ مطہرہ آباد ہے جس کی چار شاخیں ہیں:۔

اوّل : اولاد حضرت سید علی القادری الگیلانی ابن سید سلمان رضی اللہ عنہما۔ ان کا لقب بیت سید علی مشہور ہے۔

دوم : اولاد سید زکریا القادری الگیلانی رضی اللہ عنہ۔ ان کا لقب بیت سید مراد مشہور ہے

سوم : اولاد سید مراد القادری الگیلانی رضی اللہ عنہ۔ ان کا لقب بیت سید مراد مشہور ہے

چہارم : اولاد سید خمیس القادری الگیلانی رضی اللہ عنہ۔ ان کا لقب بیت سید خمیس مشہور ہے

ان چاروں گھروں کے افراد ذکور و اناث خورد و کلاں کی مجموعی تعداد ۱۸۰ کے قریب ہے اور یہی اصلی گیلانی خاندان سیدنا حضرت عبدالعزیز صاحب ممدوح الصدر کی اولاد ہیں۔

کافی عرصہ کا ذکر ہے کہ ترک قوم کے چند افراد بسلسلۂ کاروبار تجارت بغداد شریف میں آئے اور رفتہ رفتہ یہیں اقامت پذیر ہو گئے۔ چنانچہ ان کی اولاد بھی آج تک یہیں مستقل طور پر رہائش پذیر ہے۔ اس خاندان کا نام بَیتُ التَّکَوُلِی ہے۔

شیخ المشائخ سیدنا حضرت علی النقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ نقابت میں یہ خاندان بیت التکولی کے نام سے مشہور ہوا۔ بعدہٗ شیخ المشائخ حضرت سید عاصم رضی اللہ عنہ نقیب الاشراف کے عہدِ نقابت میں اس خاندان کے افراد نے اپنی نسبت اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ سیدنا عبدالرزاق رضی اللہ عنہ کی اولاد ہونے کا پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ اور پھر یہ ابراہیم سیف الدین صاحب موجودہ نقیب الاشراف کے زمانۂ نقابت میں اپنے آپ کو شیخ المشائخ سیدنا حضرت عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے منسوب کرنا شروع کر دیا۔ اس خاندان کے چند افراد ہوتے ہوتے عراق کے زیر سایہ یہ عہدوں پر فائز ہو گئے۔ چنانچہ ایک فرد ان میں سے وزیرِ عادلہ منتخب ہو گیا۔ اب موقع شناسی سے کام لیتے ہوئے انھوں نے ایک حاکم مجاز کی عدالت میں اپنے آپ کو خاندان گیلانیہ بغدادیہ سے حضرت شیخ المشائخ سیدنا عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد ہونے کا دعویٰ دائر کر دیا تاکہ قومیت کی تصدیق ہو سکے اور اوقاف قادریہ کے حصہ دار تصور ہو کر حصہ لینے کے مستحق ہو سکیں۔ چنانچہ انھوں نے اس مقدمہ کی کامیابی کے لیے حد سے زیادہ جدوجہد کی اور فرضی ثبوت پیدا کیے۔ افسرِ مجاز کو زرِ کثیر بطورِ رشوت پیش کیا۔ اور وزیرِ عادلہ کے دباؤ اور رعب اور سفارش سے کام لے کر افسرِ مجاز کو ہم خیال بنا لیا۔ جھوٹے

گواہ اور شہادتیں پیش کیں۔ تمام تر گواہان شیعہ مذہب کے برائے شہادت پیش کیے۔
ان کا دعویٰ فرضی، بے معنی اور کذب و دروغ پر مبنی تھا۔ چنانچہ افسر مجاز رشوت گیر
نے ان کے حق میں حضرت شیخ المشائخ سیدنا عبدالعزیز صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد
کے افراد ہونے کا فیصلہ لکھ دیا۔ اور پروانۂ عدالت مبنی بر تصدیق قومیت خاندانِ گیلانیہ ان کے
حوالہ کر دیا۔ حالانکہ قطعی طور پر نہ یہ نامبردہ گیلانی خاندان کے افراد سے ہیں۔ نہ حضرت
سیدنا شیخ المشائخ ممدوح الصدر کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس خاندان بیت التکولی
کاذب و دروغ گو پر اللہ تبارک و تعالیٰ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت غوث الاعظم
محبوب سبحانی قطب ربانی الشیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز اور جملہ خلفاءِ راشدہ
اور اولیاءِ کاملین بلکہ تمام مریدان و معتقدان لعنت بھیجتے ہیں۔ اور ہر مرید و معتقد حضور
غوث پاک قدس اللہ سرہ العزیز کو چاہیے کہ تاقیامت یہ کام کرے۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ
کا فرمان ہے۔ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۔ نیز ان اشخاص پر بھی جو خاندانِ گیلانیہ سے
نہیں ہیں۔ اور اپنے آپ کو اس خاندانِ عالیہ سے ظاہر کر کے مریدی پیری کا کام کرتے ہیں بمثل
خاندانِ بیت التکولی لعنت ہے۔ اور ان اشخاص پر بھی جو جعل ساز دھوکے باز، دروغ گو
اور بشکل مومناں کرتوت کافراں کے مصداق ہیں، ان پر بدستور لعنت ہو۔ آمین!

عہدۂ نقابت اور تولیت کے مستحق

محبوب سبحانی، غوث صمدانی، قطب ربانی الہیکل یزدانی شیخ الکل سیدنا حضرت

عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے وصال کے بعد تبلیغ و اشاعت و رشد و ہدایت
مدرسہ و خانقاہ قادریہ و مسجد کی حفاظت بلکہ تمام دیگر شعبہ جات کی طرف آنحضور کے
صاحبزادگان سیّدنا عبدالرزاق و سیّدنا عبدالعزیز صاحبان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے
توجہ مبذول فرمائی۔ چنانچہ نسلاً بہ نسلاً یہ سلسلہ قائم رہا۔ جب سیّدنا حضرت ابو نصر
رضی اللہ عنہ بدورانِ خلافتِ عباسیہ قاضی القضات اور ولی عہد خلافتِ عباسیہ
منتخب ہوئے تو ان کے وصال کے بعد ہر دو برادران کی اولاد نے باہمی رشتہ داریوں
کے ذریعہ اور یکجا رہائش پذیر ہو کر تعلقات برادرانہ کو استوار کیا۔ چنانچہ خلفائے عباسیہ
عثمانیہ نے ان تعلقاتِ برادرانہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے کبھی سیّدنا عبدالرزاق رضؓ کی اولاد سے
اور کبھی سیّدنا عبدالعزیز رضؓ کی اولاد سے (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ارشد بہ ارشد بالغ و عاقل،
دانا و سمجھدار کو منتخب کر کے عہدۂ نقابت و تولیت عطا فرماتے رہنے کا سلسلہ نا متناہی
جاری رکھا۔ جب ہلاکو خاں اور فارس کے حملوں نے بغداد کی عظمت اور رفعت کو تہ و بالا
کر دیا اور تمام خاندانِ بغداد مع خاندانِ گیلانیہ حملہ آوران کے مظالم کی تاب نہ لا کر
ہجرت کر گئے۔ تو مدت تک بغداد کی حالت ناگفتہ بہ رہی۔ حتیٰ کہ سلطان مراد خاں
دوم نے بغداد کو دوبارہ فتح کیا اور تمام خاندان کو جو ہجرت کر کے بغداد چھوڑ گئے ہوئے
تھے واپس بلوا کر از سرِ نو شہر آباد کرایا۔ اور پہلے کی طرح اپنی اپنی جگہ پر بٹھایا اور کاروبار
لگایا۔ چنانچہ خاندانِ گیلانیہ کو بھی بدستور سابق عہدۂ نقابت و تولیت سپرد کیا۔ اور
پہلے کی مانند حضرت سیّدنا عبدالرزاق و سیّدنا عبدالعزیز صاحبان رضی اللہ عنہما کی اولاد کو بلا

تخصیص منتخب کیا مختصر یہ کہ سیدنا عبدالرزاق رضؓ صاحب کی اولاد سے سید محمود نقابت سے کا
پر ممتاز تھے کہ دفعتہً شہر بغداد میں ہیضہ کی وبا نمودار ہوئی اور تمام شہر کو لپیٹ میں لے لیا
چنانچہ حضرت سیدنا عبدالرزاق کے خاندان مع سید محمود نقیب الاشراف بجز ایک
دختر نیک اختر کے موت کے ہاتھوں کوئی نہ بچا۔ بلکہ حضرت سیدنا عبدالعزیز رضی اللہ
کی اور اولادِ پاک سے صرف پانچ افراد ذکور اور دو افراد اناث زندہ بچے۔ جب وبا ختم
ہوئی اور حالات درست ہوئے۔ تو پانچوں افراد پس ماندہ نے فرداً فرداً نقابت اور
تولیت کے عہدۂ جلیلہ کے حصول کے لیے کوشش شروع کی اور علیحدہ علیحدہ ہر ایک نے
درخواستیں پیش کیں۔ مگر سب درخواستیں نامنظور ہوگئیں۔ فرمانِ شاہی جاری ہوا۔ کہ حضرت
سید محمود نقیب مرحوم و مغفور کی دختر نیک اختر پسماندہ کا جس گیلانیہ خاندان بغدادیہ کے فرد
سے نکاح ہوگا۔ وہی مستحق اس عہدہ کا ہوگا۔ چنانچہ پورے چھ سال یہی دختر پسماندہ خود ہی عہدہ
نقابت و تولیت پر سرفراز رہی اور اس کا ناظم والی بغداد یعنی گورنر حکومت ترکی مقرر
رہا۔ اس کے بعد اس دختر نیک اختر نے نکاح سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کر لیا سیدنا
علی رضی اللہ عنہ کے ہاں پہلی عورت موجود تھی جو رومی خاندان المشہور بیت الرومی
سے منسوب تھی مگر سیدہ نہ تھی اور صاحبِ جائداد اور جاہ و مال تھی۔ اس کے
بطن سے دو پسران سید سلمان و سید زین الدین پیدا ہو چکے ہوئے تھے۔ اس دخترِ نیک
اختر کے بطن سے پورے چار سال کے بعد سید عبدالرحمٰن صاحب معرضِ شہود میں تشریف
لائے۔ مطابق فرمانِ شاہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ نکاحِ ثانی کے بعد ۳۰ سال نقیب الاشراف

اور متولی اوقاف رہے۔ اس واقعہ کے متعلق کتاب تذکرۂ غوثیہ مصنفہ حضرت غوث علی شاہ قلندر پانی پتی رضی اللہ عنہ کے صفحہ نمبر ۹۸ پر زیر عنوان سفر حج بیت اللہ شریف اور زیارت بغداد المجیبہ اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا ہے کہ "سید علی سجادہ نشین سے پہلے سید محمود رزاقی یعنی شاہ عبدالرزاق صاحب کی اولاد سے صاحب سجادہ تھے اور قدیم سے اس خاندان میں سجادگی چلی آرہی تھی۔ جب ہمیشہ میں سید محمود صاحب رضی اللہ عنہ کی اولاد اور خود بھی انتقال فرما گئے۔ تو ایک دختر سعیدہ پسماندہ چھوڑی۔ اس بات کی خبر جب سلطانِ روم کو ہوئی تو حکم دیا کہ جس کی شادی خاندانِ گیلانیہ سے اس دختر سے ہوگی وہی مستحقِ سجادگی ہوگا۔ سید علی صاحب نے جو شاہ عبدالعزیز صاحب کی اولاد سے تھے۔ اگرچہ ان کی پہلی بیوی بھی صاحبِ اولاد تھی اور نیز رزاقیوں سے بغداد میں کوئی باقی نہ رہا تھا۔ اس دخترِ نیک اختر سے شادی کرلی اور صاحبِ سجادہ ہو گئے۔ ورنہ محال تھا۔ سید محمود صاحب کامل فقیر تھے۔ چنانچہ ان کے حالات بغداد میں اظہر من الشمس ہیں۔ اس لڑکی سے ایک فرزند یعنی عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔ سید علی صاحب نے ۴۰ سال سجادگی کی تھی۔ ان کے بعد سید سلمان صاحب جو سید صاحب کی پہلی بیوی سے تھے اور بلحاظ عمر سید عبدالرحمٰن سے بہت بڑے تھے۔ اس لیے سید سلمان صاحب مستحقِ سجادگی سمجھے گئے۔ ان کے بعد سید عبدالرحمٰن صاحب مستحق ہیں۔"

سید نا سلمان رضی اللہ عنہ تجارت بھی کرتے تھے۔ ان کی والدہ کافی مال دار اور صاحبِ جائداد تھیں۔ مگر سید عبدالرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ علوم دینی کے طالب

خاطر عراق میں بغاوت کرائی۔ جس میں عربی قبائل اور شاہی لشکر میں ٹکر ہوئی اور فریقین کو نقصان
بھی پہنچا۔ بادشاہ مذکور نے پیغام صلح بھیجا۔ اور یہ بھی سیّدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی
خدمتِ اقدس میں کہلا بھیجا۔ کہ اگر آپ یا آپ کا صاحبزادہ عراق میں آزاد حکومت
قائم کرنا چاہتے ہیں۔ تو یہ مجھے منظور رہے۔ اس پر سیّدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے
اس کے جواب میں حلف اٹھایا کہ میں اسلامی سلطنت کا تابعدار ہوں اور ہر خدمتِ اسلام
کے لیے تیار ہوں۔ ہمیں بادشاہی کی خواہش نہیں، ہمارے لاکھوں مرید ہیں۔ اس
حکومت اور حضور کی آپس میں صلح ہوگئی۔ اسی قسم اور وعدہ کو ملحوظِ خاطر فرماتے ہوئے با
کا عہدہ منظور نہ فرمایا۔ چنانچہ آپ مورخہ ۲ ذوالحجہ ۱۳۴۵ھ میں وفات پا گئے
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت سیّدنا محمود حسام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش ۱۲۸۱ھ میں ہوئی
۱۳۴۱ھ سے ۱۳۵۵ھ تک آپ نقیب الاشراف اور متولی الاوقاف تادریہ او
ممبر اسمبلی رہے۔ اور رئیس حزب الحرۃ العراقی وعضوِ مجلسِ التمیز الشرعی السنی فی الحکو
العراقیہ کے عہدوں پر فائز رہے اور ۱۳۵۵ھ میں وصال فرما گئے۔

ان کی وفات کے بعد حسب استحقاق، نقابت اور تولیت کا عہدہ اعیانِ خ
گیلانیہ اور رشید عالی گیلانی وزیرِ اعظم اور کنگ غازی اوّل نے مرحوم کے پسرِ کلاں
پیر سید جمال الدین مدظلہٗ کو پیش کیا۔ مگر آپ نے اس بنا پر قبول نہ فرمایا کہ وہ عرصہ دراز
بمبئی میں مقیم ہیں اور وہاں مستقل طور پر سکونت اختیار فرمائی ہوئی ہے۔ دوسرے ان کی

بیگمات منکوحہ موجودہ پاکستان کی رہنے والی ہیں۔ ایک تو ہز شجاع الملک مہتر چترال کی
دختر بلند اختر اور دوسری خان اعظم آف قلات نواب خداداد خان کی نورِ نظر۔ چنانچہ ان
کی خواہش کے مطابق پیر جمال الدین صاحب مذکور نے بمبئی کی آب وہوا خورد ونوش اور
رہائش اور تفریح گاہ کو بمقابلہ بغداد شریف ترجیح دے رکھی ہے۔ پس حقِ نقابت وتولیت
اپنے حقیقی برادر خورد سیّد علی کمال الدین کے حوالہ کر دیا۔ مگر انھوں نے اس کو قبول فرمانا
بدیں وجہ نامناسب خیال کیا کہ جب ان کے دو حقیقی چچے سیّد احمد عاصم اور سیّد
ہاشم مسعود تجربہ کار، سمجھدار، سیاستدان، نیک سیرت، زاہد او رشب زندہ دار غرضیکہ
ہمہ صفت موصوف بعرصۂ حیات موجود ہیں، تو اس منصبِ اعلیٰ پر متمکن ہونا سعادت
میں داخل نہیں ہے۔ چنانچہ حسبِ خواہش آپ نے مناصبِ نقابت وتولیت اپنے
ہر دو چچا سیّد احمد عاصم وسیّد ہاشم مسعود کے حوالہ کر دیے۔ اس پر نقابت کا عہدہ سیّد احمد
عاصم نے منظور وقبول فرمایا اور سیّد ہاشم مسعود متولی الاوقاف مقرر ہوئے۔ سیّد
ہاشم مسعود متولی اور رشید عالی وزیر اعظم حکومتِ عراق کی معاملۂ سیاست میں مخالفت
چلی آ رہی تھی۔ جب وزیر اعظم مذکور کو یہ حال معلوم ہوا۔ تو انھوں نے دیرینہ چپقلش کی
وجہ سے ان کو عہدۂ تولیت سے برطرف کر دیا۔ اور خود ہی یہ عہدہ سنبھال لیا۔ ساتھ
ہی وزیر اعظم حکومتِ عراق کے منصب پر بھی قائم رہا۔ بعدہٗ سیّد رشید عالی مذکورہ بالا
کو جرمن کے ساتھ دوستی رکھنے کے الزام میں حکومت نے وزارتِ عظمیٰ کے عہدہ سے
الگ کر دیا اور جلاوطن کر دیا۔ اس پر سید ہاشم مسعود رضی اللہ عنہ ۱۹۴۲ء میں پھر متولی الاوقاف

قادریہ منتخب ہو گئے اور ۱۹۵۱ء تک اسی عہدہ پر ممتاز رہے۔ اس کے بعد سابق
حکومتِ عراق کے وزیرِ اعظم نوری السعید اور عبدالالہ سیاسی معاملہ میں سیّد ہاشم مس
کے خلاف ہو گئے۔ جو دوبارہ منصب تولیت سے علیحدہ کر دیے گئے۔ اس کے ا
۱۹۵۱ء سے لے کر ۱۹۵۳ء تک یہ عہدہ بھی سیّد احمد عاصم نقیب الاشراف کے ز
تصرف رہا۔ مگر سیّد احمد عاصم مذکورۃ الصدر ہی کے وکیلِ مطلق یا مختارِ عام وہی سیّ
ہاشم مسعود ہی متعین رہے۔

سیّد احمد عاصم جب حکومتِ پاکستان کی دعوت پر ہز ایکسی لینسی غلام محمد گورنر جنرل
کے عہدِ حکومت میں ۱۹۵۳ء میں پاکستان تشریف لائے اور یہاں دو مہینہ قیام فرمانے
کے بعد جب واپس بغداد تشریف لائے تو ایک ہفتہ کے بعد واصل بحق ہو گئے۔

اس کے بعد سیّدنا عبدالرحمٰن صاحب مرحوم و سیّدنا محمود حسام الدین صاحب مرحو
رضی اللہ عنہما کی اولادِ ارشد و تمام افرادِ خاندان گیلانیہ بغدادیہ نے بالاتفاق عہدہ نقابت
و تولیت سیّد ہاشم مسعود دام ظلہ کے سپرد کرنے کی تجویز کی اور منظوری کے لیے کاغذات
حکومتِ عراقیہ کے حوالے کیے۔ مگر نوری السعید و عبدالالہ وزیرِ اعظم و حکمران نے بد
خدشہ اس کو رد کر دیا۔ کہ اگر یہ عہدۂ نقابت و تولیت سید ہاشم مسعود مدظلہٗ کے حوا
کر دیا گیا تو وہ حکومتِ عراق کے تھوڑے دنوں کے اندر پرخچے اڑا کر رکھ دیں گے اور
ان کی بجائے حکومت نے بصد طرب ان کے ہمشیر زادہ پیر ابراہیم سیف الدین کو
حسبِ فرمائش اور حسبِ خواہش سیّد پیر محمد جمال الدین نقیب الاشراف مقرر کر دیا کیونکہ پیر

سیف الدین اوّل الذکر آخر الذکر کے جائداد منقولہ غیر منقولہ کے وکیلِ مطلق خالہ زاد اور پھوپھی زاد برادر اور بہنوئی ہیں۔

ہاں ایک بات تحریر کرنے سے رہ گئی ہے کہ جب سید ہاشم مسعود مدظلہ کے کاغذات تقرری و منظوری برائے نقابت و تولیت حکومت میں پیش ہوئے۔ تو نوری السعید وزیر اعظم اور عبدالالٰہ مختارِ مطلق حکومتِ عراق اِس تجویز کو رد کرتے ہوئے درافشانی کرنے لگے کہ اگر اعیانِ خاندانِ گیلانیہ بغداد و ہندوستان سے ایک ہاتھی منگوا کر نقیب الاشراف بنا کر کاغذات برائے منظوری ہمارے پاس بھیج دیتے تو ہم کبھی ردّ نہ کرتے مگر سیّد ہاشم مسعود ابن سیّد عبدالرحمٰن اور سیّد ناصر پسر سید صفاء الدین پسر سیدنا حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ہم کبھی نقیب الاشراف نہ بننے دیں گے۔

پیر سیّد ابراہیم سیف الدین نے عہدۂ نقابت تو منظور فرمایا اور عہدۂ تولیت سے انکار کر دیا جس پر اعیانِ قادریہ گیلانیہ بغداد یہ نے اوقافِ قادریہ کے لیے دو متولی، دو ناظر، دو مفتش اور دو ناظم مقرر کرنے کی حکومتِ عراق کو تجویز پیش کی۔ جس پر اسی مذکورہ بالا حکومت نے بلا اعتراض فی الفور منظوری دے دی جس پر فوری عمل درآمد ہو گیا سیّدنا عبدالرحمٰن مرحوم اور سیّدنا محمود حسام الدین و سیّدنا صفاء الدین مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولاد ما شاء اللہ سب کی سب جوان اور اچھے اچھے عہدوں پر سرکاری ملازمت میں متعین ہیں۔ اس لیے وہ تولیت کے عہدہ کو کوئی خاص اہمیت نہیں دیتے۔ ہاں سیّدنا حضرت محمود حسام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سب سے چھوٹا بچہ سیاست سے الگ تعلگ

تبلیغِ اسلام میں مشغول رہتا ہے۔ ہندوستان، پاکستان، سیلون، افریقہ، افغانستان اور
دیگر ممالکِ اسلامیہ میں ان کے مریدان کی تعداد روز بروز ترقی پر ہے۔ تبلیغ و اشاعتِ اسلام
وعظ، رشد و ہدایت ان کا محبوب ترین شیوہ و مشغلہ ہے۔ ان کے خود بیعت کردہ مریدوں
کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ ان کی کمالیت اخلاقِ حسنہ، اخلاص و مروت، سخاوت،
وجود کرامت و اتقا، زہد و ریاضت، شب بیداری، عبادت گزاری، معرفتِ الٰہی،
پابندیٔ شریعت وغیرہ کا شہرہ چار دانگ عالم میں گوشہ گوشہ پھیل رہا ہے، بلکہ پھیل چکا
ہے۔ فی الحال نا کتخدا ہیں۔ عمر تیس سال کے قریب ہے۔ ان کا اسمِ گرامی سیدنا و مولانا
شیخ المشائخ نقیب زادہ پیر سید محمد طاہر علاؤالدین دام ظلہٗ تعالیٰ ہیں۔ جن کے خصائلِ
حمیدہ اور فضائلِ رشیدہ کا تذکرہ خاندانِ گیلانیہ کے تحت مجمل طور پر کیا جاوے گا، کیونکہ
مفصل طور پر تو مضمون بہت طویل ہو جانے پر بھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اس سال یعنی ۱۳۸۰ھ
متولی الاوقافِ قادریہ اور نقیب الاشراف بغداد سید برہان الدین ابن السید
عبدالرحمٰن المحض القادری الگیلانی منتخب ہوئے۔ منجانب حکومتِ جمہوریہ عراقیہ
کے پیر ابراہیم سیف الدین الگیلانی بہت بیمار اور ضعیف ہیں اور پیر سید ہاشم
۱۱ رمضان ۱۳۷۹ھ وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فی الحال
نقابت اور تولیت سید برہان الدین گیلانی جسے پہلا سٹی مجسٹریٹ بغداد۔

سیدنا شیخ المشائخ حسیب النسیب الشریف حضرت عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلف الرشید حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کی اولاد جو نقیب الاشراف ہوئے

السید الشیخ عبدالرحمن فیض اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ: آپ سیدنا شیخ المشائخ محی الدین کی اولاد پاک سے ہوگزرے ہیں۔ سال ۱۳۱۲ھ میں فوت ہوئے۔ نہایت خدا رسیدہ اور شب بیدار کامل بزرگ ہوئے ہیں۔

السید الشیخ علی الکبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: آپ عائشہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ہیں۔ نقیب الاشراف اور مسلمانوں کے سردار ہوگزرے ہیں۔ صاحب کشف و کرامات اور فیوضات باطنی سے مالامال اور صاحب شریعت و طریقت تھے۔ ۱۲۸۱ھ میں فوت ہوئے۔

السید الشیخ حضرت عبدالعزیز صغیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن سید شیخ عبدالقادر صغیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جید عالم اور فاضل، صاحب مکاشفہ و مشاہدہ، کشف القلوب، نقیب الاشراف ہوگزرے ہیں۔ ۱۲۴۶ھ میں واصل بحق ہوئے۔

السید الشیخ حضرت محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ابن السید حضرت زکریا، نقیب الاشراف اور مسلمانوں کے سردار ہوئے ہیں۔ فیوض و برکات و کرامات میں لاثانی تھے۔ چنانچہ "تذکرہ غوثیہ" مصنفہ غوث علی شاہ قلندر پانی پتی نے بعنوان حج و زیارت جب کہ وہ بغداد شریف

بغرض زیارت حاضر ہوئے تھے۔ ریں ذکر کیا ہے۔ حضور ممدوح اس وقت حین حیات تھے اور آپ کے کمالات کی شہرت تمام دور دور کے ممالک تک پہنچی ہوئی تھی۔ یہ ورانی خاندان کے آخری نقیب تھے۔ کیونکہ ۱۲۵۸ھ میں بعارضہ ہیضہ وبائی مع دیگر کلہم افراد کنبہ کے وفات پا گئے۔ صرف ایک دختر سعیدہ زندہ بچی۔ جس کا مفصل حال صفحہ نمبر پر درج کیا گیا ہے۔ اس کے بعد خاندان رزاقیہ بغدادیہ کی نقابت و تولیت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

سیدنا الشریف حسیب النسیب حضرت عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلف الرشید سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی اولادِ پاک سے نقبائے و سجادہ نشینان

السید الشیخ صاحب التلوین والتمکین حضرت زین الدین ابن الشریف سیدنا محمد شرف الدین بن سیدنا شمس العارفین حضرت شمس الدین بن سیدنا صاحب السمو والسماحہ حسیب النسیب محمد التہاک ابن الشریف سیدنا الامام التقی المقتدی الاقطار الاعلیٰ لمنار المذہب الابریز حضرت عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہم بن حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی شیخ الکل سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز، مسلمانوں کے نقیب اور سرپرست ہوئے انھوں نے اپنی ساری جائداد درگاہ گیلانیہ اور مدرسۂ عبدالمجید کے لئے ماہ رجب ۹۷۸ھ میں وقف کر دی۔ آپ ۸۹۱ھ بغداد کے محلہ باب الشیخ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے زمانہ کے علمار سے علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کیے۔ گیلانی خاندان کے سرپرست اور رئیس تھے

اوقاف قادریہ کے متولی بھی تھے ۔ ۹۱۴ھ میں جب ایرانیوں نے بغداد کا محاصرہ کیا۔ تو آپ نے ایرانیوں کے خلاف اپنی حکومت اور شہر کو بچانے کے لیے بہت زیادہ کوشش کی ۔ پھر جب ۹۴۱ھ میں جب کہ ایرانیوں کے قبضہ سے بغداد کو عثمانی لشکر واپس لے رہا تھا۔ اس وقت بھی آپ نے عثمانی لشکر کی جان و دل سے امداد کی جس پر سلطنتِ عثمانیہ کو فتح نصیب ہوئی فاتح بادشاہ نے آپؒ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر شکریہ ادا کیا۔ چنانچہ اسی سال ۲۰ رمضان المبارک کو سلطان سلیمان عثمانی معہ اپنی فوج اور دیگر افسران اور مفتیِ مملکت کے جامع مسجد گیلانیہ میں حاضر ہوئے ۔ اور تمام علمائے بغداد کو طلب کیا اور بعد ادائے نماز عصر سند (نقابتِ الاشراف) آپ کو عطا فرمائی جو کہ ترکی زبان میں ہے جس کا ترجمہ حسبِ ذیل ہے :۔

مفخر السادات المکرم السید الشیخ زین الدین الگیلانی دام سیادتہٗ صحیح النسب سادات کی تصدیق و توثیق کرنے کے بعد شیخ زین الدین گیلانی دام برکاتہٗ کو نقابت الاشراف کی سند دیتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں کہ شیخ زین الدین گیلانی شہر بغداد کے نقیب الاشراف ہیں اور جو شخص صحیح النسب سادات نہ ہو ۔ اور نہ ہی اس کے پاس کوئی فرمانِ شاہی ہوگا وہ قوم کا سردار اور نقیب نہ سمجھا جائے گا ۔ جس شخص کے پاس نقابت الاشراف کی سند ہوگی وہی مستحق شاہی وظیفہ کا ہوگا ۔

دستخط السلطان غازی سلیمان خان قانونی

اس عثمانی سند کے بعد نقابت الاشراف کا سلسلہ جاری ہو گیا ۔ چنانچہ خاندان گیلانیہ

کے شمر خار سلسلہ بہ سلسلہ اس منصب جلیلہ پر فائز ہوتے چلے آرہے ہیں اور تقریباً ساڑھے
چار سو سال سے بلا انقطاع آج تک یہ سلسلہ جاری اور قائم ہے اور انشاء اللہ
تاقیامت جاری و ساری رہے گا۔ خاندانِ گیلانیہ کے صحیح النسب سادات ہونے کا
بہترین ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے؟

۲۔ السید الشیخ المشائخ حضرت ولی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن سید زین الدین حسن
مذکورہ بالا بڑے بلند پایہ عالم و فاضل تھے۔ فقیہ اور محدث اور صاحب کشف و کرامات
تھے ۱۰۳۰ھ میں بغداد شریف فوت ہوئے اور درگاہ گیلانیہ میں مدفون ہوئے۔

۳۔ سید الشیخ المشائخ حضرت نور الدین ابن سید الشیخ ولی الدین مذکورہ بالا (رضی اللہ
تعالیٰ عنہ)۔ بڑے عالم، متقی، پرہیزگار، قائم اللیل و صائم النہار تھے۔ اپنے دادا جان قدس
سرہ العزیز کی جامع مسجد گیلانیہ کے امام تھے۔ ۱۰۷۵ھ میں فوت ہوئے۔ اِنَّا
لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

۴۔ السید الشیخ المشائخ حضرت حسام الدین ابن السید الشیخ نور الدین رضی اللہ
تعالیٰ عنہما، زہد و ورع، تقویٰ اور توکل و رضا میں یکتائے دہر تھے۔ ۱۱۶۳ھ
میں آپ کا وصال ہوا۔

۵۔ السید الشیخ المشائخ حضرت محمد درویش بن حضرت حسام الدین مذکورہ بالا
رضی اللہ تعالیٰ عنہما، بڑے پاکیزہ خیال، اسم بامسمیٰ درویش صاحب حال زاہد و عابد،
شب زندہ دار ہستی تھے ۱۱۷۵ھ ہجری میں وصال ہوا۔

۶۔السید شیخ المشائخ زین الدین الصغیر بن حضرت محمد درویش صاحب مذکورہ بالا (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔ محدث اور فقیہ پاکیزہ خصلت، صاحب کرامت تھے۔ ۱۱۹۲ھ میں وصال ہوئے۔

۷۔السید الشیخ المشائخ مصطفیٰ ابن شیخ المشائخ زین الدین صغیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ فقیہ اور محدث، بلند پایہ عالم، شب بیدار، صاحب حال و مقام تھے۔ خلقت کو نیکی کی دعوت دیتے تھے۔ نقیب الاشراف تھے۔ ۱۲۰۱ھ میں فوت ہوئے۔

۸۔السید الشیخ المشائخ حضرت سلیمان بن شیخ المشائخ مصطفیٰ رضی اللہ عنہما فقیہ اور محدث اور عالم بے بدل تھے۔ نقیب الاشراف اور متولی الاوقاف قادریہ تھے۔ ۱۲۳۵ھ میں فوت ہوئے۔

۹۔السید الشیخ المشائخ مراد بن سید الشیخ المشائخ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ مسلمانوں کے سردار یعنی نقیب الاشراف اور متولی اوقافِ قادریہ تھے۔ محدث اور فقیہ، صاحبِ شریعت و طریقت ہر دل عزیز صوفی تھے ۱۲۶۸ھ میں فوت ہوئے۔

۱۰۔الشیخ المشائخ حسیب النسیب صاحب السمو والسماحہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نقیب الاشراف و متولی اوقافِ قادریہ مسلمانوں کے سردار، مرفع الحال، خوش خصال شمس العارفین سرتاج العاشقین ہوئے۔ آپ ۱۲۸۹ھ میں وصال ہوئے۔ ۱۲۶۱ھ میں اوقافِ قادریہ کے متعلق ایک شاہی فرمان حاصل کیا۔ پانچ پسران مندرجہ ذیل سیدنا شیخ المشائخ حضرت سلیمان[۱] نقیب الاشراف و سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبد الرحمن[۲] المحض

نقیب الاشراف و متولی الاوقاف اور سیدنا شیخ المشائخ حضرت زین الدین گیلانی و سیدنا شیخ المشائخ حضرت حسن گیلانی کابل والے اور سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالسلام گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم پیدا ہوئے۔ جو سب کے سب صاحب اقتدار اور کامل بزرگ اور صاحب اولاد ہوئے ہیں۔ نقابت اور تولیت کا حق ان میں سے صرف سیدنا سلمان اور سیدنا عبدالرحمٰن المحض ممدوح الذکر کے لیے اور بعدہٗ ارشد بارشد ان کی اولاد الاولاد کے لیے مخصوص ہے۔ پیری مریدی کا حق بھی ان ہی کو حاصل ہے۔ باقی کوئی بھی اس عہدۂ جلیلہ کا مستحق نہیں۔

۱۱۔ السید شیخ المشائخ حضرت سلیمان ابن السید الشیخ المشائخ علی النقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانانِ عالم کے سردار اور اوقافِ قادریہ کے متولی تھے۔ غازی سلطان عبدالحمید خان شہنشاہ ترکی آپ کا مرید تھا۔ اس کی جانب سے سب سے زیادہ مرتبہ حاصل تھا۔ ایک حوض اور ایک مسجد آپ نے بغداد کے محلہ الصنک میں بنوائی اور ان دونوں کے اخراجات کے لیے ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۱۳ھ میں کچھ جائداد بھی وقف کر دی۔

۱۲۔ السید شیخ المشائخ حضرت عبدالرحمٰن المحض بن سید الشیخ حضرت علی النقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما مسلمانانِ عالم کے سردار متولی الاوقاف قادریہ و مبلغ الطریقۃ القادریۃ العلیہ فی عالم الاسلامیہ اور حکومتِ عراق کے وزیر اعظم تھے۔ ۱۳۰۰ھ میں خلیفۃ الاعظم حضرتنا و مولٰنا السید الشیخ المشائخ غوث الاعظم دستگیر عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ نے بحالت خواب بشارت میں خلعتِ خلافت عطا فرمائی جس کی تصدیق اولیاء دہر جو اس مجلس باطنی میں حاضر تھے، نے فرمائی۔ سال ۱۹۱۹ء میں انگریزوں اور پبلک نے حکومتِ ملکِ عراق حضور

پیش کی۔ مگر آپ نے قبول نہ فرمائی۔ فرمایا، کہ میں غیر مذہب نصرانی کا عطیہ تو ہرگز قبول نہیں کروں گا۔ البتہ پبلک کی آرزو کو ملحوظ رکھتے ہوئے وزیر اعظم کا عہدہ اس مقصد براری کی امید پر قبول کرتا ہوں کہ شاید میری اندرونی کوششوں اور محنتوں سے غیر مسلم و غیر قوم نصرانیوں کی بنیادیں اس ملک سے اُکھیڑی جاسکیں۔ ان کے بے شمار بادشاہانِ اسلام اور نوابانِ شرق و غرب مرید اور معتقد ہیں۔ دیکھو انگریزی کتاب (A clash of Loyalties Mesopotamia War 1917 to 1920 By Sir Arnold Wilson. PAGE No. 336 To 340 volume 2) اور تاریخاتِ انوارات عراقیہ جزو اول مؤلفہ عبدالرزاق الحسنی۔

آنحضور کی کشش باطنی اور روحانی کا یہ اثر تھا کہ چھوٹے سے لے کر بڑے سے بڑے طبقہ کے لوگ عزت اور احترام سے دیکھتے تھے اور دل و جان سے معتقد و فرماں بردار تھے حضور کا دستِ مبارک خدمتِ اسلام و کارِ خیر کے لیے ہر وقت کھلا اور سخاوت کے لیے کشادہ تھا۔ بڑے بلند پایہ کے عالم، باعمل، مشرع، زاہد، متقی، خدا رسیدہ بزرگ ہوئے ہیں عالمِ اسلام میں کروڑوں کی تعداد میں حضور کے معتقد اور مرید ہوئے۔

۱۳۔ الشیخ المشائخ السید محمود حسام الدین ابن السید الشیخ المشائخ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہما نقیب الاشراف و متولی الاوقاف تھے۔ آپ کی خدمتِ عالیہ میں بھی انگریزوں اور عراقیوں نے حکومتِ عراق پیش کی۔ مگر قبول نہ فرمائی۔

پشتِ پا زن تختِ کیکاؤس را — سر بدہ از کف مدہ ناموس را

کے مصداق ۔ آپ کے حلقۂ مریدان میں بادشاہانِ اسلام اور نوابانِ ریاست کے علاوہ ہر طبقہ کے افراد شامل تھے۔

صاحبِ کشف و کرامت اور جذب و کشش تھے۔ متقی، شب بیدار، عالم باعمل، سخی اور غریب پرور تھے۔ جس انگریزی کتاب کا حوالہ پہلے دیا جا چکا ہے، اسکے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ رہ کر تمام ملکی اور سیاسی مذاکرات میں حصّہ لیتے تھے۔ بلکہ ان کی کبر سنی کے زمانہ میں دستِ راست تھے۔ چونکہ والدِ محترم کی وفات کے بعد نقابت اور تولیت کے یہی جائز وارث تھے۔ لہذا ان کی عینِ حیات میں ہی تمام بوجھ آپ نے اُٹھا لیا تھا۔ آپ ہمیشہ عامۃ المسلمین کی فلاح اور بہبود کی طرف بہت زیادہ توجہ فرماتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ آپ کا احترام ہر چھوٹے بڑے کے دلوں میں جاگزین تھا لہذا جس طرح آپ روحانی منازل طے فرما کر مقبولِ خدا بن چکے تھے۔ اسی طرح محبوبِ خلائق بھی تھے۔

۱۴۔ السیّد ہاشم محمود ابن السیّد شیخ المشائخ عبدالرحمٰن نقیب الاشراف رضی اللہ تعالیٰ عنہما بڑے مؤحد، خدا پرست، رحم دل، نیک سیرت، عابد و زاہد، ہمہ صفت موصوف تھے۔ ۱۹۳۶ء تا ۱۹۴۱ء بعہدہ نقابت سرفراز رہے۔

۱۵۔ السیّد رشید الگیلانی ابن سید عبدالوہاب رضی اللہ عنہما۔ آپ متولی الاوقاف بہت باوقار، مدبّر، سیاسی سوجھ بوجھ رکھنے والے ہیں۔ قومی غلامی کے سخت مخالف ہیں۔ ایک کافی عرصہ وزارتِ عظمیٰ مملکتِ عراق کے عہدہ پر ممتاز رہ چکے ہیں۔ حکومت

ہمیشہ ان سے اہم معاملات میں مشورہ لیتی رہتی ہے۔ چونکہ قومی ہمدردی کا جذبہ ان میں بہت زیادہ ہے۔ لہذا پبلک آپ کی گرویدہ ہے۔ قطع نظر آپ سیاسی شعور کے مالک متشرع متقی پرہیزگار خدارسیدہ ہستی ہیں۔

۱۶۔ السید احمد عاصم ابن السید الشیخ عبدالرحمٰن النقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ ۱۹۴۱ئہ سے ۱۹۵۳ئہ تک نقیب الاشراف رہے ہیں۔ نقابت کا عہدۂ جلیلہ آپ کے سپرد کردیا جانا آپ کے زہد و اتقاء، ریاضت و مجاہدہ اور خدارسیدہ ہونے کی واضح دلیل ہے۔ آپ ایک عرصہ تک تبلیغ طریقۃ القادریۃ العظمیٰ میں مصروف رہے۔ آپ کا حلقۂ مریدان کافی وسیع ہے۔ گورنر جنرل پاکستان غلام محمد خان کی دعوت پر ۱۹۵۳ئہ میں پاکستان تشریف لاکر شاہی مہمان رہے۔ جب دو ماہ کے بعد واپس بغداد شریف تشریف لے گئے۔ تو ایک ہفتہ کے بعد وصال فرما گئے۔

۱۷۔ السید ابراہیم سیف الدین ابن السید مصطفیٰ ابن السید الشیخ سلیمان النقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجودہ نقیب الاشراف ہیں۔ آپ اپنے بزرگان کے طریقہ پر زہد و ریاضت میں مشہور ہیں۔ طریقہ قادریہ العظمیٰ کی نشر و اشاعت اور تبلیغ و ہدایت میں کوشاں رہتے ہیں۔ خدارسیدہ بزرگ ہیں۔ بسلسلۂ تبلیغ و اشاعت کافی سے زیادہ عرصہ بمبئی میں اقامت پذیر رہے اس لیے ہندوستان میں عام طور پر اور شہر بمبئی میں خاص طور پر پیر ابراہیم بمبئی والے پیر کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا حلقۂ مریداں کافی وسیع ہے جو لاکھوں کی تعداد میں ہے +

اعیانِ قادریہ جیلانیہ بغدادیہؓ

سیّد عبد السلام گیلانی بن سیّد علی النقیب رضی اللہ عنہما:

آپ اپنے زمانہ کے بہت بلند پایہ صُوفی اور موحد ہُوئے ہیں۔ بڑے صاحب کرامت ہُوئے۔ افغانستان اور ہندوستان میں اکثر آپ کا ورود و قیام رہا۔ آج کل بھی بلوچستان میں ایسے لوگ ملتے ہیں جنھوں نے آپ کا زمانہ اور ظہور و کرامات بچشم خود دیکھی ہیں آپ کے ساتھ ایک بھیڑیا اور ایک بکرا تھا، جن کو یکجا باندھا جاتا تھا اور یکجا ہی کھاتے پیتے تھے کیا مجال بھیڑیے کی کہ بکرے کو ایذا پہنچائے۔ طالبانِ حق اور علمائے کرام کی بہت عزت کرتے تھے۔ فیوضاتِ باطنی کے عطا کرنے میں فراخ دلی سے کام لیتے تھے۔ چہرہ مبارک پر ایسا رُعب جلال تھا کہ کسی کو یارائے گفتگو نہ تھا۔ آپ محبوب خلائق تھے۔ افغانستان اور بلوچستان میں بے شمار مُرید اب بھی پائے جاتے ہیں۔

السیّد پیر سیّد حسن گیلانی نقیب آف کابل بن سید علی النقیب بغداد:

آپ افغانستان میں طریقۂ قادریہ کے سربراہ تھے اور اپنے زمانہ کے مشہور و معروف کامل فقیر اور صاحب تصرف تھے۔ بچہ سقہ نے جب افغانستان میں اپنی حکومت قائم کی تو حکومت کو سنبھالنے کے لیے آپ سے اس نے التجا کی۔ کہ تخت و تاج سنبھالیے۔ مگر آپ نے فرمایا کہ حقیقی بادشاہی پہلے ہی ہمارے پاس ہے۔ ہمیں ایسی فانی بادشاہی کی ضرورت نہیں۔

نقیب زادہ سیّد عبد الرزاق بن سیّد سلیمان النقیب رضی اللہ

تعالیٰ عنہ:

آپ اعلیٰ درجہ کے عالم، فاضل، متقی، پرہیزگار، سخی اور مخیّر تھے۔ لوگوں میں درس و تدریس کا شوق بڑھانے اور طریقۂ قادریہ کی تبلیغ و اشاعت میں کافی سے زیادہ کوشاں رہتے تھے۔

سیّد عبدالقادر گیلانی بن سیّد عبداللہ دام ظلّہ العالی:

آپ نیک سیرت، مسلمانانِ عالم کی بہتری اور بہبودی کی فکر میں رہتے ہیں۔ اس وقت حکومتِ عراق کی طرف سے پاکستان میں سفیر ہیں۔

نقیب زادہ سیّد جمال الدین گیلانی دام ظلّہ العالی ابنِ ارشد سیّد پیر محمود حسام الدین نقیب الاشراف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

آپ کا اسمِ گرامی کسی تشہیر و تشریح کا محتاج نہیں۔ تمام اقصاءِ عالم بخوبی واقف ہے آپ اپنے والدِ مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد نقابت اور تولیت کے حقیقی مستحق ہیں۔ چونکہ آپ نے مستقل طور پر اپنی رہائش و قیام عرصۂ بعید سے شہر بمبئی (انڈیا) میں کر لیا ہوا ہے۔ اور یہاں کی آب و ہوا اور رہائش کو بمقابلہ بغداد شریف ترجیح دیے ہوئے ہیں اور ساتھ ہی آپ کی دو منکوحہ بیویاں ایک ہزہائنس جنرال سر شجاع الملک کی دختر بلند اختر اور دوسری شان اعظم آف قلات نواب خداداد خاں کی نورِ نظر اپنے پیدائشی وطن کو محبوب خیال فرمائے ہوئے ہیں۔ کی خواہش کو ملحوظِ خاطر فرماتے ہوئے بمبئی کو خیرباد کہنا مناسب نہ سمجھا۔ نیز بوجہ کبر سنی بینائی بھی کمزور ہو چکی ہے۔ لہٰذا بوجوہاتِ بالا عہدۂ نقابت

اور تولیت کو پس پشت ڈال کر اس ذمہ داری سے معذرت چاہی اور بدستور بمبئی میں مقیم رہے۔ آپ نے اپنی عمر کا بہت زیادہ حصہ افغانستان، ہندوستان، پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک اسلامیہ میں طریقہ قادریہ العظمی کی تبلیغ اور اشاعت میں گزارا ہے۔ اس لیے آپ کے مریدوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور صاحب کشف و کرامت ہیں اور بہت بلند پایہ کے صوفی اور مؤحد ہیں۔ آپ کی محفل و مجلس میں بجز ذکر و تسبیح الٰہی کے کسی کو یارائے گفتگو نہیں۔ مگر کسی خاص ضرورت کے نہایت مختصرانہ اور مؤدبانہ آپ کا صاحبزادہ سید معظم الدین اپنے ننھیال کے پاس چترال میں تشریف فرما ہیں۔ خدائے تعالیٰ تصدقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بطفیلِ غوث پاک عمر دراز بخشے اور علم و عمل میں کامیاب فرمائے۔

نقیب زادہ سید علی کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ بن سید شیخ المشائخ پیر محمود حسام الدین نقیب الاشراف رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ ماشاءاللہ اسم بامسمیٰ ہر شعبہ میں کامل اور اکمل ہونے کے علاوہ بزرگاں کے آداب اور قواعد کو ملحوظ رکھنے والے مدبر اور نہایت سمجھ بوجھ رکھنے والی ہستی ہیں۔ اندازہ لگائیں کہ جب ان کے برادر بزرگ پیر سید جمال الدین صاحب کی خدمتِ عالیہ میں بعد وصال والدِ مکرم عہدۂ نقابت و تولیت پیش کیا۔ تو آپ نے بوجوہات متذکرۃ الصدر قبول نہ فرماتے ہوئے یہ عہدہ جلیلہ ان ہی کے سپرد کر دیا۔ کیونکہ حقیقتہً یہی مستحق اور یہی لائق ہیں۔ مگر آپ کی فراخدلی اور ادب شناسی کا یہ عالم کہ فرمایا: کہ جبکہ ہمارے چچا حقیقی

سیّدنا احمد عاصم اور مسعود ہاشم دام ظلہ التعالیٰ بعرصۂ حیات موجود ہیں اور ہر صورت میں قابل ہیں تو ان کی موجودگی میں میرا اس عہدہ کو سنبھالنا خلافِ ادب اور نامناسب ہے لہٰذا ایسا عہدۂ جلیلہ جس کا ہر کس متمنی ہوتا ہے، محض شرم و ادبِ بزرگان کو ملحوظ رکھتے ہوئے قبول نہ فرمایا اور سیدنا ہاشم مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کا سایہ تا قیامت ہم سب کے سروں پر قائم رکھے۔ آمین!

نقیب زادہ سیّدنا احمد ظفر القادری الگیلانی دام ظلہ العالی بن سیّدنا شیخ المشائخ محمود حسام الدین مرحوم نقیب الاشراف رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

نہایت پاکیزہ سیرت، نیک خصلت، غریبوں اور محتاجوں کے حامی اور ہر مسلمان کا خیال رکھنے والے ہیں۔ اس کے علاوہ رحم دل، خدا ترس، مدبر اور حق شناس ہیں۔ خاندان گیلانیہ اور اعیانِ قادریہ اہم امور میں ان سب سے مشورہ طلب کرتے ہیں اور آپکے فرمان پر آمین پکارتے اور لبیک کہتے ہیں۔ اور آپ کی قدر و منزلت کرتے اور تعظیم بجا لاتے ہیں۔ کیونکہ نجیب الطرفین اور کریم الابوین ہیں۔ حق نقابت و تولیت میں ہر نوع سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ حکومت عراق کی طرف سے سیاسی نمائندہ مرکز اور قونصل کبیر جمہوریہ عربیہ موجودہ متعین ہیں۔ اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار ہیں۔

نقیب زادہ سیّد عبدالرحمٰن المحض الگیلانی الثانی دام ظلہ التعالیٰ بن سیّدنا شیخ المشائخ پیر محمود حسام الدین نقیب الاشراف مرحوم

ماشاء اللہ نوجوان اور مذہبی اور سیاسی معاملات میں کامل شعور رکھتے ہیں مسلمانوں

کے ہمدرد اور دلی خیر خواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تا ابد قائم رکھے۔

نقیب زادہ یوسف ضیاء الگیلانی دام ظلہ التعالیٰ بن سیّدنا شیخ المشائخ محمود حسام الدین نقیب الاشراف مرحوم:

بہر نوع ایک برگزیدہ ہستی اور خیر خواہ اسلام ہیں۔ اسلام کے دل دادہ اور بزرگان کے طریقہ پر قائم ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کا سایہ تا ابد دراز فرماوے۔

نقیب زادہ شیخ المشائخ پیر طاہر علاء الدین دام ظلّہٗ لعالیٰ و فیوضہ ابن سید شیخ المشائخ سیّدنا محمود حسام الدین نقیب الاشراف مرحوم:

پہلی بار ایک نو وارد یا اجنبی جب آپ کا دیدار فرحت آثار حاصل کرتا ہے۔ تو وہ آپ میں خلقِ محمدی کی تمام صفتیں اور جمالِ یوسفی کی تمام رعنائیاں پاکر اپنی ہستی، رتبہ، جاہ و منزلت، حیثیت غرضکہ سب کچھ فراموش کر کے ہمہ تن آپ کے جمالِ دلپذیر میں محو ہو جاتا ہے۔ آپ کی محبّت آمیز باتوں اور دکھ درد کی پوچھ گچھ سے ایسا محسوس کرنے لگتا ہے کہ واقعی درد و غم غلط کرنے والا اور ظلمت یاس کی بجائے نور آس کی شعاعیں بخشنے والا ندیم عظیم مل گیا ہے۔ چنانچہ جس کسی کو بھی آپ سے شرف ملاقات حاصل ہو جاتا ہے۔ وہی گرویدہ ہو کر رہ جاتا ہے۔

آپ کا خلقِ عظیم میں خاص تاثر ہے کہ ہر ملاقاتی یہی خیال کرتا ہے کہ آپ کی توجہات اور مہربانیاں اس کے ساتھ ہی بیش از بیش ہیں۔ اس کے علاوہ باطنی طور پر وہ اپنے اندر ایک حلاوت قلبی محسوس کرتا ہے۔ بدیں وجہ اس کی طبیعت کا رجحان خود بخود ایک دو

ملاقاتوں میں ہی مختصر قیل وقال کے بعد خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور محبت الٰہی جوش مارنے لگتی ہے۔ جبکہ وہ حضور کا مرید ہو کر نماز اور وظائف طریقۂ قادریہ کی طرف رجوع کر جاتا ہے۔ غرضکہ آپ کی زیارت باسعادت ہی غافل دلوں کے لیے تازیانہ کا کام کرتی ہے۔

آپ نوخیز حسین ترین جوان ہیں۔ عمر ۳۰ سال کے لگ بھگ ہے۔ شادی کے متعلق بڑے بڑے رؤساء و نوابان و بادشاہوں کی طرف سے پیغامات موصول ہوتے رہتے ہیں۔ مگر سب کو جواباً یہی فرماتے ہیں: کل امر مرھون باوقاتھا۔ حبیب اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا۔ تب اس معاملہ پر غور کیا جاوے گا۔ مزید براں متقی، پرہیزگار، عبادت گزار، شب بیدار، شریعتِ محمدیہ کے سخت پابند ہیں، راستی پسند ہیں صدقِ مقال و اکل حلال کی پُرزور تلقین فرماتے ہیں۔ آپ کے طرزِ عمل پر کسی معترض کو اعتراض کرنے کا موقع نہیں مل سکتا۔ آپ کی تعلیم کا لب لباب معرفتِ خداوندی، اتباعِ شرعِ محمدی ہے اور عشقِ ذاتِ الٰہی اور محبتِ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ الامجاد حضور پاک قدس سرہ العزیز پیدا کرتا ہے۔ حاجت مندوں کے آپ حاجت روا ہیں۔ السلام علیکم کہنے میں آپ ہمیشہ ابتدا فرماتے ہیں۔ مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ مگر دست بوسی کو محض صغر سنی کی وجہ سے پسند نہیں فرماتے۔ سجدۂ تعظیم وغیرہ بدعات کو کفر سمجھتے ہیں اور ایسا فعل کرنے والے کو زندیق کے لفظ سے پکارتے ہیں۔ ایفاءِ عہد کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ عہد شکن کو بہت برا جانتے ہیں۔ مریدوں اور سالکوں کی تکالیف

اور گزارشات کا خاص دھیان رکھتے ہیں۔ ہر ایک کے خط کا جواب اور تکالیف کا حل بذریعہ ڈاک ارسال فرماتے رہتے ہیں۔ تعویذ اور وظائف بھی لکھ بھیجتے ہیں۔ آپ کے مریدان کا حلقہ ابھی سے اتنا وسیع ہے کہ ہر ملک اور ہر طبقہ اور ہر حیثیت کے لوگ اس میں شامل ہیں۔ آپ مجدد طریقۃ القادریۃ العظمٰی ہیں۔ کیونکہ اپنے جد امجد حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے قدم بقدم تبلیغ واشاعت اسلام کی طرف حد سے زیادہ توجہ فرما رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں ماسوائے کتاب ہذا کے کئی ایک کتابیں مثلاً شجرہ ہائے قادریہ محبوب سبحانی، تحفۃ الطاہریہ فی الاوراد القادریہ اور "A Life Sketch" وغیرہ شائع کرا کر ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم فرمائی ہیں۔ غرضیکہ طریقۃ القادریہ العظمٰی البغدادیہ اور خاندانِ گیلانیہ کو روشن کرنے والے اور چار چاند لگانے والے ہیں۔ جس طرح حکومتوں کی طرف سے دیگر ممالک میں سفیر کام کرتے ہیں، اسی طرح حضرت غوث الاعظم جیلانی قدس سرہٗ کی طرف سے تمام مخلوق کے لیے یہ سفیر اکبر ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تا ابد حضور کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے اور آپ کی خیر و برکات ہمیشہ جلوہ ریز رہیں۔ آپ نے سیلون میں شہر کولمبو کے اندر اپنی اسلامی خدمت فرما کر ایک یتیم خانہ کا اجرا کیا ہے۔ جس کے آپ تا قیام یتیم خانہ مذکور صدر الصدور رہیں۔

یاد رہے کہ ہر شش صاحبان مذکورۃ الصدر تا حقیقی برادران سیدنا شیخ المشائخ حضرت پیر محمود حسام الدین نقیب الاشراف والسادات و متولی الاوقاف مرحوم کے فرزند

ارجمند اور سیدنا شیخ المشائخ علی النقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پوتے سب کے سب
پاکیزہ سیرت و صورت نور علیٰ نور منظور خلائق و مقبول رب العلیٰ برگزیدہ ہستی کے مالک
ہیں۔ نقیب زادہ کا متبرک لفظ انہی کے اسمائے گرامی کے ساتھ شامل ہوتا ہے۔ ان کی ہمشیرہ
صاحبہ سیدنا شیخ المشائخ پیر ابراہیم سیف الدین القادری الگیلانی نقیب الاشراف موجودہ
دام ظلہ التعالیٰ بن سیدنا حضرت مصطفیٰ مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجِ مطہرہ ہیں۔
ان کے بطن سے سیدنا صاحبزادگان شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ ماشاء اللہ نوجوان اور بلند پایہ
ہستی ہیں۔ عاجزانہ دعا ہے کہ:

الٰہی بختِ شاں بیدار بادا ہمیشہ دین و دولت یار بادا
گلِ اقبالِ شاں دائم شگفتہ بچشمِ حاسداں بس خار بادا

سیدنا نقیب زادہ محمد مجد الدین گیلانی دام ظلہ العالی بن سیدنا شیخ
المشائخ حضرت عبدالرحمٰن نقیب الاشراف رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

نہایت پاکیزہ خصلت، نیک نہاد، عبادت گزار، مسلمانوں کے خدمت گزار،
ادب پرور ہیں۔

سیدنا عبدالقادر بن سید منصور گیلانی بن سید صفاء الدین دام ظلہ العالیٰ:
نہایت پاکیزہ خصلت، نیک سیرت اور صالح ہیں۔ المرشد سیدنا سید طاہر علاؤ الدین
گیلانی دام ظلہ العالیٰ کے خلیفہ ہیں۔ ہمیشہ ذکر و فکر میں رہتے ہیں ان کے مریداں بغداد اور
لبنان میں بکثرت ہیں۔

سیّد ناصر الدین بن سیّد صفاء الدین ابن سیدنا شیخ المشائخ عبدالرحمن نقیب الاشراف، دام ظلہ التعالیٰ:

بڑے صاحب اثر ہستی ہیں۔ خیر و نیکی و اصلاح کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ طریقۃ القادریہ کی تبلیغ و اشاعت میں ہمیشہ مستعد و سرگرم رہتے ہیں۔

سیّد احمد گیلانی دام ظلہٗ ابن سیّد رشید بن عثمان ۔ آپ نیک سیرت اور نیک خصلت ہیں۔ تقویٰ اور پرہیزگاری اور سخاوت آپ کے کردار کی نمایاں خصوصیت اور واضح حقیقت ہے۔

آل زکریا

سیّد محمد گیلانی بن سیّد عبداللہ بن سیّد احمد (آل سیّد زکریا) رضی اللہ تعالیٰ عنہم

آپ پاکیزہ خصلت، زاہد شب بیدار، اپنے زمانہ کے صوفی طریقۃ القادریہ کے مبلغ اور صاحب زہد و ورع اور زہد و تقویٰ ہوئے ہیں۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

سیّد محی الدین بن سید عبدالرزاق بن سید خضر الگیلانی (آل سید زکریا) دام ظلہ

نیک طینت، خدا پرست، سخی، غریب پرور، ذکر و فکر میں شاغل، خدا رسیدہ، صاحب کشف و کرامات ہیں مسلمان کی بہتری میں کوشاں رہتے ہیں۔

آل مراد

سید حیدر بن سید کامل بن سیّد عبدالوہاب (آل مراد) دام ظلہ العالی

آپ خضر سیرت، تعلیم یافتہ، حکومتِ عراق کی جانب سے اعلیٰ عہدہ پر ممتاز، خدا

پرست، عبادت گزار، غریب پرور مشہور ہیں۔

آلِ خمیس

سیّد محمد صالح الگیلانی دام ظلّہ، بن سیّد حامد بن سیّد محمد صالح بن خمیس بن سیّد مصطفیٰ :

آپ نیکی، زہد و اتقا کا جذبہ رکھنے کے علاوہ سخی اور غریب پرور ہیں۔

سیّد عاصم گیلانی دام ظلّہٗ بن سیّد توفیق بن سیّد حامد بن سیّد محمد صالح بن آل خمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

نیک سیرت، مسلمان قوم کے خدمت گزار، پابندِ شریعت، حامیٔ اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں۔

نوٹس

دربارِ عالیہ حضرت سیدنا شیخ المشائخ غوثِ اعظم دستگیر کے کلید بردار اور چاؤش
ہمچنیں قسم کے دیگر افراد بعض اوقات آپ کی خدمت میں آتے ہیں اور اپنے آپ کو
خاندانِ گیلانیہ بغدادیہ کے اولادِ پاک کے افراد بلکہ حضور شیخ المشائخ سیدنا حضرت عبدال
اور عبدالوہاب صاحبان رضی اللہ عنہما کی اولاد سے بذریعہ تقریر و تحریر ظاہر کرکے بلکہ
مطبوعہ شجرۂ انساب پیش کرکے خدمات لیتے اور نذرانے وصول کرتے ہیں۔ چنانچہ اس خاند
ثبوت کے لیے خود ساختہ شجرہ ہائے انساب پیش کرتے ہیں۔ ان کا یہ فعل کذب پر مبنی
اور حقیقۃً لغو اور بے معنی ہوتا ہے۔ یہ لوگ محض دربار پاک کے خادم ہوتے ہیں اور خاند
گیلانیہ سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ دربارِ عالیہ غوثیہ کے جملہ حقوق حضور غوث الاعظم
دستگیر رضی اللہ عنہ کے فرزند رشید صرف سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالعزیز صاحب مرحوم
رضی اللہ عنہ کی اولادِ پاک کے حق میں محفوظ ہیں۔ اور انھی میں سے نقباء اور متولیاں نسلاً بعد نسلٍ
و ارشد بہ ارشد اس عہدۂ جلیلہ پر فائز چلے آرہے ہیں۔ خاص طور پر جب حضرت سیدنا عبدالرز
صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولادِ نرینہ واقع بغداد بمشیتِ ایزدی ملک بقا کو سدھار
اور صرف ایک بی بی پاکدامن کے سوائے اور کوئی زندہ نہ رہا تو جائداد متروکہ کے متعلق بادشاہ
وقت کا فرمان جاری ہوا کہ جس صاحب سے یہ بی بی برضا و رغبت خود نکاح کرے گی وہی نقیب الاشرا

اور متولیٔ دربارِ غوثیہ کے مراتب جلیلہ کا، اور جائدادِ متروکہ کا مستحق ہوگا اور بعد از وفات اس
بی بی صاحبہ کے بطن سے جو فرزند اکبر پیدا ہوگا۔ وہی اور من بعد بھی اسی صورت سے نسلاً
بہ نسلاً وارشد بارشد تا قیامت یہ عہدۂ جلیلہ وجائداد متروکہ منتقل ہوتا چلا جاوے گا۔
چنانچہ اس بی بی صاحبہ نے حضرت شیخ المشائخ سیدنا السمو والسماحۃ پیر علی القادری
الگیلانی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کیا۔ اور ان کے بطن سے شیخ المشائخ حضرت سیدنا
پیر عبدالرحمٰن صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ بعد از وصال والدِ بزرگوار سیدنا
حضرت علی القادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جائدادِ متروکہ کے مالک اور نقابت اور تولیت
کے حقدار ٹھیرے۔ جو بوجہ نکاح اپنی والدہ مرحومہ کی طرف سے بفرمانِ شاہی حاصل ہوئی
تھی۔ نیز حضرت سیدنا عبدالوہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد ہی نہیں ہے اور عبدالرزاق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولادِ پاک سے کوئی فرد بغداد شریف میں اب سکونت پذیر نہیں ہے
ایسے لوگ محض طمع نفسانی اور طلب زر کے لیے دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے سادہ
لوح معتقدانِ حضرت غوث الاعظم دستگیر قدس سرہٗ کو لوٹتے پھرتے ہیں اور بسا اوقات
خود کو سجادہ نشین اور متولی الاوقاف اور نقیب الاشرافِ دربارِ غوثیہ بغدادیہ کے متبرک
الفاظ کو اپنے لیے استعمال کرنے سے نہیں جھجکتے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر قصبہ بہ قصبہ، قریہ بہ قریہ
شہر بہ شہر بازار بازار گھومتے پھرتے ہیں اور نذرانے وصول کرتے پھرتے ہیں۔ حالانکہ
نقیب الاشراف اور سجادہ نشینان اور متولیانِ دربارِ غوثیہ کا مرتبہ اور شان وشوکت اور
حالات ظاہری بھی رباطنی تو درکنار) شاہانِ زماں اور نوابینِ دوراں سے کم نہیں ہوتی۔

بلکہ عوام الناس بادشاہان وقت سے اس قدر نہیں دبتے، جتنا کہ ان خاندان گیلانیہ بغداد
کے عالم باعمل اور مشہور سید گیلانی سے ڈرتے ہیں اور ان کے حکم پر جان و مال قربان کر
نجات دارین سمجھتے ہیں۔ چونکہ یہ کلید بردار وچاؤش وغیرہ حالات دربار غوثیہ و غ
ممالک کے راہ و رسم سے واقف ہوتے ہیں۔ لہذا وضع قطع غریبوں سی بناکر اور دلیسی
طرز گفتگو استعمال کر کے معتقدان و محبان غوث پاک سے ناجائز طور پر رزق کماتے پھر
ہیں۔ ایسے لوگوں سے ہوشیار رہنا چاہیے۔

ایسے ہی ایک انگریز لارنس نامی جاسوس عربی لباس میں ملبوس پیری کا مدعی بن کر
مطلب برادی اور سراغرسانی کی خاطر پیری مریدی کا سلسلہ چلاتا رہا۔ چنانچہ اب بھی اس
شاگردان بدستور اس کے نقش قدم پر کارفرما ہیں۔ ان کے حالات سے خبردار رہنا چاہیے

علاوہ ازیں ایسے اشخاص بھی بغداد شریف جیسی متبرک جگہ پر پائے جاتے ہیں۔
حضور پرنور مرشدنا و مولانا و سیدنا شیخ المشائخ نقیب زادہ پیر طاہر علاؤ الدین القادر
الگیلانی مدظلہ التعالیٰ کی روزافزوں ترقی و ظہور رکوہ بش دیکھ کر آتش حسد و بغض میں جل بھن
یہ روش اختیار کیے ہوئے ہیں کہ حضور ممدوح کی عدم موجودگی در بغداد کے دوران میں
کئی ایک ناجائز طریقوں سے خطوط مرسلہ محبان و مریدان و مستفسران آنحضور کو وصول
کر لیتے ہیں اور پڑھ دیکھ کر غائبانہ طور پر ان کے جوابات اپنے آپ کو حضور ممدوح کے
جانشین یا فرزند اکبر ظاہر کر کے مخلصانہ طور پر بعد دعائے ترقی درجات عریضہ نویسوں
نام جوابا ارسال کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ حضور ممدوح دام ظلہ التعالیٰ کو حاکم بدہن نعوذ باللہ

فوت ہو جانا ظاہر کر کے اپنے آپ کو آپ کا فرزند اکبر کہنے سے گریز نہیں کرتے ۔ تاکہ سادہ لوح معتقدوں کو دام تزویر میں لا کر اعتقاد سے روگرداں کیا جا سکے اور ناجائز فائدہ اٹھایا جا سکے ۔ حضور ممدوح تو تاحال نا کتخدا ہیں ، چہ جائیکہ فرزند اکبر یا اصغر ۔ فلعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔ ایسے موصولہ خطوط کا جواب ہرگز نہ دینا چاہیے ۔ بلکہ ممکن ہو تو حضور ممدوح کی خدمتِ عالیہ میں ان کی جائے قیام پر ان کو ملفوف کر کے ارسال کر دینا چاہیے ؛

وما علینا الا البلاغ

باب چہارم

مدرسہ و جامع مسجد گیلانیہ

کا

مختصر حال

حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز اور آپ کا مدرسہ

ابن تغری ہروی نے نجوم الزاہرہ میں، ابن جوزی نے منتظم میں، حافظ ذہبی نے تاریخ کبیر میں اور ابن رجب حنبلی نے طبقات میں، ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں، اور ابن جوزی کے پوتے نے مرآۃ الزمان میں اور محب الدین ابن نجار نے تاریخ بغداد میں اور عبدالوہاب شعرانی نے طبقات الکبریٰ میں اور سمعانی نے انساب میں، اور شطنوفی نے بہجۃ الاسرار میں اور تادفی نے قلائد الجواہر میں اور شیخ یٰسین خطیب العمری نے غایۃ المرام تاریخ بغداد دار السلام میں اور شمس الدین سامی نے قاموس میں اور بستانی نے دائرۃ المعارف اور موسوعۃ الاسلامیہ میں جو کہ فرانسیسی زبان میں ہے، جس کا ترجمہ استاد سید ناصر گیلانی رضی اللہ عنہ نے کیا ہے، علاوہ ازیں دیگر محققین اور تاریخ دانوں نے بالاتفاق بلا شک و شبہ بیان فرمایا ہے کہ سیدنا محبوب سبحانی، غوث صمدانی، شیخ الکل حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز ۴۷۰ھ میں پیدا ہوئے اور اٹھارہ سال کی عمر میں حصول تعلیم کے لیے بغداد تشریف لائے۔ اس وقت خاندان عباسیہ سے المستنصر باللہ خلیفہ تھے آپ کا نسب حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ابن ابی طالب سے ملتا ہے۔ یہ بھی ذکر کیا ہے کہ آپ شیخ العراق کے لقب سے مشہور تھے۔ عالم باعمل تھے۔ علم و عمل دونوں کے جامع تھے افتاء اور درس و تدریس وعظ و نصیحت آپ کا مشغلہ تھا۔ مغرب و مشرق میں

آپ کی شہرت تھی۔ ۵۱۳ھ میں آپ باب الانوج کے مدرسہ میں مدرس مقرر ہوئے۔ جو کہ آپ کے استاد حضرت سعید مخزومی نے یہ مرکزِ تدریس آپ کے سپرد کر دیا۔ آپ وعظ فرماتے اور عوام الناس کو رشد و ہدایت کی دعوت دیتے تھے۔ سامعین و حاضرین کی کثرت سے مدرسہ کی عمارت تنگ اور ناکافی ہونے لگی۔ تو آپ بغداد کے شہر پناہ کے پاس اس مسافر خانہ میں وعظ فرمانے لگے جس کی تعمیر ۵۲۸ھ میں ہوئی۔ آپ کی ذات بابرکات کثیر مخلوق کی مرجع تھی۔ یہاں تک کہ ۵۶۱ھ میں رحلت فرما گئے۔ اور باب الازج جو اب باب الشیخ کے نام سے مشہور ہے کے مدرسہ میں مدفون ہوئے۔

جامع مسجد گیلانیہ

۹۱۱ھ کا واقعہ ہے کہ جب وقت عجمی بغداد پر قابض ہو گئے تھے۔ اور حکومت کی عدم توجہی سے حضور قدس سرہ العزیز کے مزار اور قبہ اور مدرسہ اور تکیہ کی حالت بہت خراب قابلِ مرمت ہو گئی تھی۔ چنانچہ شاہ سلیمان والی ترکی نے عجمیوں پر حملہ کر کے ملک فتح کر لیا۔ اور شہر بغداد پر قابض ہو گیا۔ جب مسجد اور خانقاہ کی یہ حالت دیکھی تو ایک لاکھ دینار ان کی مرمت کے لیے دیا اور حکم جاری کیا کہ مسجد کا بلند قبہ عمارت کی شکل میں تعمیر کرایا جاوے اور ایک مکان فقراء مساکین کے ٹھہرنے کے لیے بھی بنایا جاوے۔ چنانچہ اس کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ پھر اس کے بعد سلطان مراد ثالث نے ۹۸۴ھ میں حضور غوث الاعظم گیلانی قدس سرہٗ کی مسجد کی مرمت و تجدید کرائی اور سنان پاشا انجینئر کے ہاتھوں یہ کام

پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ بڑا مینارہ جو مسجد کے پوربی (شرقی) دروازہ کے قریب ہے۔ اس کی تعمیر ۹۰۴ھ میں ہوئی درج ہے۔ چنانچہ اس کی تعمیر کی تاریخ ایک پتھر پر کندہ ہے۔ جو مینارہ کی دیوار میں لگا ہوا ہے عبارت مندرجہ ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

للہ الشکر غفر ذنوبہ سعیٰ بہمافی غرہ محرم الحرام ۹۰۴ھ۔

علاوہ ازیں محمد رضا خوشنویس کے ہاتھ کا لکھا ہوا پتھر دیوار میں نصب ہے: جس کی عبارت یہ ہے:

"امر اللہ تعالیٰ وتقدس اس پاکیزہ اور مقدس عمارت کی تعمیر کے لیے سلطان غازی سلیمان خاں نے ۹۴۱ھ میں حکم نافذ کیا اور تعمیل حکم ہوئی پھر ۱۱۲۳ھ میں سلطان غازی احمد خان بن سلطان غازی محمد خاں نے اس کی تجدید کی۔"

۱۲۸۱ھ میں سلطان عبد العزیز کے عہد میں قادریہ کے سجادہ نشین سید علی ابن سید سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پھر از سر نو اس مسجد کی تعمیر کرائی جو ایک نہایت اعلیٰ پیمانہ پر معرض وجود میں آئی۔ ۱۳۱۸ھ میں موجودہ تعمیر و مرمت حضرت سید عبد الرحمٰن نقیب الاشراف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کرائی۔ یہ مسجد باب الشیخ میں واقع ہے۔ اور شیخ المشائخ حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی قدس سرہ سے منسوب ہے جو کہ تواریخ میں باب الازج کے نام سے مرقوم

ہے۔ یہ علاقہ بغداد کے مشرق میں واقع ہے۔ یہ مسجد تمام بغداد کی مساجد سے بڑی ہے۔ بہت کافی اور وسیع ہے۔ ۱۲۹۷ھ میں سید سلیمان نے دروازہ مغربی پہ ایک منارہ تعمیر کرایا اور سید عبدالرحمن نقیب متوفی ۱۳۴۵ھ نے اوقات نماز کے لیے گھڑی کا انتظام فرمایا۔

ایک حصہ اس کا ایسا ہے جہاں جاڑے کے موسم میں نماز ادا ہوتی ہے۔ کثیر التعداد نمازی اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس مسجد میں ایک قبہ ہے جس کی بڑائی اور بلندی اور صنعت کاری کو دیکھ کر بڑے بڑے انجینئر بھی محو حیرت ہو جاتے ہیں۔ بغداد میں کوئی ایسی مسجد نہیں ہے جس میں اس قسم کا قبہ ہو۔ ۹۴۱ھ میں سلطان سلیمان القانونی کے حکم سے سنان پاشا انجینئر نے اس قبہ کو بنایا تھا۔ اس کے جنوب میں منبر ہے اور حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کا روضہ مبارک۔ مشرق کی طرف دو بہت بڑے برآمدے ہیں۔ مغرب کی طرف اور شمال کی طرف دو بہت بڑے ستون سنگ مرمر کے ہیں۔ وسط فضا میں موسم گرما کے لیے نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔ جو مسجد کی سطح سے قریباً ۱/۲ افٹ بلند ہے۔ وہ منزلہ سے نیچے کا حصہ فقراء اور غرباء کے ٹھیرنے کی جگہ ہے جو وقف ہے جہاں فقراء و غرباء کو اوقاف درگاہ گیلانیہ سے کھانا بھی دیا جاتا ہے۔ اوپر والے حصہ میں طالب علم و مدرسین کی رہائش کی جگہیں ہیں۔ اس مسجد کے دو بہت بڑے دروازے۔ ایک شمال کی طرف اور دوسرا مقابل جنوب کی طرف اور ہر دروازہ پر منارے ہیں اور وسط فضا میں ایک جگہ پر بلند گھڑی نصب ہے اور اسی مسجد میں دو مدرسے ہیں۔ ایک حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کا اور دوسرا سیدہ عاتکہ خاتون بنت سید علی النقیب کا۔ یہ دونوں مدرسے

اوقافِ قادریہ کے متولیوں اور نقیب الاشرافوں کی کوششوں سے آباد اور طلبا سے معمور چلے آرہے ہیں۔

سلطان مراد ثالث نے ۹۸۷ھ میں اس جامع مسجد کی مرمت کرائی۔ اس کے علاوہ مساجد حنبلیہ، شافعیہ و مالکیہ بھی احاطۂ دربار پاک میں مسجد کبیر حنفیہ کے ملحق ہیں۔

دربارِ غوثیہ و مزارِ مقدّس

دربارِ غوثیہ (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کا مزار مبارک) بغداد العراق کے شہر کے مشرقی جانب باب الطلسم کے (جو کہ عثمانی سلطنت کے خاتمہ کے بعد منہدم ہو چکا ہوا ہے)۔ نزدیک یہ عالیشان دربار واقعہ ہے۔ یہ وہی جگہ ہے۔ جہاں حضور غوث پاک قدس اللہ سرّہ العزیز درس تدریس دیتے اور وعظ و نصیحت کرتے اور رشد و ہدایت فرماتے تھے اور مدرسہ کے نام سے موسوم تھی۔ حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز وصال کے بعد یہیں مدفون ہوئے۔ اسی بنا پر یہ دربار غوثیہ کے نام سے موسوم چلا آرہا ہے۔ یہ دربار عالیہ تقریباً ۴ ایکڑ رقبہ میں واقع ہے۔ بلکہ اس میں کئی دیگر عالیشان ہستیوں کے مزار، عمارتیں، مسجدیں، لنگر خانے، کتب خانے اور اساتذہ اور طلباء جو علوم دینی پڑھتے اور پڑھاتے ہیں، کے کمرے۔ غیر ملکی سیاحوں اور نزدیک و دور ممالک سے آنے والے زائرین اور مسافروں کے لیے علیحدہ علیحدہ بلاکوں کی صورت میں کوٹھڑیاں اور کمرے اور بالاخانے، سبیلیں عام، مہمان خانے بلکہ شاہی منزل گاہیں وغیرہ موجود ہیں

چنانچہ حسب ضرورت ان سب شعبہ جات میں آئے سال مزید ترقی ہوتی رہتی ہے اور اسی لحاظ سے مکانات میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ دربار غوثیہ کا حدود اربعہ حسب ذیل ہے۔

شمال، شارع - جنوب، شارع الگیلانی - مشرق، شارع - مغرب، شارع الکفاح

اس میں حضور پاک قدس سرّہٗ کی اولاد پاک کے روضے، تربتیں اور مقبرے ہیں جن میں سے چند ایک بزرگ ہستیوں کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ اسی ضمن میں کروں گا۔ ان کے علاوہ کئی ایک بادشاہان و وزرائے سلطنت عراق کے مقبرے بھی ہیں، جن کی تشریح و تفسیر کی چنداں ضرورت نہیں۔

۶۱۵ھ میں خلیفہ عبّاسی ناصر الدین اللہ نے از سر نو مقبروں اور زاویوں کی پختہ طور پر تعمیر کرائی۔ اس تعمیر نو کے بعد ۶۵۶ھ میں تاتاریوں کے ہاتھوں جب حکومت بغداد کو شکست ہوئی۔ تو روضۂ متبرکہ بلکہ مدرسہ کتب خانہ، مسجد، بلکہ سارے کا سارا شہر بغداد بھی تباہ ہو گیا۔ اس کے بعد جب امن قائم ہوا، تو پھر اس دربارِ عالیہ کے تمام شعبہ جات کی تکمیل ہوئی اور سلسلہ بدستور سابق قائم ہوا۔ ۹۱۷ھ میں شاہ اسمٰعیل صفوی کے ہاتھوں پھر وہی حالت ہوئی۔ یعنی روضۂ مبارک، کتب خانہ، مدرسہ، مسجدیں وغیرہ تباہ ہو گئیں۔ اس پر دریائے رحمت الٰہی پھر جوش زن ہوا۔ تو ۹۴۱ھ میں سلطان سلیمان عثمانی نے انہوں کے پنجۂ استبداد سے بغداد کو چھڑایا اور تمام منتشر و خائف شدہ لوگوں کو واپس بلا کر از سر نو شہر آباد کر دیا۔ اور اولاد پاک کو بھی واپس بلا کر بارگاہِ گیلانیہ کے ہر شعبہ کو پہلے کی طرح برسرِ کار سرفرازی بخشی اور مکمل طور پر جاری کرایا۔ چنانچہ ۲۰ رمضان المبارک ۹۴۱ھ کو سلطان سلیمان عثمانی

ممدوح بہ نفس نفیس مع اپنی فوج اور مفتی کے دربار عالیہ میں جامع مسجد کے اندر حاضر ہوا۔ اور تمام علمائے بغداد کو طلب کیا اور بعد ادائے نماز عصر سلطان الممدوح نے نقابت الاشراف والسادات کی سند حضرت شیخ زین الدین کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائی جو ترکی زبان میں تحریر ہوئی جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

مفخر السادات والکرام السید الشیخ زین الدین الگیلانی شرف السیادۃ صحیح النسب سادات کی تصدیق و توثیق کرنے کے بعد شیخ زین الدین گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نقابت الاشراف کی سند دیتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں کہ شیخ زین الدین گیلانی شہر بغداد کے نقیب الاشراف ہیں۔ اور جو شخص صحیح النسب سادات نہ ہوگا۔ اور نہ اس کے پاس کوئی شاہی فرمان ہو، وہ قوم کا سردار اور نقیب نہ سمجھا جاوے گا۔ جس شخص کے پاس نقابت الاشراف کی سند ہوگی وہی مستحق شاہی وظیفہ کا ہوگا۔

دستخط السلطان غازی سلیمان خاں القانونی

اس عثمانی سند کے بعد نقیب الاشراف کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ اور خاندانِ گیلانیہ کے شرفا، سلسلہ بہ سلسلہ اس منصب پر فائز المرام ہوتے چلے آرہے ہیں۔ اس دور سے آج تک بلا انقطاع یہ نقیب الاشرافی کا سلسلہ جاری وقائم ہے اور انشاء اللہ تا ابد جاری رہے گا۔ ۹۷۸ھ میں حضرت زین الدین نقیب الاشراف مذکور نے اپنی تمام جائداد کو دربارِ عالیہ کے مذکورۃ الصدر شعبہ جات کے نام وقف کر دیا۔ جیسا کہ حضور غوث پاک قدس سرہٗ

اوران کے بعد آپ کی اولادِ پاک نسلاً بہ نسلاً وقف کرتے چلے آئے تھے۔ چنانچہ ۱۵ رجب ۹۷۸ھ کو شیخ المشائخ زین الدین صاحب نقیب الاشراف والسادات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقف نامہ شیخ عبداللہ بن محمد امین قاضیِ بغداد کے حکم سے صحیح اور محکم ہو گیا۔ المختصر ۱۰۹۷ھ میں آپ نے گیلانی مکانات و دربارِ غوثیہ کے مکانات و روضہ اقدس کی تعمیر میں مشغول ہو گئے جو عجمی حادثہ سے متاثر ہو کر تباہ و برباد ہو گئے تھے۔

روضۂ مبارک کے مرقد کے گرد چاندی کی جالی نصب ہے۔ جس کے تار کی موٹائی تقریباً ۳/۴ انچ ہے اور اس جالی کی لمبائی ۸ × ۵ × ۵ فٹ ہے۔ اس پر عربی زبان میں تاریخ تعمیر ایک شعر کی صورت میں تحریر ہے۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ ۱۲۳۶ھ میں جالی تعمیر ہوئی اس قبہ کے وسط میں آیت الکرسی لکھی ہوئی ہے۔ اور اس کے اوپر ۱۱۶۹ھ تحریر ہے یعنی ۱۱۶۹ھ میں قبہ مذکور مرمت ہوا۔

۱۲۱۸ھ کو سلطان عبدالعزیز خاں کے عہد میں حضرت شیخ المشائخ علی النقیب بن سیدنا سلیمان النقیب رضی اللہ عنہما نے از سرِ نو اس کی تعمیر کرائی۔ جو نہایت عمدہ اور خوش وضع طریقہ پر تعمیر ہوئی ہے۔ قبہ کے اندر پتھر پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے:۔

"دفی ظل امیر المومنین وخلیفۂ سید المرسلین سلطان البرین وخاقان البحرین خادم الحرمین شریفین سلطان عبدالحمید خاں ثانی ابن السلطان عبدالمجید خاں"

اس کے بعد مرمت ۱۳۱۸ھ میں ہوئی۔ جس وقت دربارِ قادریہ کے سجادہ نشین صاحب السمود السماحہ سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالرحمٰن قادری الگیلانی نقیب الاشراف والسادات

رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ۔ چنانچہ مرقد کے دروازہ پر منشی محمد رضا خوشنویس کے قلم سے یہ عبارت تحریر ہے :۔

کہ یہ قبر محمد محی الدین السید الشیخ حضرت عبدالقادر جیلانی رضؓ ابن ابی صالح رضؓ بن عبداللہ الجیلی رضؓ بن یحییٰ الزاہد رضؓ بن محمد رضؓ بن داؤد رضؓ بن موسیٰ ارضؓ بن عبداللہ رضؓ بن موسیٰ الجون رضؓ بن عبداللہ المحض رضؓ بن حسن مثنیٰ ارضؓ بن سیدنا امام حسن رضؓ بن امام الامام حضرت علی رضؓ کرم اللہ وجہہٗ بن ابی طالب ؛

اس کے علاوہ بے شمار مقبرے اور تربتیں ہیں ، جن میں سے چند ایک بزرگ ہستیوں کا ذکر جو کہ خاندانِ گیلانیہ کے نقبا ، و حقدار سیدہ بزرگوں اور اولاد حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ سے مدفون ہیں ——— ضروری تعلق کرتے ہوئے معرضِ تحریر میں لاتا ہوں اللہ تعالیٰ ان کی برکتوں اور دعاؤں سے اس گنہگار کو بھی شاید جوارِ رحمت میں جگہ دے ۔

۱ ۔ روضہ سیدنا الشیخ المشائخ حضرت عبدالجبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن السید الشیخ حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز ۔

جنوبی دروازے سے داخل ہوتے ہی دائیں ہاتھ کی طرف واقعہ ہے ۔ اس پر ایک بڑا قبہ برنگ سبز تعمیر شدہ ہے ۔ عمارت پرانی ہے ۔ منارہ دیوارِ قدیم سے ملحق ہے اور مرقد پر ایک صندوق چوبی موجود ہے ۔

۲ ۔ مسجد حنفیہ کا وہ حصہ جس میں بموسم سرما نماز پڑھتے ہیں ۔ اس حصہ اور حجرہ کے درمیان

ایک دیوار حدِ فاصل ہے۔ اس دیوار میں ایک کوٹھڑی ہے۔ اس کوٹھڑی کے اندر حضرت سیدنا شیخ المشائخ علی النقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرحوم کی قبر ہے۔ جس پر صندوق چوبی رکھا ہے اور اس پر سبز غلاف ہے۔ دروازہ پر عربی عبارت مرقوم ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے :۔

کہ یہ قبر اس مرحوم کی ہے جو سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن قیامت کے خوف اور دہشت سے پکڑنے والے ہیں۔ یہ قبر ہے اس مرحوم کی جو مدت العمر اپنے دادا حضرت غوث الاعظم قدس سرہ العزیز کے آستانہ کی تعمیر میں کوشش کرتے رہے اور خدمت کرتے رہے یعنی سجادہ اعلیٰ سیّد علی القادری نقیب الاشراف بغداد ابن سید سلیمان القادری سجادہ قادریہ نقیب الاشراف غفرلہٗ کی سنیچر کے دن ۲۴ رجب ۱۲۸۹ سنہ ھ میں وفات ہوئی۔

۳۔ مرقد سید سلیمان آفندی نقیب ابن سیّد علی آفندی نقیب الاشراف۔
مسجد گیلانی کے مشرقی دروازے کے متصل ایک غرفہ ہے۔ جو مشرقی دروازہ دربار عالیہ کے اندر داخل ہونے والے کے دائیں جانب واقع ہے۔ اس مرقد پر بھی ایک صندوق ہے۔ اس پر بھی سبز رنگ کی چادر چڑھی ہوئی ہے۔ ۱۱ ذی الحجہ یوم دوشنبہ ۱۳۱۵ سنہ ھ میں فوت ہوئے۔

۴۔ اسی غرفہ میں آپ کے صاحبزادے سید مصطفیٰ گیلانی متوفی ۱۳۱۴ سنہ ھ کی قبر ہے۔

۵۔ مرقد سیّد عبدالرحمٰن آفندی القادری نقیب الاشراف ابن سیّد علی آفندی

نقیب الاشراف ۔ وہ چھجہ برآمدہ جو حدِ فاصل ہے ۔ قبہ مرقد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز اور چھجہ کبیر کے درمیان اس چھجہ کی حدِ فاصل کے بائیں جانب غرفہ میں واقع ہے ۔ مسجد حنابلہ کے متصل قبر کے اوپر لکڑی کا صندوق ہے اور اس پر سبز حریر کا غلاف چڑھا ہوا ہے ۔ بماہ ذی الحجہ یوم دوشنبہ ۱۳۰۵ھ آپ وصال ہوئے ۔

۶ ۔ مرقد سیّد محمود حسام الدین گیلانی نقیب الاشراف ابن سیّد عبدالرحمٰن نقیب الاشراف : ایک حجرہ میں یہ مرقد سیّد سلیمان رضی اللہ عنہ کے نزدیک دائیں طرف ان کی قبر ہے ۔ قبر پر سنگ مرمر کا ایک ٹکڑا نصب ہے ۔ جس پر عربی میں جس کا ترجمہ درج ذیل ہے، نصیب ہے : "یہ قبر مغفور سیّد حسام الدین نقیب الاشراف ابن مرحوم سید عبدالرحمٰن نقیب الاشراف کی ہے ۔ ۱۳۰۰ھ میں فوت ہوئے ۔

۷ ۔ مرقد سیّد احمد عاصم گیلانی نقیب الاشراف ابن سید عبدالرحمٰن نقیب الاشراف مرحوم : حجرہ کے دروازہ پر عربی میں لکھا ہوا ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے : "یہ قبر مرحوم سیّد عاصم گیلانی نقیب الاشراف کی ہے جو ۱۳۷۳ھ میں فوت ہوئے"

۸ ۔ مرقد سید محمد حامد گیلانی :۔ ۱۲۳۹ھ میں فوت ہوئے ۔

ان کے علاوہ اور بہت سے زاویے، تربتیں اور مقبرے ہیں جو بوجہ عدم گنجائش ضبطِ تحریر میں نہیں لائے گئے ۔



مکتبۂ قادریہ سیدنا عبدالرحمٰن

یہ مکتبہ فی الحقیقت السیدنا شیخ المشائخ صاحب السمو والسماحۃ حضرت پیر عبدالرحمٰن صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرحوم و مغفور نقیب الاشراف والسادات کا کتب خانہ ہے، آں حضرت کے وصال کے بعد ان کی اولاد نے یہ کتب خانہ فروخت کرنا چاہا۔ مگر سیدنا شیخ المشائخ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین نقیب الاشراف والسادات حضرت محمود حسام الدین رضی اللہ عنہ (مرحوم) نے اس تجویز کی سخت مخالفت کی اور حقداران کو حسب حصص رسدی قیمت ادا کر کے کتب خانہ تصرف خود میں لے کر اپنے اور اپنی اولاد کے اوقاف میں شامل کر دیا۔ آنحضور ۱۹۵۷ء میں وفات پا گئے۔ کیونکہ قانوناً اور رواجاً تا قیامت مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رشید اولاد کو ہی نسلاً بہ نسلاً نقیب الاشراف اور متولی الاوقاف ہونے کا حق حاصل ہے۔ لہٰذا آپ کے فرزند اکبر سیدنا شیخ المشائخ حضرت جمال الدین صاحب کو یہ عہدہ جات پیش کیے گئے۔ مگر بدیں وجہ کہ آپ عرصہ دراز سے آپ بمبئی میں مقیم تھے۔ اور ضعیف العمری کے باعث نقل بھی کمزور ہو چکی تھی۔ اس لیے اس ذمہ داری کو سنبھالنا اور ترک سکونت کر کے واپس بغداد شریف منتقل ہونا موزوں خیال نہ فرمایا۔ جیسا کہ کئی بار پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ لہٰذا آپ نے اپنی تمام جائداد منقولہ و غیر منقولہ واقعہ بغداد شریف کی حفاظت اور ذمہ داری کے لیے اپنا وکیل مطلق یعنی مختار عام تعین فرمایا۔ جن کا اسم گرامی پیر ابراہیم سیف الدین صاحب ہیں جو بحیثیت مختار عام آپ کی ہر قسم کی جائداد کے متعلق سیاہی سفیدی کے مالک ہیں۔

پیشتر ازیں اسی دربارِ قادریہ غوثیہ میں ایک قادری کتب خانہ قائم تھا جس میں تمام کی تمام کتابیں مطبوعہ موجود ہیں جو فقہ، تفسیر اور نحو کے متعلق ہیں۔ جن کی تعداد ۵۰۰ کے قریب ہے پیر ابراہیم سیف الدین صاحب کو متولیان نے دھوکہ دہی اور چرب بیانی سے اس امر پر آمادہ کر لیا کہ مکتبہ مذکور کتب خانہ قادریہ میں شامل کر لیا جائے تاکہ ایک ضخیم لائبریری کی صورت میں متشکل ہو کر مفید عام ثابت ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مدرسہ کا کتب خانہ قادریہ قدیمیہ و مکتبہ سیدنا عبدالرحمٰن صاحب مرحوم ملکیتی سیدنا شیخ المشائخ حضرت پیر محمود حسام الدین صاحب نقیب الاشراف مرحوم کو یکجا جمع کر کے لائبریری قائم کر دی۔ مکتبہ سید عبدالرحمٰن میں پانچ ہزار سے زیادہ کتابیں موجود تھیں۔ جن سے تقریباً تین ہزار دیرینہ اور قلمی تھیں۔ چھ سو پچاس قلمی قرآن مجید بہترین خطاط کے ہاتھ کے تحریر شدہ سادہ، مرصع و مزین شامل تھے۔ ان میں ایک قرآن مجید ساڑھے چھ سو برس آج سے قبل کا تحریر شدہ ہے۔ اس لائبریری سے بہت سی قیمتی اور نایاب کتابیں پیر ابراہیم صاحب مختار عام نے بلا ضرورت اور بے محل مطالعہ کی آڑ میں متولیان اور دیگر خواہش مندوں کو تقسیم کر دیں جن کو واپس لے کر آج تک لائبریری میں داخل نہیں کیا گیا۔ مثل مشہور ہے، "بلی گئی چوہے ناچے"۔ سیدنا حضرت شیخ المشائخ پیر محمود حسام الدین نقیب الاشراف مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کافی محنت اور عرق ریزی سے جس مکتبہ کی تکمیل کی تھی وہ خورد برد ہو گیا ہے۔ اب پھر سے از سرِ نو آپ کی اولاد خصوصاً المرشدنا سیدنا پیر طاہر علاء الدین گیلانی دام ظلہ التعالیٰ کا خیال مبارک کہ مکتبہ ہذا کو انشاء اللہ العزیز مکمل کرنے اور مثل سابق فروغ دینے کا ہے۔

باب پنجم

الہاماتِ قلبی و کشف المعنوی

الہاماتِ قلبی و کشف المعنوی

حقائقِ ناسوتی و ملکوتی و جبروتی

تذکرۂ غوثیہ و معراجیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَاشِفِ الْغُمَّةِ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى خَيْرِ الْبَرِيَّةِ ۔ امابعد

قَالَ الْغَوْثُ الْاَعْظَمُ الْمُسْتَوْحِشُ عَنْ غَيْرِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَاْنِسُ بِاللّٰهِ ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ قُلْتُ يَا رَبَّ الْغَوْثِ قَالَ كُلُّ طَوْرٍ بَيْنَ النَّاسُوْتِ الْمَلَكُوْتِ فَهُوَ شَرِيْعَةٌ وَكُلُّ طَوْرٍ بَيْنَ الْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ فَهُوَ طَرِيْقَةٌ وَكُلُّ طَوْرٍ

ہر حمد اللہ کے لیے ہے جو اندھیروں کو دور کرنیوالا ہے اور بے شمار درود و سلام اس پر جو مخلوق سے بہتر ہے۔ اس کے بعد،

غوث الاعظمؓ نے فرمایا، غیر اللہ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ سے محبت کرو۔

فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اے غوث الاعظم، میں نے عرض کیا اے غوث کے رب، فرمایا تمام طور جو عالم اجسام اور عالم ارواح کے درمیان ہیں وہ شریعت ہیں اور تمام طور جو عالم ارواح اور مرتبۂ صفات کے درمیان واقع ہیں وہ طریقت ہیں اور تمام طور جو مرتبہ صفات

بَیْنَ الْجَبَرُوْتِ وَاللَّاهُوْتِ فَهُوَ حَقِیْقَةٌ۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ اَعْظَمُ مَا ظَهَرْتُ فِیْ شَیْءٍ كَظُهُوْرِیْ فِی الْاِنْسَانِ۔

ثُمَّ سَأَلْتُ یَارَبِّ هَلْ لَكَ مَكَانٌ، قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ اَنَا مُكَوِّنُ الْمَكَانِ وَلَیْسَ لِیْ مَكَانٌ۔

ثُمَّ سَأَلْتُ یَارَبِّ هَلْ لَكَ اَكْلٌ وَشُرْبٌ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ اَكْلُ الْفَقِیْرِ وَشُرْبُهٗ اَكْلِیْ وَشُرْبِیْ۔

ثُمَّ سَأَلْتُ یَارَبِّ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقْتَ الْمَلٰٓئِكَةَ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ خَلَقْتُ الْمَلٰٓئِكَةَ مِنْ نُوْرِ الْاِنْسَانِ وَخَلَقْتُ

اور مرتبہ فنا فی اللہ کے درمیان ہیں حقیقت ہیں۔

پھر مجھے فرمایا: یا غوث الاعظم جو جو کچھ کہ میں نے ہر چیز میں ظاہر کیا ہے۔ وہ سب کچھ انسان میں یکجا ظاہر کیا ہے۔

پھر میں نے سوال کیا، یارب میرے لیے کونسا مکان ہے مجھے فرمایا اے غوث الاعظم میں تمام مکانات کا پیدا کرنے والا ہوں لیکن میرے لیے کوئی مکان نہیں ہے۔

پھر میں نے سوال کیا تو کیا کھاتا ہے اور پیتا ہے۔ مجھے فرمایا یا غوث الاعظم فقیر کا کھانا اور پینا میرا ہی کھانا اور پینا ہے۔

پھر میں نے سوال کیا یارب تو نے فرشتوں کو کس چیز سے بنایا۔ مجھے فرمایا یا غوث الاعظم میں نے فرشتوں کو انسان کے نور سے پیدا کیا ہے اور انسان کو اپنے نور سے۔

الانسان من نوری۔
ثُمَّ قالَ لی یا غوثُ الاعظم
جعلتُ الانسانَ مطیّتی وجعلتُ
سائرَ الاکوانِ مطیّۃً لہٗ۔
ثُمَّ قالَ لی یا غوثُ الاعظم
نِعمَ الطالبُ انا ونِعمَ المطلوبُ
الانسانُ ونِعمَ الراکبُ الانسانُ
ونِعمَ المرکوبُ لہُ الاکوانُ۔
ثُمَّ قالَ لی یا غوثُ الاعظم
الانسانُ سِرّی وانا سِرُّہٗ لو عرفَ
الانسانُ منزلتَہٗ عندی لقالَ فی
کُلِّ نفسٍ من الانفاسِ لِمَنِ المُلکُ
الیومَ۔
ثُمَّ قالَ لی یا غوثُ الاعظم
ما اکلَ الانسانُ شیئاً وما شربَ
وما قامَ وما قعدَ وما نطقَ وما
صمتَ وما فعلَ فِعلۃً وما

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم میں نے انسان
کو اپنی خوشی کے لیے پیدا کیا ہے اور تمام مخلوقات
کو اس کی خوشی کے لیے۔
پھر فرمایا مجھے یا غوث الاعظم سب سے اچھا
طالب میں ہوں اور سب سے بہتر مطلوب انسان
ہے اور بہترین سوار انسان ہے اور بہترین
سواری اس کے لیے تمام مخلوق ہے۔
پھر مجھے فرمایا۔ یا غوث الاعظم انسان میرا راز
ہے اور میں اس کا راز ہوں اگر انسان اپنا مرتبہ سمجھے
جو اس کا میرے نزدیک ہے۔ تو اپنے تمام
سانسوں سے ہر ایک سانس میں یہی کہتا کہ
آج کس کی بادشاہت ہے۔
پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم جو کچھ کہ
انسان نے کھایا پیا یا کھڑا ہوا یا بیٹھا یا بولا یا
چپ ہوا یا کوئی کام کیا۔ اور کسی چیز کی طرف دیکھا
اور یا کسی چیز سے غائب ہوا مگر اس میں ہی

تَوَجَّهَ بِشَيْءٍ وَمَا غَابَ عَنْ شَيْءٍ
إِلَّا وَأَنَا فِيهِ سَاكِنَةٌ وَمُتَحَرِّكَةٌ۔

اس میں اس کا میں ساکن ہوں اور اس کا میں متحرک ہوں۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ
جِسْمُ الْإِنْسَانِ وَنَفْسُهُ وَقَلْبُهُ وَ
رُوحُهُ وَسَمْعُهُ وَبَصَرُهُ وَيَدَاهُ وَ
رِجْلُهُ وَلِسَانُهُ وَكُلُّ ذَالِكَ ظَهَرَتْ
لَهُ نَفْسُهُ بِنَفْسِي لَا هُوَ إِلَّا أَنَا
وَلَا أَنَا غَيْرُهُ۔

پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم، انسان کا جسم اور نفس اور دل اور روح اور اس کے کان اور اس کی آنکھیں اور اس کے ساتھ اور اس کے پاؤں اور اس کی زبان اور تمام وہ جو اس کے لیے پشت بہ پشت ظاہر کیے گئے ہیں، وہ میرے بغیر نہیں اور نہ میں ہی اس کا غیر ہوں۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ
إِذَا رَأَيْتَ الْمُحْتَرِقَ بِنَارِ الْفَقْرِ وَ
الْمُنْكَسِرَ بِكَثْرَةِ الْفَاقَةِ فَتَقَرَّبْ
إِلَيْهِ لِأَنَّهُ لَا حِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ۔

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم جب تو کسی شخص کو غریبی کی آگ سے جلا ہوا اور کثرت فاقوں سے شکستہ ہوا دیکھے پس اس کی نزدیکی اختیار کر کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ
لَا تَأْكُلْ طَعَامًا وَلَا تَشْرَبْ شَرَابًا
وَلَا تَنَمْ نَوْمَةً إِلَّا عِنْدَ قَلْبٍ حَاضِرٍ
وَعَيْنٍ نَاظِرٍ۔

پھر مجھے فرمایا اے غوث اعظم، نہ کھانا کھاؤ، نہ پانی پیو، نہ سوؤ مگر جب دل حاضر ہو اور آنکھ دیکھ رہی ہو۔ (یعنی یہ منزل جب حاصل ہو جائے تب کھا پی، سو سکتے ہو۔ ورنہ نہیں)

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ

پھر مجھے فرمایا۔ اے غوث اعظم جس کسی نے

مَنْ حُرِمَ عَنْ سَفَرِيْ فِي الْبَاطِنِ
اُبْتُلِيَ بِسَفَرِ الظَّاهِرِ وَلَمْ يَزْدَدْ
مِنِّيْ اِلَّا بُعْدًا فِيْ سَفَرِ الظَّاهِرِ -
ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمِ
الْاِتِّحَادُ حَالٌ لَا يُعَبَّرُ بِلِسَانِ الْمَقَالِ
فَمَنْ اٰمَنَ بِهٖ قَبْلَ وُجُوْدِ الْحَالِ فَقَدْ
كَفَرَ وَمَنْ اَرَادَ الْعِبَادَةَ بَعْدَ الْوُصُوْلِ
فَقَدْ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ -
ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ
مَنْ سَعِدَ بِالسَّعَادَةِ الْاَزَلِيَّةِ طُوْبٰى
لَهٗ لَمْ يَكُنْ مَخْذُوْلًا اَبَدًا وَمَنْ شَقِيَ
بِالشَّقَاوَةِ الْوَالَانِيَّةِ فَوَيْلٌ لَهٗ
لَمْ يَكُنْ مَقْبُوْلًا بَعْدَ ذٰلِكَ قَطُّ -
ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمِ
جَعَلْتُ الْفَقْرَ وَالْفَاقَةَ مَطِيَّةَ
الْاِنْسَانِ فَمَنْ رَكِبَهَا فَقَدْ بَلَغَ
الْمَنْزِلَ قَبْلَ اَنْ يَقْطَعَ الْمَفَاوِزَ

میری سفر سے باطن میں حرام کردیا۔ وہ خود سفر ظاہر میں
مبتلا کر دیا اور میری طرف سے اس پر سوائے
دوری سفر ظاہر کے اور کچھ اضافہ نہ کیا جائے گا
پھر مجھے فرمایا یا غوث اعظم! اتحاد وہ حال
جس کی تعبیر گفتگو کرنے والی زبان سے نہیں ہو
پس جس کسی نے حال وارد ہونے سے پہلے اس
کو تسلیم کر لیا۔ وہ کافر ہو گیا۔ اور جس کسی نے واصل
ہونے کے بعد عبادت کا ارادہ کیا اس نے اللہ تعالیٰ
پھر مجھے فرمایا۔ یا غوث اعظم جس کسی کو سعادت
ازلیہ (تقدیر) سے سعید ہوا اس کے لیے خوشی ہے
وہ کبھی بھی گمراہ نہیں ہوگا اور جو کوئی بدبختی ازلیہ
بدبخت ہوا پس اس پر افسوس ہے۔ وہ اس کے
بعد ہرگز قبول نہ ہوگا۔
پھر مجھے فرمایا یا غوث اعظم میں نے فقر
انسان کے لیے سواری بنائی ہے پس جو کوئی اس
پر سوار ہوا۔ پس وہ میدان اور وادی قطع کر
سے پہلے ہی (منزل مقصود) پہنچ

وَالْبَوَادِیْ۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ لَوْ عَلِمَ الْاِنْسَانُ مَا کَانَ بَعْدَ الْمَوْتِ مَا تَمَنّٰی الْحَیَاۃَ فِی الدُّنْیَا وَ یَقُوْلُ بَیْنَ یَدَیَّ فِیْ کُلِّ لَحْظَۃٍ وَلَمْحَۃٍ یَارَبِّ اَمِتْنِیْ۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ حُجَّۃُ الْخَلَائِقِ عِنْدِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ الصُّمُّ الْبُکْمُ الْعُمْیُ ثُمَّ التَّحَسُّرُ وَالْبُکَاءُ وَفِیْ قَبْرِہٖ کَذَالِکَ۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ الْمَحَبَّۃُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ الْمُحِبِّ وَ الْمَحْبُوْبِ فَاِذَا فَنِیَ الْمُحِبُّ عَنْ مَحَبَّتِہٖ وَصَلَ بِالْمَحْبُوْبِ۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ رَأَیْتُ الْاَرْوَاحَ یَتَرَبَّصُوْنَ فِیْ قَوَالِبِھِمْ بَعْدَ قَوْلِہٖ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ اِلٰی یَوْمِ

گیا۔

پھر مجھے فرمایا اے غوث اعظم اگر انسان جانے کہ موت کے بعد کیا کچھ ہوگا۔ تو وہ اس دنیا میں ہرگز زندگی کی خواہش نہ کرے اور میرے حضور ہر لحظہ و ہر لمحہ یہی التجا کرے، اے رب مجھے موت دو۔

پھر مجھے فرمایا اے غوث اعظم قیامت کے دن خلقت کے دلائل میرے پاس بہرا، گونگا اور اندھا ہونا پھر افسوس کرنا اور رونا ہوگا اور قبر میں بھی ایسا ہی ہوگا۔

پھر مجھے فرمایا اے غوث اعظم محبت ہی میرے اور محب و محبوب کے درمیان ذریعہ ہے، جس وقت محب محبت سے فنا ہو جاتا ہے تو محبوب سے مل جاتا ہے۔

پھر مجھے فرمایا اے غوث اعظم میں روحوں کو اپنے مکانات میں الست بربکم کہنے کے بعد قیامت کے روز تک انتظار کرتے دیکھ رہا ہوں

السِّیَامَةِ۔

ثُمَّ قَالَ الْغَوْثُ رَأَیْتُ الرَّبَّ تَعَالیٰ وَقَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمْ مَنْ سَأَلَنِیْ عَنِ الرُّؤْیَةِ بَعْدَ الْعِلْمِ فَهُوَ مَحْجُوْبٌ بِعِلْمِ الرُّؤْیَةِ فَمَنْ ظَنَّ اَنَّ الرُّؤْیَةَ غَیْرُ الْعِلْمِ فَهُوَ مَغْرُوْرٌ بِرُؤْیَةِ اللّٰهِ تَعَالیٰ۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمِ مَنْ رَاٰنِیْ اُسْتَغْنِیَ عَنِ السُّؤَالِ فِیْ کُلِّ حَالٍ وَمَنْ لَمْ یَرَنِیْ فَلَا یَنْفَعُهُ السُّؤَالُ وَهُوَ مَحْجُوْبٌ بِالْمَقَالِ

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمِ لَیْسَ الْفَقِیْرُ عِنْدِیْ مَنْ لَیْسَ لَهٗ شَیْءٌ بَلِ الْفَقِیْرُ الَّذِیْ لَهٗ اَمْرٌ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ اِذَا قَالَ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْنُ۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ لَا اُلْفَةَ وَلَا

پھر غوث نے فرمایا، میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا اے غوث اعظم جس کسی نے دیدار کے متعلق علم ہونے کے بعد سوال کیا وہ دیدار کے علم سے محجوب ہے اور جس کسی نے بغیر علم کے دیدار کا گمان کیا، پس وہ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے دھوکا میں ہے۔

پھر مجھے فرمایا اے غوثِ اعظم جس نے مجھے دیکھ لیا وہ تمام حالتوں میں سوال سے بے پروا ہو گیا اور جس نے مجھے نہیں دیکھا تو اس کو سوال کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا اور قیل و قال میں ہی گم ہے

پھر مجھے فرمایا اے غوثِ اعظم، میرے نزدیک فقیر وہ نہیں جس کے پاس کوئی چیز نہ ہو بلکہ فقیر وہ ہے جس کا حکم تمام چیزوں میں نافذ العمل ہو جب کسی چیز کو کہے ہو جا، تو ہو جائے

پھر مجھے فرمایا، کوئی خواہش اور کوئی

نشة فی الجنان بعد ظهوری
نهاد لا وحشة ولا حرقة
فی النار بعد خطابی لاهلها۔

نعمت بہشت میں میرے دیدار کے بعد اور کوئی خوف
اور کوئی تپش یا جلن دوزخ میں وہاں رہنے
والوں کو میرے بلانے کے بعد باقی نہ رہیگی۔

ثم قال لی یا غوث الاعظم
انا اکرم من کل کریم وانا
ارحم من کل رحیم۔

پھر مجھے فرمایا، اے غوث اعظم میں سب بخشش
کنندگان سے زیادہ بخشش کرنے والا اور سب رحم
کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں۔

ثم قال لی یا غوث الاعظم
نم عندی لا کنوم العوام
ترنی۔

پھر مجھے فرمایا اے غوث الاعظم میرے لئے نیند
کر مگر نہ اس طرح کی نیند کہ جیسے عوام کی تو دیکھتا
ہے۔

فقلت یا رب کیف انام
عندک، قال بخمود الجسم
عن اللذات وخمود النفس
عن الشهوات وخمود القلب
عن الخطرات وخمود الروح
عن اللحظات فی فناء ذاتک
فی الذات۔

پس میں نے عرض کیا۔ میں تیرے نزدیک
کس طرح نیند کروں۔ فرمایا کہ جسم لذتوں سے اور
نفس شہوتوں سے اور دل خیالات سے اور روح
ماسوی اللہ کے ملاحظہ سے تیری ذات کے
اندر اپنی ذات کو فنا کرنے کی غرض سے آرام
پکڑ جاوے۔

ثم قال لی یا غوث الاعظم

پھر مجھے فرمایا، اے غوث الاعظم، اپنے

قُلْ لِاَصْحَابِكَ وَاَحْبَابِكَ مَنْ اَرَادَ مِنْكُمْ جَنَابِیْ فَعَلَیْهِ بِاخْتِیَارِ الْفَقْرِ ثُمَّ فَقْرُ الْفَقْرِ فَاِذَا تَمَّ الْفَقْرُ ثُمَّ اِلَّا اَنَا۔

دوستوں اور ہم جلیسوں کو کہہ دیں کہ جو میر
کا ارادہ کرے۔ پس اس پر فقر اختیار ک
ہے۔ اس کے بعد فقر الفقر۔ پس جب
ہو جائے وہاں کوئی نہیں ہوتا مگر میں۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ طُوْبٰی لَكَ اِنْ كُنْتَ رَءُوْفًا عَلٰی بَرِیَّتِیْ وَطُوْبٰی لَكَ اِنْ كُنْتَ غَفُوْرًا لِبَرِیَّتِیْ۔

پھر مجھے فرمایا، اے غوث الاعظم تجھ
ہو۔ اگر تو میری مخلوق پر مہربان ہو۔ ا
خوشخبری ہو۔ اگر تو میری خلقت کے لئے
کرنے والا ہو۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ قُلْ لِاَحْبَابِكَ وَاَصْحَابِكَ اغْتَنِمُوْا دَعْوَةَ الْفُقَرَاءِ فَاِنَّهُمْ عِنْدِیْ وَاَنَا عِنْدَهُمْ۔

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم، اپنے دو
اور یاروں سے کہ دیں کہ فُقراء کی دعو
غنیمت جانیں کیونکہ وہ میرے پاس رہتے
اور میں ان کے پاس۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اَنَا مَاْوٰی كُلِّ شَیْءٍ وَمَسْكَنُهٗ وَمَنْظَرُهٗ وَاِلَیَّ الْمَصِیْرُ۔

پھر فرمایا یا غوث الاعظم میں تمام چیزو
جائے پناہ اور جائے اطمینان اور جائے
ہوں اور میری طرف پھر آنا ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ لَا تَنْظُرْ اِلَی الْجَنَّةِ وَمَا فِیْهَا

پھر مجھے فرمایا اے غوث الاعظم، بہشت
اور جو کچھ اس میں ہے اس کو مت دیکھ تو ت

تَرَانِی بِلَا وَاسِطَةٍ وَلَا تَنْظُرْ اِلَی
النَّارِ وَمَا فِیْهَا تَرَانِی بِلَا وَاسِطَةٍ

بلا تعلق دیکھے گا اور دوزخ اور جو کچھ اس میں ہے، کو
مت دیکھ تو تو مجھے بلا تعلق دیکھ گا۔

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ
اَهْلُ الْجَنَّةِ مَشْغُوْلُوْنَ بِالْجَنَّةِ
وَاَهْلُ النَّارِ مَشْغُوْلُوْنَ بِیْ۔

پھر مجھے فرمایا۔ اے غوث الاعظم اہلِ بہشت
(نعمت ہائے) بہشت کے ساتھ مشغول ہیں۔ اور
اہلِ دوزخ میرے ساتھ مشغول ہیں۔

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ
بَعْضُ اَهْلِ الْجَنَّةِ یَتَعَوَّذُوْنَ مِنَ
النَّعِیْمِ کَاَهْلِ النَّارِ یَتَعَوَّذُوْنَ
مِنَ الْجَحِیْمِ۔

پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم بعض بہشتی
بہشتی نعمتوں سے اس طرح پناہ مانگتے ہیں جس
طرح اہلِ دوزخ آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ
مَنْ شُغِلَ بِسِوَائِی کَانَ لِصَاحِبِهٖ
زُنَّارٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم جو کوئی میرے
سوا کسی اور سے مشغول ہوا تو وہ قیامت کے روز
اہلِ زنجیر سے ہوگا۔ (دوزخی)

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ
اَهْلُ الْقُرْبَةِ یَسْتَغِیْثُوْنَ مِنَ
الْقُرْبَةِ کَمَا اَنَّ اَهْلَ الْبُعْدِ
یَسْتَغِیْثُوْنَ مِنَ الْبُعْدِ۔

پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم اہلِ قرب
قربت سے اسی طرح پناہ مانگتے ہیں جس طرح
اہلِ بُعد دُوری سے پناہ مانگتے ہیں۔

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ

پھر مجھے فرمایا، اے غوث اعظم، انبیاء اور

إِنَّ لِي عِبَادًا سِوَى الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ
لَا يَطَّلِعُ عَلَى أَحْوَالِهِمْ أَحَدٌ مِنْ
أَهْلِ الدُّنْيَا وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ
الْآخِرَةِ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ
وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلَا
مَالِكٌ وَلَا رِضْوَانُ وَلَا جَعَلْتُهُمْ
لِلْجَنَّةِ وَلَا لِلنَّارِ وَلَا لِلثَّوَابِ وَ
لَا لِلْعِقَابِ وَلَا لِلْحُورِ وَ لَا
لِلْقُصُورِ وَلَا لِلْغِلْمَانِ فَطُوبَى
لِمَنْ آمَنَ بِهِمْ وَإِنْ لَمْ
يَعْرِفْهُمْ -

مرسلین کے علاوہ میرے ایسے بندے بھی ہیں کہ ان
کے حالات سے کوئی اہلِ دنیا یا اہلِ آخرت یا اہل
جنّت یا اہلِ دوزخ نہ مالک نہ رضوان ہی واقف
ہے ان کو نہ ہی جنت کے لئے اور نہ ہی دوزخ
کیلئے نہ ثواب کے لئے نہ عذاب کے لئے
نہ حُور نہ قصور کے لئے۔ نہ غلمان کے لئے
ہی بنایا ہے پس اس کو خوشی (مبارک) ہو
جو اُن پر یقین لایا اگرچہ انکو پہچانا نہیں۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ
وَأَنْتَ مِنْهُمْ وَمِنْ عَلَامَاتِهِمْ فِي
الدُّنْيَا أَجْسَامُهُمْ مُحْتَرِقَةٌ مِنْ
قِلَّةِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَنُفُوسُهُمْ
مُحْتَرِقَةٌ عَنِ الشَّهَوَاتِ وَقُلُوبُهُمْ
مُحْتَرِقَةٌ عَنِ الْخَطَرَاتِ وَأَرْوَاحُهُمْ

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم تو اُن سے
ہے۔ اور ان کی علامات دنیا میں یہ ہیں کہ ان
کے جسم کھانے پینے کی کمی سے اور اُن کے
نفس خواہشاتِ نفسانی سے اور ان کے دل
وساوسِ قلبی سے اور ان کے ارواح لذات
جل چکے ہیں۔ یہی حیاتِ ابدی ہیں جو دید

مُحْتَرِقَةٌ عَنِ اللَّحَظَاتِ وَهُمْ أَصْحَابُ الْبَقَاءِ الْمُحْتَرِقِيْنَ بِنُوْرِ اللِّقَاءِ۔

کے نور سے جل چکے ہیں۔

ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ إِذَا جَاءَكَ عَطْشَانٌ فِيْ يَوْمٍ شَدِيْدِ الْحَرِّ وَأَنْتَ صَاحِبُ الْمَاءِ الْبَارِدِ وَلَيْسَ لَكَ حَاجَةٌ بِالْمَاءِ فَلَوْ كُنْتَ تَمْنَعُهُ فَأَنْتَ أَبْخَلُ الْبَاخِلِيْنَ فَكَيْفَ أَمْنَعُهُمْ مِنْ رَحْمَتِيْ وَأَنَا سَجَّلْتُ عَلٰى نَفْسِيْ بِأَنِّيْ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ۔

پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم اگر سخت گرمی کے روز کوئی پیاسا تیرے پاس آئے اور تیرے پاس ٹھنڈا پانی موجود ہو اور تجھے ضرورت بھی اس کی نہ ہو۔ پس اگر تو اس سے پانی روک رکھے تو تو کنجوسوں سے سب سے زیادہ کنجوس ہے۔ پس میں کیسے اپنی رحمت سے ان کو روک رکھوں جبکہ میں نے اپنے بارے میں لکھدیا ہے (مُہر کردیا ہے) کہ میں سب سے زیادہ رحیم ہوں۔

ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ مَا بَعُدَ عَنِّيْ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْمَعَاصِيْ وَمَا قَرُبَ أَحَدٌ مِنِّيْ مِنْ أَهْلِ الطَّاعَاتِ۔

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم، گنہگاروں سے ایک بھی مجھ سے دُور نہیں اور نہ ہی پرہیز گاروں سے ایک بھی میرے قریب ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ لَوْ قَرُبَ مِنِّيْ أَحَدٌ لَكَانَ مِنْ

پھر مجھے فرمایا اے غوث الاعظم اگر کسی نے میرا قُرب حاصل کیا تو وہ گنہگاروں سے ہوگا۔

أَهْلُ الْمَعَاصِي لِأَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْعَجْزِ وَالنَّدَمِ۔

اس لیئے کہ وہ عاجزوں اور شرمسارو(ں) سے ہیں۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ اَلْعَجْزُ مَنْبَعُ الْأَنْوَارِ وَالْعُجْبُ مَنْبَعُ الظُّلْمَةِ۔

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم! عاجزی انوار کا خزانہ ہے اور تکبر اندھیروں کا سرچشمہ۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ أَهْلُ الْمَعَاصِي مَحْجُوبُونَ بِالْمَعَاصِي وَأَهْلُ الطَّاعَاتِ مَحْجُوبُونَ بِالطَّاعَاتِ وَلِي وَرَاءَ هُمَا قَوْمٌ آخَرُونَ لَيْسَ لَهُمْ غَمُّ الْمَعَاصِي وَلَا هَمُّ الطَّاعَاتِ۔

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم گنہگار گناہوں کے باعث اور پرہیزگار طاعت وعبادات کی وجہ سے مجھ سے محجوب ہیں (دور) اور میرے لیئے ان کے علاوہ ایک اور قوم (گروہ) ہے جس کو نہ گناہوں کا غم ہے نہ عبادت وزہد کا فکر ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ بَشِّرِ الْمُذْنِبِينَ بِالْفَضْلِ وَالْكَرَمِ وَبَشِّرِ الْمُعْجِبِينَ بِالْعَدْلِ وَالنِّقَمِ۔

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم گنہگاروں کو میرے فضل وکرم کی اور متکبروں کو عدل وانتقا(م) کی خوش خبری سنا دو۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ أَهْلُ الطَّاعَاتِ يَذْكُرُونَ النَّعِيمَ

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم نیکوکار د(ا) فرمانبردار نعمتوں کا ذکر کرتے ہیں اور گنہگا(ر)

وَاَهْلَ الْعِصْيَانِ يَسْتَغْفِرُوْنَ رحم کرنے والے کا تذکرہ کرتے ہیں۔

الرَّحِيْمِ۔

ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اَنَا قَرِيْبٌ اِلَى الْعَاصِيْ بَعْدَمَا يَفْرُغُ مِنَ الْعِصْيَانِ وَاَنَا بَعِيْدٌ مِنَ الْمُطِيْعِ اِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّاعَاتِ۔

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم میں گنہ گار کے نزدیک ہو جاتا ہوں جب وہ گناہوں سے فارغ ہو جاتا ہے اور اس تابعدار سے دور ہو جاتا ہوں جو تابعداری چھوڑ دیتا ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ خَلَقْتُ الْعَوَامَ فَلَمْ يُطِيْقُوْا نُوْرَ بَهَائِيْ فَجَعَلْتُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ حِجَابَ الظُّلْمَةِ وَخَلَقْتُ الْخَوَاصَ فَلَمْ يُطِيْقُوْا مُجَاوَرَتِيْ فَجَعَلْتُ الْاَنْوَارَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ حِجَابًا۔

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم میں نے عام لوگوں کو پیدا کیا۔ جب وہ میرے نور کی روشنی برداشت نہ کر سکے تو اپنے اور ان کے درمیان اندھیرے کا پردہ بنا دیا۔ اور خاص لوگوں کو پیدا کیا۔ جب انہوں نے میری نزدیکی برداشت نہ کی تو میں نے اپنے اور ان کے درمیان انوار کا پردہ بنا دیا۔

ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ قُلْ لِاَصْحَابِكَ مَنْ اَرَادَ مِنْهُمْ اَنْ يَصِلَ اِلَيَّ فَعَلَيْهِ بِالْخُرُوْجِ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ سِوَائِيْ۔

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم اپنے دوستوں سے کہ دیں کہ تم میں سے جو کوئی مجھے ملنے کا ارادہ کرے پس اس پر لازم ہے کہ میرے سوائے تمام کا خیال دل سے نکال دے۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمِ اُخْرُجْ عَنْ عُقْبَةِ الدُّنْیَا تَصِلْ تَصِلْ بِالْاٰخِرَةِ وَاخْرُجْ عَنْ عُقْبَةِ الْاٰخِرَةِ تَصِلْ اِلَیَّ۔

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم، دُنیا کی گھاٹی سے نکل۔ آخرت سے پیوند ہو جا اور آخرت کی گھاٹی سے نکل کر میری طرف اصل ہو جا۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمِ اُخْرُجْ عَنِ الْاَجْسَامِ وَالنُّفُوْسِ ثُمَّ اُخْرُجْ عَنِ الْقُلُوْبِ وَالْاَرْوَاحِ ثُمَّ اُخْرُجْ مِنَ الْحُکْمِ وَالْاَمْرِ تَصِلُ اِلَیَّ فَقُلْتُ یَا رَبِّ اَیُّ صَلٰوۃٍ اَقْرَبُ اِلَیْکَ۔ قَالَ الصَّلٰوۃُ الَّتِیْ لَیْسَ فِیْهَا سِوَایَ وَالْمُصَلِّیْ عَنْهَا غَائِبٌ۔ ثُمَّ قُلْتُ اَیُّ صَوْمٍ اَفْضَلُ عِنْدَکَ، قَالَ الصَّوْمُ الَّذِیْ لَیْسَ سِوَایَ وَالصَّائِمُ عَنْهُ غَائِبٌ۔ ثُمَّ قُلْتُ اَیُّ عَمَلٍ اَفْضَلُ عِنْدَکَ قَالَ الْعَمَلُ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْهِ سِوَایَ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَصَاحِبُهٗ عَنْهُ غَائِبٌ

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم، جسموں اور نفسوں سے پھر دل اور روحوں سے پھر حکم اور امر سے نکل کر مجھ سے واصل ہو جا۔ پس میں نے عرض کیا، اے رب العالمین! کونسی نماز تیرے نزدیک [illegible]تی ہے۔ فرمایا وہ نماز جس میں میرے سوائے [illegible] کچھ نہ ہو اور نماز ادا کرنے والا اس میں خود بھی غائب ہو۔ پھر میں نے عرض کیا۔ کونسا روزہ تیرے نزدیک افضل ہے۔ فرمایا وہ کہ جس میں میرے سوائے کچھ نہ ہو اور روزہ دار اس میں خود بھی غائب ہو۔ پھر میں نے عرض کیا، کونسا عمل تیرے نزدیک افضل ہے۔ فرمایا وہ عمل جس میں میرے سوائے بہشت اور دوزخ سے بھی کچھ نہ ہو اور عامل خود بھی اس میں غائب ہو۔ پھر میں

ثُمَّ قُلْتُ اَیُّ بُکَاءٍ اَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ بُکَاءُ الضَّاحِکِیْنَ ۔ ثُمَّ قُلْتُ اَیُّ ضِحْكٍ عِنْدَكَ اَفْضَلُ، قَالَ ضِحْكُ الْبَاکِیْنَ ۔ ثُمَّ قُلْتُ اَیُّ تَوْبَةٍ اَفْضَلُ عِنْدَكَ، قَالَ تَوْبَةُ الْمَعْصُوْمِیْنَ ۔ ثُمَّ قُلْتُ اَیُّ عِصْمَةٍ اَفْضَلُ عِنْدَكَ، قَالَ عِصْمَةُ التَّائِبِیْنَ ۔

نے عرض کیا، کونسا رونا تیرے نزدیک افضل ہے۔ فرمایا ہنسنے والوں کا رونا۔ پھر میں نے عرض کیا، کونسا ہنسنا تیرے نزدیک افضل ہے۔ فرمایا رونے والوں کا ہنسنا۔ پھر میں نے عرض کیا۔ کونسی توبہ تیرے نزدیک افضل ہے۔ فرمایا پاکوں کی توبہ۔ پھر میں نے عرض کیا۔ کون سی پاکیزگی تیرے نزدیک افضل ہے۔ فرمایا توبہ کرنے والوں کی پاکیزگی۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ لَیْسَ لِصَاحِبِ الْعِلْمِ عِنْدِیْ سَبِیْلٌ اِلَّا بَعْدَ اِنْکَارِہٖ لِاَنَّہٗ لَوْ تَرَكَ الْعِلْمَ عِنْدَہٗ صَارَ شَیْطَانًا ۔

پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم، صاحب علم کا میرے نزدیک کوئی راستہ نہیں مگر جب اس سے (علم سے) انکار کر جائے۔

قَالَ الْغَوْثُ رَاَیْتُ عَزَّ سُلْطَانُہٗ، فَسَاَلْتُہٗ یَا رَبِّ مَا مَعْنَی الْعِشْقِ قَالَ الْعِشْقُ حِجَابٌ بَیْنَ الْعَاشِقِ وَالْمَعْشُوْقِ ۔

غوث اعظم نے فرمایا، میں نے دیکھا اللہ جل شانہٗ کو۔ میں سوال کیا آپ سے، یا رب! عشق کے کیا معنی ہیں۔ فرمایا عشق بھی عاشق اور معشوق کے درمیان ایک پردہ ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ

پھر مجھے فرمایا۔ یا غوث الاعظم، جب تو

إِذَا أَرَدْتَ التَّوْبَةَ فَعَلَيْكَ بِإِخْرَاجِ هَمِّ الذَّنْبِ عَنِ النَّفْسِ ثُمَّ بِإِخْرَاجِ الْخَطَرَاتِ عَنِ الْقَلْبِ تَصِلُ إِلَيَّ وَإِلَّا فَأَنْتَ مِنَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ۔

توبہ کا ارادہ کرے۔ پس تجھے چاہیے کہ گناہوں کا
خوف وغم وجود سے نکال دے۔ پھر وسوسوں
کو دل سے نکال کر مجھ سے واصل ہو جا۔ ورنہ تو
ٹھٹھا کرنے والوں میں سے ہوگا۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَدْخُلَ حَرَمِي فَلَا تَلْتَفِتْ بِالْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ وَلَا بِالْجَبَرُوْتِ لِأَنَّ الْمُلْكَ شَيْطَانُ الْعَالِمِ وَالْمَلَكُوْتَ شَيْطَانُ الْعَارِفِ وَالْجَبَرُوْتَ شَيْطَانُ الْوَاقِفِ فَمَنْ رَضِيَ بِوَاحِدٍ مِنْهَا فَهُوَ عِنْدِيْ مِنَ الْمَطْرُوْدِيْنَ۔

پھر مجھے فرمایا، اے غوث الاعظم، جب تو
میرے گھر میں داخل ہونے کا ارادہ کرے۔ تو تو
ہرگز ملک اور ملکوت اور جبروت کی طرف متوجہ
نہ ہو۔ کیونکہ عالم شہود (ظاہری) مخلوقات کا شیطان
ہے اور عالم ملکوت عارفوں کا شیطان ہے اور
عالم احدیت واقفوں کا شیطان ہے۔ پس
جو کوئی ان میں سے کسی ایک پر بھی راضی ہو
گیا۔ وہ میرے نزدیک دور ہونے والوں سے ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ الْمُجَاهَدَةُ بَحْرٌ مِنْ مُشَاهَدَةٍ وَحِيْتَانُهُ الْوَاقِفُوْنَ فَمَنْ أَرَادَ الدُّخُوْلَ فِي بَحْرِ الْمُشَاهَدَةِ فَعَلَيْهِ

پھر مجھے فرمایا، اے غوث اعظم، مجاہدہ
مشاہدے کا ایک سمندر ہے اور واقف کا اس
کی مچھلیاں ہیں۔ پس جو کوئی مشاہدہ کے سمندر میں
داخل ہونے کا ارادہ کرے۔ اس پر لازم ہے کہ

بِاخْتِيَارِ الْمُجَاهَدَةِ لِاَنَّ الْمُجَاهَدَةَ بَذْرُ الْمُشَاهَدَةِ ۔

مجاہدہ اختیار کرے ۔ کیونکہ مجاہدہ مشاہدہ کا بیج ہے ۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمِ لَا بُدَّ لِلطَّالِبِیْنَ مِنَ الْمُجَاهَدَةِ كَمَا لَا بُدَّ لَهُمْ مِنِّیْ ۔

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم ، طالبانِ حق کے لئے مجاہدہ کے بغیر کوئی چارہ نہیں جیسا کہ انکو میرے سوا کوئی چارہ نہیں ۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اِنَّ اَحَبَّ الْعِبَادِ اِلَیَّ عَبْدِیَ الَّذِیْ كَانَ لَهُ وَالِدٌ وَّ وَلَدٌ وَّقَلْبُهُ فَارِغٌ مِّنْهُمَا بِحَیْثُ لَوْ مَاتَ لَهُ الْوَالِدُ فَلَا یَكُوْنَ لَهُ حُزْنٌ بِمَوْتِ الْوَالِدِ وَلَوْ مَاتَ لَهُ الْوَلَدُ فَلَا یَكُوْنُ لَهُ هَمُّ الْوَلَدِ فَاِذَا بَلَغَ الْعَبْدُ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةَ فَهُوَ عِنْدِیْ بِلَا وَالِدٍ وَّلَا وَلَدٍ ۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا اَحَدٌ ۔

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم تحقیق بندوں کی محبت میرے ساتھ بندہ کی اس طرح ہونی چاہیے ۔ جس کا باپ بھی موجود ہو اور بیٹا بھی اور دل اس کا ہر دو سے فارغ ہو اس حیثیت سے کہ اگر اس کا باپ مرجاوے تو اس کو باپ کی وفات پر کوئی غم محسوس نہ ہو اور اگر بیٹا فوت ہو جاوے ۔ تو بھی بیٹے کے مرنے کا غم لاحق نہ ہو ۔ پس جب بندہ اس منزل پر چڑھ جائے تو وہ میرے نزدیک بلا باپ اور بیٹے کے ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں ۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ مَنْ یَّذُقْ فَنَاءَ الْوَالِدِ بِمَحَبَّتِیْ

پھر مجھے فرمایا اے غوث اعظم ، جس نے میری محبت کے ہوتے باپ کے مرنے کو اور میری

وَهٰذَا الْوَلَدُ بِسُوْدَانِي لَمْ يَجِدْ لَذَّةَ الْوَحْدَانِيَّةِ وَالْفَرْدَانِيَّةِ ۔

وہ ہستی کے ہوتے بیٹے کے مرنے کو محسوس کیا، اس نے وحدانیت اور فردانیت کی لذت نہ پائی

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْاَعْظَمِ اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَنْظُرَ اِلَيَّ فِي مَحَلٍّ فَاخْتَرْ قَلْبًا فَارِغًا عَنْ سِوَائِي ۔

پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم جب تو کسی محل میں میری طرف دیکھنے کا ارادہ کرے پس تو دل کو میرے غیر سے فارغ کر دے ۔

فَقُلْتُ يَا رَبِّ مَا عِلْمُ الْعِلْمِ قَالَ عِلْمُ الْعِلْمِ هُوَ الْجَهْلُ عَنِ الْعِلْمِ ۔

پھر میں نے عرض کیا۔ علم العلم کیا ہے۔ فرمایا علموں کا علم تمام علموں سے لاعلمی ہے ۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْاَعْظَمِ طُوْبٰى لِعَبْدٍ مَالَ قَلْبُهٗ اِلَى الْمُجَاهَدَةِ وَوَيْلٌ لِعَبْدٍ مَالَ قَلْبُهٗ اِلَى الشَّهَوَاتِ ۔

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم، اس آدمی کو بشارت ہو جس کا دل مجاہدہ کی طرف مائل ہو اور اس شخص پر افسوس ہے جس کا دل خواہشات نفسانی کی طرف مائل ہو ۔

قَالَ الْغَوْثُ سَأَلْتُ الرَّبَّ تَعَالٰى عَنِ الْمِعْرَاجِ قَالَ هُوَ الْعُرُوْجُ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ سِوَائِي وَكَمَالُ الْمِعْرَاجِ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۔

غوث الاعظم نے فرمایا، میں نے اللہ تعالیٰ سے معراج کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا کہ وہ میرے سوائے تمام چیزوں سے بلند ہو جانا ہے، اور معراج کا کمال "نہ آنکھ جھپکی اور نہ بھکی" کا مصداق ہونا ہے ۔

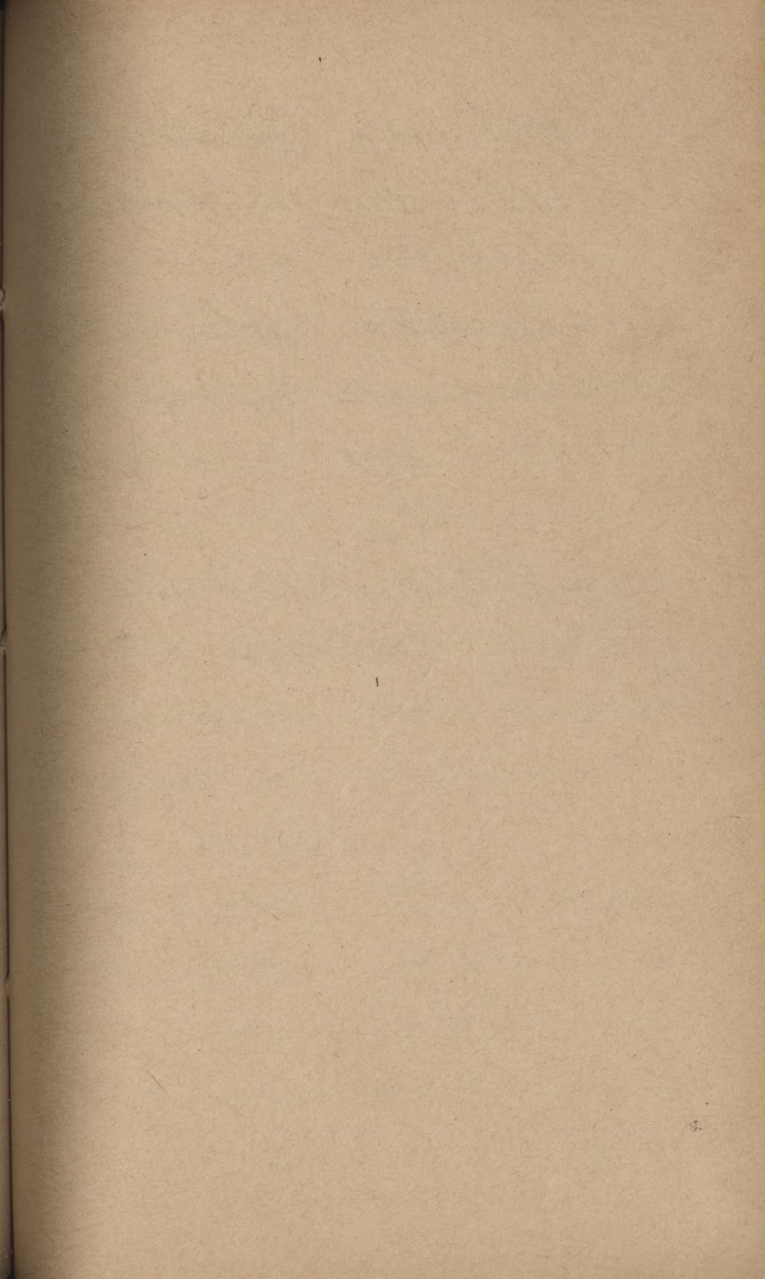
ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثُ الْاَعْظَمِ لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَا مِعْرَاجَ لَہٗ عِنْدِیْ۔

پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم میرے نزدیک، وہ نماز نہیں ہے جس میں معراج نہیں ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثُ الْاَعْظَمِ اَلْمَحْرُوْمُ عَنِ الصَّلٰوۃِ ھُوَ الْمَحْرُوْمُ عَنِ الْمِعْرَاجِ عِنْدِیْ۔

پھر مجھے فرمایا۔ اے غوث الاعظم، جو نماز سے محروم ہے وہ میرے نزدیک معراج سے بھی محروم ہے۔

اِلٰی ھُنَا تَمَّتِ الْغَوْثِیَّۃُ وَتُسَمّٰی الْمِعْرَاجِیَّۃُ بِتَوْفِیْقِ اللّٰہِ تَعَالٰی عَزَّ سُلْطَانُہٗ



باب ششم

تصانیفِ غوث پاک قدّس سرّہٗ

و

خُطبات و مَواعِظ

تصانیف

سیدنا محبوب سبحانی قطب ربّانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز

نمبر شمار	نام کتاب	کوائف
۱	غنیۃ الطالبین	۱۲۸۰ھ میں مصر میں طبع ہوئی
۲	الفتح الربانی	۱۲۸۱ھ میں مصر میں طبع ہوئی
۳	فتوح الغیب	" " " " " "
۴	حزب بشائر الخیرات	اسکندریہ مصر میں طبع ہوئی
۵	المواہب الرحمانیہ والفتوحات الرحمانیہ	کشف الظنون جامی نے ذکر کیا ہے جو خلیفہ تھے ۔
۶	جلاء الخاطر	ایضاً
۷	سرّ الاسرار	علم تصوف کے بارے میں ہے ۔ مدرسہ قادریہ میں قلمی نسخہ موجود ہے ۔
۸	ردّ الرافضہ	مدرسہ قادریہ میں قلمی نسخہ موجود ہے ۔
۹	تفسیر قرآن کریم دو جلد	کتب خانہ رشید کرام طرابلس میں موجود ہے ۔
۱۰	علم ریاضی کے متعلق ۶۳۲ھ میں لکھی مگر ناتمام موجود ہے ۔	

یہ تصنیفات وہ ہیں جو زمانہ حال میں اقصائے عالم میں موجود پائی جاتی ہیں ۔

مگر معتبر روایات سے معلوم ہے کہ آں حضور قدس سرہ العزیز نے مختلف علوم میں ۶۹
کتب تصنیف فرمائی ہیں اور خاص طور پر فقہِ حنبلی اور فقہِ شافعی اور تفسیرِ قرآن و
احادیث و دیگر علومِ اسلامیہ تصنیف فرمائی ہیں۔

خطبۂ وعظ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آنحضور قدس سرہ العزیز کے صاحبزادے سیدنا شیخ المشائخ عبدالوہاب و شیخ عبدالرح
رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمارے والد ماجد مجلس وعظ میں فرمایا کرتے تھے۔ اَلْحَمْدُ
لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اس کے بعد آپ خاموش ہو جاتے تھے۔ پھر فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَ
الْعٰلَمِیْنَ پھر خاموش ہو جاتے۔ پھر فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پھر خامو
ہو جاتے۔ پھر یہ فرماتے: (ترجمہ: سب تعریفیں خدائے تعالیٰ کے لئے ہی ہیں)

عَدَدَ خَلْقِہٖ وَ زِنَۃَ عَرْشِہٖ
وَ رِضَاءَ نَفْسِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ
وَمُنْتَہٰی عِلْمِہٖ وَجَمِیْعَ مَاشَآءَ
وَخَلَقَ وَ ذَرَاَ وَ بَرَاَ عَالِمُ الْغَیْبِ
وَالشَّہَادَۃِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ
وَ اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ
وَحْدَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ
یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَ ھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ

اُس کی تمام مخلوقات اس کے عرش کے اس کلما
اُس کے منتہائے علم، اُس کی تمام مخلوقات
سب کے برابر اور جس قدر کہ وہ پسند کرے
ظاہر و باطن غرضیکہ تمام چیزوں کا جاننے والا
نرمی اور مہربانی کرنے والا ہر ایک چیز کا مالک
سب سے غالب اور سب سے زیادہ حکمت والا
میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوائے کوئی معبود
وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ ملک بھی اُس
ہے اور تمام تعریفیں بھی اسی کو زیبا ہیں۔ وہی سب

بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ وَلَا نِدَّ لَهٗ وَلَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ
لَا وَزِيْرَ وَلَا عَوْنَ وَلَا ظَهِيْرَ
الْوَاحِدُ الْاَحَدُ الْفَرْدُ الصَّمَدُ
الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَ
لَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ لَيْسَ
بِجِسْمٍ فَيُلْمَسَ وَلَا جَوْهَرٌ
فَيُحَسَّ وَلَا عَرْضٌ فَيَكُوْنَ
مُسْتَقْصًا هُنَالِكَ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ
وَلَا مُشَابِهَ لَكَ جَلَّ اَنْ يُشْبِهَهٗ
بِمَا صَنَعَهٗ اَوْ يُضَافَ بِمَا
اخْتَرَعَهٗ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّ
هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ وَاَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَحَبِيْبُهٗ وَخَلِيْلُهٗ
وَصَفِيُّهٗ وَنَجِيُّهٗ وَخِيَرَتُهٗ مِنْ
خَلْقِهٖ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ

زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔ وہ خود تا ابد الآباد
زندہ رہیگا اسے کبھی موت نہیں ہر طرح کی بھلائی اسی کے
قبضۂ قدرت میں ہے اور وہ ہر بات پر قادر ہے۔ نہ
اس کا کوئی ہمسر ہے نہ کوئی شریک ہے نہ وزیر نہ معاون
نہ مددگار۔ ایک اکیلا تن تنہا، پاک اور بے نیاز ہے
نہ وہ کسی سے اور نہ کوئی اس سے پیدا ہوا۔ کوئی اس کی
برابری کا نہیں۔ نہ وہ جسم ہے کہ گھٹ بڑھ سکے نہ وہ
جوہر ہے کہ جلا قبول کرے۔ نہ وہ عرض ہے کہ نقصان
قبول کرے۔ وہ اس بات سے بھی بالاتر ہے کہ اس کی
بنائی ہوئی چیزوں سے اسے تشبیہ یا اس کے اختراعات
میں سے کسی کے ساتھ اسے نسبت دی جائے بلکہ
اس جیسی کوئی بھی شے نہیں۔ وہ سب کچھ سنتا اور
سب کچھ دیکھتا ہے۔ میں اس بات کی بھی گواہی
دیتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے
بندے اور اس کے رسول اس کے دوست اور پسندیدہ
دوست اور اس کی کل مخلوقات میں بہترین مخلوق
ہیں۔ اس نے آپ کو ہدایت کامل اور دین حق دیکر بھیجا

الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ
وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ - اَللّٰهُمَّ
اَرْضَ عَنِ الرَّفِيْعِ الْعِمَادِ الطَّوِيْلِ
النِّجَادِ الْمُؤَيَّدِ بِالتَّحْقِيْقِ الْمُكَنّٰى
بِعَتِيْقٍ الْخَلِيْفَةِ الشَّفِيْقِ الْمُسْتَخْرَجِ
مِنْ اَطْهَرِ اَصْلٍ عَرَبِيٍّ الَّذِيْ اِسْمُهٗ
بِاِسْمِهٖ مَقْرُوْنٌ وَجِسْمُهٗ مَعَ جِسْمِهٖ
مَدْفُوْنٌ اَلْاِمَامِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَنِ الْقَصِيْرِ
الْاَمَلِ الْكَثِيْرِ الْعَمَلِ الَّذِيْ لَا
خَامَرَهٗ وَجَلٌ وَّلَا عَارَضَهٗ ذَلَلٌ
وَلَا دَاخَلَهٗ مَلَلٌ الْمُؤَيَّدِ بِالصَّوَابِ
اَلْمُلْهَمِ بِفَصْلِ الْخِطَابِ حَتّٰى فِي
الْمِحْرَابِ الَّذِيْ وَافَقَ حُكْمُهٗ
نَصَّ الْكِتَابِ اَلْاِمَامِ اَبِيْ حَفْصٍ
عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
وَعَنْ مُجَهِّزِ جَيْشِ الْعُسْرَةِ وَ

تاکہ تمام ادیان پر اس کو غالب کر دے۔ اگرچہ
اس بات کو پسند نہ کریں۔ اے اللہ تو راضی ہو
اپنی رحمتیں اتار ان پر جو اونچے گھرانے والے
بڑے پرتلوں والے ہوئے ہیں۔ حق کے موید ہیں
کی کنیت عتیق ہے جو کہ خلیفہ مہربان ہوئے۔ اور
کی اصل اصل طاہر سے ہے جن کا نام کہ جناب
کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم مبارک
ساتھ اور جن کا جسم مبارک آپ کے جسم اطہر کے
مدفون ہے، یعنی امام عادل امیر المومنین حضرت
الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اور ان پر جو کہ
حرص و کثیر العمل ہوئے۔ جن کو نہ کسی کا خوف
لاحق ہوتا نہ لغزش سرزد ہوتی اور نہ راہ حق
کسی طرح سے تھکتے۔ حق جن کی تائید پر تھا جنھیں فیصلہ
کن الہام ہو چکا تھا۔ جو کہ سیدھی راہ پر رہتے اور جن
وحی و آیات قرآنی کے مطابق اترا یعنی امام عادل
ابوحفص عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اور ان
اسلامی لشکر کی تیاریوں میں نہایت سرگرم

عَاشِرِ الْعَشَرَةِ مَنْ شَدَّ الْإِيْمَانَ
وَرَتَّلَ الْقُرْآنَ وَشَتَّتَ الْفُرْسَانَ
وَقَمَعَ الطُّغْيَانَ وَزَايَنَ
الْمِحْرَابَ بِإِمَامَتِهِ وَالْقُرْآنَ
بِتِلَاوَتِهِ أَفْضَلِ الشُّهَدَاءِ وَ
أَكْرَمِ السُّعَدَاءِ الْمُسْتَحِي
مَلَائِكَةُ الرَّحْمٰنِ ذِي النُّوْرَيْنِ
أَبِي عَمْرٍو عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ
اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنِ الْبَطَلِ الْبُهْلُوْلِ
زَوْجِ الْبَتُوْلِ وَابْنِ عَمِّ رَسُوْلِ
وَسَيْفِ اللّٰهِ الْمَسْلُوْلِ فَارِعِ
الْبَابِ وَهَازِمِ الْأَحْزَابِ إِمَامِ
الدِّيْنِ وَعَالِمِهِ وَقَاضِي الشَّرْعِ
وَحَاكِمِهِ وَالْمُتَصَدِّقِ فِي الصَّلٰوةِ
بِخَاتِمِهِ مُفْدِي رَسُوْلِ اللّٰهِ
بِنَفْسِهِ وَمَظْهَرِ الْعَجَائِبِ الْإِمَامِ
أَبِي الْحَسَنَيْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

عشرہ مبشرہ سے ہوئے جنہوں نے ایمان کی جڑ کو
مضبوط کر دیا جنہوں نے لشکر پھیلا کر کفار کی سرکشی
مٹا دی جنہوں نے مسجدوں کی محرابوں کو اپنی امامت
سے اور کلامِ ربانی کو اس کی تلاوت سے مزین کیا۔
جو کہ افضل الشہدا و اکرم السعداء ہیں جن کی شرم و حیا
کا یہ حال تھا کہ ان سے فرشتے بھی حیا کرتے تھے
یعنی امیر المومنین حضرت ابو عمرو بن عثمان بن عفان
رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر۔ اور ان پر جو کہ شیر خدا،
زوج بتولؓ اور جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے چچیرے بھائی ہیں۔ جو کہ خدا
تعالیٰ کی نکلی ہوئی تلوار ہیں۔ دشمنوں کے
لشکروں کو شکست فاش دیا کرتے تھے۔ جو کہ امام
عادل، قاضی و حاکم شرع اور نماز کا پورا حق ادا
کرنے والے ہوئے جو کہ اپنی زوجِ پر فتوح کو جناب
سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فدا کرتے
تھے یعنی مظہر العجائب و الغرائب امام عادل امیر
المومنین ابی الحسنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ

كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَعَنِ السِّبْطَيْنِ
الشَّهِيْدَيْنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ
وَعَنِ الْعَمَّيْنِ الشَّرِيْفَيْنِ الْحَمْزَةِ
وَالْعَبَّاسِ وَعَنِ الْاَنْصَارِ وَ
الْمُهَاجِرِيْنَ وَعَنِ التَّابِعِيْنَ
لَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنَ
يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ط اَللّٰهُمَّ اَصْلِحِ
الْاِمَامَ وَالْاُمَّةَ ط وَالرَّاعِيَ وَ
الرَّعِيَّةَ وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ
فِي الْخَيْرَاتِ وَادْفَعْ شَرَّ بَعْضِهِمْ
عَنْ بَعْضٍ۔ اَللّٰهُمَّ وَاَنْتَ الْعَالِمُ
بِسَرَائِرِنَا فَاَصْلِحْهَا وَاَنْتَ
الْعَالِمُ بِذُنُوْبِنَا فَاغْفِرْهَا وَ
اَنْتَ الْعَالِمُ بِذُنُوْبِنَا فَاسْتُرْهَا
وَاَنْتَ الْعَالِمُ بِحَوَائِجِنَا فَاقْضِهَا
لَا تَرَانَا حَيْثُ نَهَيْتَنَا وَلَا
تَفْقِدْنَا حَيْثُ اَمَرْتَنَا وَاَعِزَّنَا

وجہہٗ اور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
سبطین الشہیدین الامام الحسن والحسین
آپ کے عم بزرگ حضرت حمزہ اور عباس
مہاجرین و انصار پر، سب پر رضی اللہ تعالیٰ
اور ان پر بھی جو کہ قیامت تک ان کی پیروی
ہیں۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔ اے پرو
امام اور امت و حاکم و محکوم دونوں
صلاحیت نصیب کر۔ ان کے دلوں میں ایک
دوسرے کی محبت ڈال۔ انہیں نیکی کی توفیق
اور ایک دوسرے کے شر سے انہیں محفوظ
اے پروردگار تو ہمارے مخفی رازوں سے وا
ہے تو ان کی اصلاح کر۔ تجھ کو ہمارے گناہوں
ہے تو انہیں معاف کر تو ہمارے عیبوں سے
ہے انہیں چھپا۔ تو ہماری ضرورتوں کو جانتا
انکو پورا کر۔ جن باتوں سے تو نے ہمیں منع کیا
ان کے کرنے کا ہمیں موقع نہ دے اور توفیق
کہ ہم تیرے احکام کے پابند رہیں۔ ہمیں اپنی طا

بِالطَّاعَةِ وَلَا تُذِلَّنَا بِالْمَعْصِيَّةِ
وَاشْغِلْنَا بِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ
وَاقْطَعْ عَنَّا كُلَّ قَاطِعٍ
يَقْطَعُنَا عَنْكَ وَ أَلْهِمْنَا
ذِكْرَكَ وَشُكْرَكَ وَحُسْنِ
عِبَادَتِكَ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مَا
شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ
يَشَأْ لَمْ يَكُنْ مَا شَآءَ اللّٰهُ
لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۝
اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا فِيْ غَفْلَةٍ وَ
لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِيْنَا أَوْ
أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا
إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا
لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ط وَاعْفُ عَنَّا
وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ
مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ

عبادت کی عزت نصیب کر اور گناہوں کی ذلت
میں نہ ڈال۔ اپنے ماسوا سے ہمیں اپنی طرف
کھینچ لے اور اسے ہم سے دور کردے، جو تجھ
سے ہمیں دُور کرے۔ ہمیں اپنے ذکر و شکر
کرنے کا طریقہ سکھلا اور صبر و شکر کی توفیق عطا
فرما اور طاعت اور عبادت کرنے میں ہمیں
خلوص اور یقین نصیب فرما۔ اللہ تعالیٰ کے سوائے
کوئی معبود نہیں جو کچھ کہ وہ چاہتا ہے وہی ہوتا
ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔ کسی کو کچھ
طاقت و قوت نہیں۔ مگر اس کی اعانت سے بے
شک وہ عظمت والا اور بزرگی والا ہے۔ اے پروردگار
ایسا کرم کر کہ ہماری زندگی غفلت میں بسر نہ ہو۔
اے پروردگار! اگر ہم بھول جائیں یا قصداً
ہم سے خطا ہو جائے۔ تو ہم سے درگزر
کر اور ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈال۔ جتنا کہ تو نے
اگلی امتوں پر ڈالا۔ جس بات کی ہمیں طاقت نہ
ہو۔ اس کے لئے تو ہمیں مجبور نہ کر۔ ہم سے تو

الْكٰفِرِيْنَ اٰمِيْنَ يَا اِلٰهُ الْعٰالَمِيْنَ۔ نرمی فرما اور ہمارے گناہوں کو بخش دے اور اپنا کرم ہمارے شامل حال رکھ۔ تو ہی ہمارا مالک حقیقی مددگار ہے۔ تو ہی کافروں پر بھی ہماری مدد فرما۔ آمین یا الٰہ العالمین!

اَعمالِ صالح کے متعلق

جو شخص کہ اپنے مالک حقیقی سے سچا تعلق قائم کر کے نکوکاری پرہیزگاری اختیار کر لیتا ہے۔ وہ رات دن ماسوی اللہ سے بیزار رہتا ہے۔ میرے دوستو، تم ایسی بات کا جو تم میں نہ ہو ہرگز دعویٰ نہ کرو۔ خدا کو ایک جانو۔ کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ نہ اس کا کوئی ہم شکل اور مشابہ ٹھہراؤ۔ اس کو حلول اور اتحاد سے مبرا سمجھو۔ جس کسی کا اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں کچھ بھی خرچ ہوتا ہے خدائے تعالیٰ ضرور ہی اسے نعم البدل عطا فرماتا ہے۔

یاد رکھو کہ دل کی کدورت نہیں جا سکتی۔ جب تک کہ نفس کی کدورت نہ جائے تا وقتیکہ نفس اصحاب کہف کے کتے کی طرح رضا کے دروازے پر نہ بیٹھ جائے۔ دل میں صفائی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اسی وقت تو یہ خطاب ملیگا: يٰاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ط یعنی اے نفس مطمئنہ تو نہایت خوش و خرم ہو کر اپنے پروردگار کی طرف چلا جا۔ اسی وقت وہ حضرت القدس میں باریابی حاصل کر سکے گا اور توجہات اور نظر رحمت کی آماجگاہ بنے گا۔ اس کی عظمت اس کا جلال اس پر منکشف ہوگا اور مقام ارفع اور اعلیٰ سے اسے یہ سنائی دینے لگے گا يَا عَبْدِيْ كُلُّ شَيْءٍ

اَنْتَ لِیْ وَ اَنَا لَکَ ۔ یعنی اے میرے بندے اور تمام میرے بندہ ۔ تُو میرے لیئے ہے اور میں تیرے لیئے ۔ جب اس حال میں اسے ہدایت تک تقرب الٰہی حاصل رہے گا ۔ تو اب وہ خاصانِ خدا سے ہو جائے گا ۔ اور خلیفۃ اللہ علی الارض کہلانے کا مستحق اور اس کے اسرار پر مطلع ہونے کا اہل ہو جائے گا ۔ اور اب وہ خدا کا امین ہوگا ۔ اور اب اسے خدائے تعالیٰ نے اسے دُنیا میں بھیجا ہے کہ معصیت کے دریا میں ڈوبنے والوں کو غرق ہونے سے بچالے اور گمراہی کے بیابانوں میں راہ حق سے گم گشتہ لوگوں کو راہ حق پر لانکالے پھر اگر مردہ دل پر اس کی گذر ہو جاتی ہے تو وہ زندہ کر دیتا ہے اور اگر گنہگار پر نظر پڑتی ہے تو اسے نصیحت کرتے ہی بد بخت سے نیک بخت بنا دیتا ہے ۔

یہ بھی یاد رہے کہ اولیاء اللہ ابدال کے غلام ہیں اور ابدال انبیاء کے اور انبیاء حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صلوٰۃ اللہ وسلامہ اجمعین ۔

اولیاء اللہ کی مثال بادشاہ کے فسانہ گو جیسی ہے کہ وہ ہمیشہ بادشاہ کا مصاحب بنا رہتا ہے ۔ اولیاء اللہ کے لئے رات تو ان کے حق میں تختِ سلطنت ہوتی ہے اور ان کے لئے دن تقرب الٰہی کا سبب ہوتا ہے ۔ مگر راز کو ظاہر کرنے کی اجازت نہیں ۔ یَا بُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْیَاکَ عَلٰی اِخْوَتِکَ یعنی اے بیٹے تم اپنی خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا ۔

علم کے متعلق

پہلے علم پڑھو اور پھر گوشہ نشین بنو ۔ جو شخص بغیر علم کے عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوتا ہے اس کے تمام کام بہ نسبت سنورنے کے بگڑتے

زیادہ ہیں۔ پہلے اپنے ساتھ شریعتِ الٰہی کا چراغ لے لو۔ پھر عبادت الٰہی میں مشغول ہو۔ جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے، خدا تعالیٰ اس کے علم کو وسیع کرتا ہے۔ اور علم (لدنی) جو اسے حاصل نہیں تھا سکھلاتا ہے۔ تم اسباب سے اور تمام خلقت سے منقطع ہو جاؤ، اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے دل کو مضبوط اور مستحکم کر دے گا اور اس کا میلان و رجحان عبادت اور پرہیزگاری کی طرف کر دے گا۔ ماسوائے اللہ سے جُدا رہو۔ اور اپنا چراغ شریعت گل ہونے سے ڈرتے رہو۔ خدا تعالیٰ سے نیک نیتی رکھو۔ چالیس روز اگر تم اس کی یاد میں بیٹھے رہو تو تمہارے دل سے زبان کی راہ حکمت کے چشمے پھوٹ نکلیں گے اور تمہارا دل اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح محبّتِ الٰہی کی آگ دیکھنے لگے گا اور آتش محبت دیکھ کر تمہارے نفس تمہاری خواہش تمہارے شیطان تمہاری طبیعت تمہارے اسباب اور وجود سے کہنے لگے گا۔ کہ ٹھہر جاؤ میں نے آگ دیکھی ہے اور مقام سِر سے اس کی ندا ہوگی کہ میں ہوں تیرا رب، تو میرے غیر سے تعلق نہ رکھ۔ مجھے پہچان لے اور میرے ماسوا کو بھول جا۔ مجھ سے علاقہ رکھ اور سب سے تعلق توڑ دے۔ میرا طالب بنا رہ اور باقی سب سے اعراض کر میرے علم سے میرا تقرب حاصل کر۔ پھر جب لقا تمام ہو جائیگی تو تمہیں جو کچھ حاصل ہوگا، الہام ہوگا اور حجاب زائل ہو جاویں گے اور کدورت دُور ہو جائے گی اور نفس بھی ساکن ہو جائیگا اور الطاف کریمانہ ہونے لگیں گے۔ خطاب ہوگا کہ اے ای فرعون نفس اور خواہش و شیطان کو میرے پاس لاؤ۔ میں انہیں ہدایت کروں گا۔ اور ان سے کہنا کہ تم میری پیروی کرو، میں تمہیں نیک راہ بتاؤنگا۔

فنائے متعلق

آپ نے فرمایا کہ تم حکم الٰہی کو مدِّنظر رکھ کر مخلوقات سے اپنے نفس اور خواہش اور اس کے ارادہ کو مدِّنظر رکھ کر اپنے فعل سے درگزر کرو۔ اس وقت تم علم الٰہی کے لائق ہوسکو گے۔ مخلوق سے فنا ہوجانے کی یہ علامت ہے کہ ان سے تمہارا تعلق منقطع ہوجائے۔ ان کے نفع سے ناامید اور ان کے ضرر سے بے خوف رہو۔ اور خود اپنی ہستی اور نفس و خواہش سے فنا ہوجانے کی یہ علامت ہے کہ نفع حاصل کرنے اور ضرر دُور کرنے میں اسباب ظاہری سے نظر اٹھالو اور اپنے ذریعہ اور سبب سے خود کچھ نہ کرو اور نہ اپنے لئے کچھ اپنا بھروسہ سمجھو۔ بلکہ اپنے تمام اُمور اسی خالق حقیقی کو سونپ دو۔ جس نے اولاً اس میں تصرف کیا ہے۔ وہی اب بھی تصرف کریگا اور اپنے ارادہ سے فنا ہوجانے کی یہ علامت ہے کہ مشیّت الٰہی کے سامنے تمہارا ارادہ باقی نہ رہے بلکہ اسی کا فعل تمہارے اندر جاری رہے اور تمہارے اعضاء اس کے فعل سے خاموش ہوں اور دل مطمئن اور خوش رہے اور ذرا بھی منقبض نہ ہو اور باطن معمور اور تمام حاجتوں سے مستغنی رہے اور تم قدرت الٰہی میں ہو جاؤ۔ جو کچھ بھی وہ تم پر تصرف کرے۔ زبان ازلی اس وقت تمہیں پکاریگی، علم لدُنّی تم کو حاصل ہوگا۔ نور جمال الٰہی کا لباس پہنو گے۔ پھر جب ارادہ الٰہی کے سوائے تمہارے اندر اور کچھ نہ رہیگا۔ تو اس وقت تصرفات و خرق عادات تمہاری طرف منسوب ہوں گے۔ مگر بظاہر اور درحقیقت وہ فعل الٰہی ہوگا۔ اقدٗ لنشاۃ اُخرای ہے۔ پھر جب تم اپنے دل میں کوئی ارادہ پاؤ۔ تو خدائے تعالیٰ کی عظمت و بزرگی کا خیال کرو اور اپنے وجود کو حقیر جانو۔ یہاں تک کہ تمہارے وجود پر قضاءِ الٰہی وارد ہو۔ اس وقت تمہیں بقا حاصل ہوگی کیونکہ فنا حد ہے۔ وہ یہ کہ اکیلا خدا

تعالیٰ ہی باقی رہے۔ جیساکہ خلق کے پیدا کرنے سے پہلے بھی اکیلا تھا۔ یہی حالت فنا ہے۔ جب تم خلق سے جدا ہو جاؤ گے تو کہا جائیگا۔ (یعنی خدا تعالیٰ تم پر اپنی رحمت اتارے اور حقیقی زندگی نصیب کرے) تب حقیقی زندگی حاصل ہوگی اور وہ غنا کہ جس کے بعد فقر نہیں اور وہ عطا کہ جس کے بعد روکاوٹ نہیں اور وہ امن کہ جس کے بعد خوف نہیں اور وہ نیک بختی کہ جس کے بعد بدبختی نہیں اور وہ عزت کہ جس کے بعد ذلت نہیں اور وہ قرب کہ جس کے بعد بُعد اور وہ عظمت اور بزرگی کہ جس کے بعد ذلت اور حقارت نہیں اور وہ پاکی کہ جس کے بعد نجاست متصوّر نہیں ہوسکتی حاصل ہوگی۔

زُہد و ورع کے متعلّق

آپ نے فرمایا۔ ورَع سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بندہ تمام اشیاء سے رکا رہے۔ شریعت جس چیز کی اجازت دے اسے اختیار کرے اور باقی سب کو چھوڑ دے۔ ورَع کے تین درجے ہیں:۔

اوّل، ورع عوام: یہ ہے کہ حرام اور مشتبہ چیزوں سے رُکا رہے۔

دوم، ورع الخواص: یہ ہے کہ نفس اور خواہش کی تمام چیزوں سے رُکا رہے۔

سوم، ورع الخاص الخواص: یہ ہے کہ بندہ ہر اُس چیز سے جس کا وہ ارادہ کر سکتا ہے رکا رہے۔

ورع کی دو قسمیں ہیں:۔

اوّل، ورع ظاہری: وہ یہ کہ بجز امر الٰہی حرکت نہ کرے۔

دوم، ورع باطنی: یہ کہ دل پر ماسوی اللہ کے کسی کا گذر نہ ہو۔

پس جو شخص ورع کی باریکیوں کو مدِّ نظر نہیں رکھتا۔ وہ اس کے مراتب عالیہ تک نہیں

پہنچ سکتا اور ورع اللسان بہت مشکل ہے (یعنی گفتگو میں) اور امارت اور ریاست کی حالت میں تو نہایت ہی مشکل ہے۔ زہد ورع کی پہلی سیڑھی ہے۔ جیسا کہ قناعت رضا کی پہلی سیڑھی ہے۔ ورع کے قوانین کھانے، پینے، بیٹھنے میں بھی ہیں۔ متقی کا کھانا خلقت کے کھانے کے برعکس ہوتا ہے کہ نہ تو شریعت اس پر گرفت کر سکتی ہے نہ کسی کو اس میں کچھ نزاع ہوتی ہے اور ولی کا کھانا وہ ہے کہ جس میں اس کا کچھ ارادہ نہیں ہوتا بلکہ محض فضلِ الٰہی سے وہ کھانا اسے ملتا ہے۔ پس جس کے لئے پہلی صفت متحقق و متخلق نہیں ہو سکتی۔ وہ دوسرے درجے تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ نیز حلالِ مطلق یہ ہے کہ اس میں کسی طرح سے بھی معصیت الٰہی متصور نہ ہو سکے۔ اور نہ اس کی وجہ سے کسی وقت خدائے تبارک و تعالیٰ کو فراموش کرے اور لباس تین طرح پر ہے۔ لباس انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ لباس اولیاء رحمہم اللہ۔ لباس ابدال رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

لباسِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام: حلالِ مطلق ہے خواہ روئی، سن، صوف وغیرہ کسی شے کا بھی ہو۔ اور لباس اولیاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ کہ شریعت نے جتنا کہ حکم دیا ہے۔ وہ صرف یہ ہے کہ جس سے ستر پوشی ہو سکے اور ضرورت پوری ہو جائے۔ اس لئے کہ اس سے انکی خواہشیں سرد ہو جائیں اور ان کا نفس مر جاوے۔ اور لباسِ ابدال رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائے، پہنتے ہیں خواہ قیمتی ہو یا کم قیمت۔ خود انہیں نہ اعلیٰ کی خواہش نہ ادنیٰ سے نفرت۔

ورع کامل نہیں ہو سکتا۔ تاوقتیکہ دس صفتیں نفس پر لازم نہ کر لی جاویں:

اوّل: زبان کو قابو میں رکھنا۔

دوم: غیبت سے بچنا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا۔

سوم: کسی کو حقیر نہ جانے کسی کی ہنسی نہ اڑائے۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں: لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسٰی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ۔ یعنی ایک قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے۔ شاید کہ وہ اس سے بہتر نکلے۔

چہارم: محارم پر نظر نہ ڈالنا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ۔ یعنی مسلمانوں سے کہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں۔

پنجم: راستی و راستبازی، اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں: وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا۔ یعنی جب بات کہو انصاف کی یعنی سچی۔

ششم: انعامات و احسانات الٰہی کا اعتراف کرتا رہے۔ تاکہ نفس عجب اور غرور میں مبتلا نہ ہو جائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں: بَلِ اللّٰہُ یَمُنُّ عَلَیْکُمْ اَنْ ھَدٰکُمْ لِلْاِیْمَانِ۔ بلکہ اللہ ہی تم پر احسان کرتا ہے۔ کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت کی۔

ہفتم: اپنا مال و متاع راہِ حق میں صرف کرے نہ کہ اپنے نفس و خواہش میں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں: وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا۔ یعنی وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو اسراف نہیں کرتے اور نہ بخل کرتے ہیں۔ یعنی وہ اپنا مال گناہ و معصیت میں نہیں اڑاتے اور نہ نیک راہ میں خرچ کرنے سے رُکتے ہیں۔

ہشتم: اپنے نفس کیلئے بہتری و بھلائی کا خواہاں نہ ہووے اور کبر و غرور سے مکمل طور پر

بچے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا یعنی (جنت) ہی اصل گھر ہے۔ اس میں انہی لوگوں کو جگہ دیں گے جو کہ دنیا میں برتری نہیں چاہتے اور نہ کوئی فساد کا کام کرتے ہیں۔

نہم: نمازِ پنجگانہ کی حفاظت کرنا، اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:۔ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۔ یعنی نمازِ پنجگانہ اور خصوصاً نمازِ عصر کی حفاظت کرو اور نہایت عاجزی سے اس کے سامنے کھڑا ہوا کرو۔

دھم: سُنّتِ نبوی اور اجماعِ مسلمین پر قائم رہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں: وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۔ یعنی دینِ اسلام میری سیدھی راہ ہے اس کی تم پیروی کرتے رہو۔

محبت کے متعلق

آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ محبّت دل کی تشویش کا نام ہے جو کہ محبوب کے فراق سے اسے حاصل ہوتی ہے اس وقت دنیا اسے انگوٹھی کے حلقہ یا مجلسِ ماتم کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ محبت وہ شراب ہے، کہ اس کا نشّہ کبھی نہیں اترتا۔ محبت محبوب سے خواہ ظاہر ہو خواہ باطن ہو۔ ہر حال میں خلوص نیّتی کرنے کا نام ہے۔ محبت بجز محبوب کے سب سے آنکھیں بند کر لینے کا نام ہے۔ عاشق محبت کے نشہ سے ایسے مست ہوتے ہیں کہ انہیں بجز مشاہدہ محبوب کے کبھی ہوش نہیں آتا

وہ ایسے مریض ہیں کہ بغیر دیدار محبوب صحت نہیں پاتے۔ انہیں اغیار سے حد درجہ کی وحشت ہوتی ہے۔ بغیر مولا انہیں کسی سے محبت نہیں ہوتی۔

ہمت کے متعلق

آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ نفس کو حبِّ دُنیا سے اور رُوح کو تعلقِ عُقبیٰ سے دُور رکھنا اور ارادۂ عقبیٰ کو ارادہ مولیٰ سے تبدیل اور مقامِ سِر کو اشارہ کون سے خواہ ایک لمحہ کے لئے سہی خالی کرنا ہے۔

شوق کے متعلق

آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ بہترین شوق وہ ہے جو کہ مشاہدہ سے پیدا ہو اور بقا کے بعد بھول نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ اُنس باقی رہے۔ بدون لقا کے کسی طرح سے تسلّی اور تسکین ممکن نہ ہو۔ جس قدر کہ لقا حاصل ہو، اس سے شوق بڑھتا رہے۔ شوق کے لیئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے اسباب موافقت روح یا متابعتِ ہمّت یا حظِ نفس سے خالی ہو۔ اس وقت مشاہدہ دائمی ہوتا ہے اور مشاہدہ سے مشاہدہ کا شوق ہوا کرتا ہے۔

کن چیزوں کا مُسلمان میں ہونا لازمی ہے

ارشاد حضرت غوث اعظم قدس سرہ العزیز

کہ ہر ایک مسلمان کے لیئے ان چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

اوّل: احکام کی پابندی اور تعمیل کرنا

دوئم: ان چیزوں سے جن کیلیئے اللہ تعالیٰ منع فرماتا ہے۔ اجتناب کرنا۔

سوئم:۔ قضاء قدر پہ راضی رہنا اور کبھی تقدیر کا شاکی نہ ہونا۔ ان تینوں خصوصیتوں سے کبھی خالی نہ رہنا۔ اسلام کا پہلا درجہ ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ کہ وہ ان کا پابند رہے اور ہمیشہ اپنے دل میں انکا خیال رکھے اور ان پر کاربند رہے۔

اعمالِ صالح کی تلقین

سنت کی پیروی کرنا۔ اور بدعت سے بچنا۔ اور رسول م کا حکم ماننا خدا کو وحدہ مطلق سمجھنا۔ اس کے ساتھ شرک نہ کرنا اور اس کی ذات مستودہ صفات کو منزہ جاننا۔ اس پر کوئی تہمت نہ لگانا بغیر کسی شک و شبہ کے دین اسلام کو سچا ماننا مصیبت کے وقت صبر کرنا۔ اور ہر حالت میں ثابت قدم رہنا۔ اللہ سے اس کا فضل و کرم طلب کرنا۔ ناکامی پر مایوس نہ ہونا، اور اس کی ذات سے ہر وقت امید رکھنا۔ باہم بھائیوں کی طرح میل جول رکھنا۔ دشمنی و بغض سے احتراز کرنا۔ ہم جماعت ہو کر عبادت الہیٰ بجالانا اور خدا کے واسطے آپس



میں محبت رکھنا۔ گناہوں سے بچنا اور بندگی الٰہی سے زینت حاصل کرنا۔ ہر وقت اسی کی جانب متوجہ رہنا اور اس سے کبھی روگردانی نہ کرنا۔ توبہ میں عجلت کرنا۔ شب و روز میں اس کی یاد سے غافل نہ رہنا اور عذر سے سستی نہ کرنا۔ ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے اور ہر شخص کو ایسا کرنا چاہیے۔ اس امید پر کہ ممکن ہے اللہ تعالےٰ جو ارحم الراحمین ہے ہم پر رحم فرمائے اور نیک بختی عطا فرمائے۔ وہ اس دوزخ سے امان دے اور نعمت ہائے بہشت عطا فرمائے۔ جہاں کنواری بیوؤں کی صحبت اچھے اچھے گھوڑوں کی سواری مفرح خوشبو اور حسینہ وجمیلہ حوروں کی خوش آئند آوازیں خوش حال کریں گی اور پیغمبروں صدیقوں شہیدوں اور نیک مردوں کے ساتھ مرتبہ اعلیٰ بخشے گا۔

دنیا داروں کے متعلق

جب تم دنیا داروں کو دیکھو۔ کہ ان کے ہاتھ میں جھوٹے سامانوں اور فکر و فریبوں اور مہلک زہروں کے ساتھ مال دنیا جمع ہے جس کا ظاہر نرم اور باطن خشک ہے اور ان لوگوں کو جن کے ہاتھ میں فی الحال مال ہے۔ اور جو مغرور اور بے فکر ہیں دنیا بہت جلد ہلاک کر ڈالے گی۔ اور اپنی بدعہدی کی وجہ سے ان کو مبتلائے مصائب کر دے گی۔ تو اس کو اس طرح سمجھو۔ جس طرح کوئی شخص پاخانہ پر برہنہ بیٹھا ہے اور جیسا کہ اس کو برہنہ دیکھنے کے بعد آنکھیں بند کر لوگے اور نجاست کی بدبو سے بچنے کے لئے ناک بند کر لوگے۔ اسی طرح یہاں بھی دنیا کو دنیا دار کے ہاتھوں میں دیکھ کر ناک آنکھ بند کر لو۔ تاکہ اس کی

فریب وہ زینت نہ دیکھ سکو۔ اور اس کی شہوتوں اور لذتوں کی مغز شکن بدبو نہ سونگھ سکو۔ اس طرح ان کی آفات سے نجات ملے گی اور وہ خوش گوار حصّہ بھی تمہارے نصیب کا ہے تم کو مل جائے گا۔ اللہ تبارک تعالیٰ پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے:۔
وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ۔
اور نہ دیکھو تم اس کو جو ہم نے چند کافروں کے فائدے کے لئے عطا کی ہے۔ یعنی زندگانی کی آرائش تاکہ ہم اس سے انکی آزمائش کریں اور اللہ تعالیٰ نے جو رزق تم کو دیا ہے (یعنی ہدایت نبوت) وہ بہتر اور پائدار ہے۔

ترک نفس اور توبہ کے متعلق

اے لوگو اپنے نفس سے علیحدہ ہو جاؤ اور اپنے وجود کی بادشاہی کو چھوڑ دو۔ ہر امر کو سپرد خدا کر کے اس کی جانب سے اپنے دل کے دربان ہو جاؤ۔ یعنی جس کو وہ اندر جانے کا حکم دے۔ اس کو آنے دو۔ اور جس کو منع کرے اس کو روک دو۔ اس طرح وہ ہوا و ہوس بھی جو ایک دفعہ نکل گئی ہے پھر نہ آئے گی۔ کیونکہ جس طرح وہ مخالفت کرنے سے نکل جاتی ہے۔ اسی طرح موافقت اور ترک مخالفت سے پھر آجاتی ہے۔ لہٰذا سوائے ارادہ الٰہی کے کوئی ارادہ نہ کرنا چاہیے کیونکہ ہر حالت میں ہونا تو وہی ہے جو ارادہ الٰہی ہے اگر خدا ہے۔ پھر سوائے اس کے دوسری خواہش کرنی حماقت کرنی اگر نہیں تو اور کیا ہے۔ جس کی وجہ سے فضول مبتلائے بلا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت سے گر جاؤ۔

پس بہتر یہی ہے کہ حکم الہٰی بجالاؤ۔ امر و نہی کی پابندی کرو۔ اور تمام امور کو اُسی کے
سُپرد کردو۔ فانی مخلوق سے کسی چیز کو نسبت کر کے اس کا شریک نہ بناؤ۔ یعنی بشر
کا ارادہ ہو یا خواہش سب فانی ہیں۔ پس ان کو ترک کر دینا چاہیئے تاکہ مشرک نہ بن جاؤ۔
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ
بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ۔ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں ——— جو
اُمیدوار دیدار پروردگار ہو۔ اس کو چاہیے کہ نیک عمل بجالائے اور کسی غیر کو عبادتِ الہٰی
میں شریک نہ کرے۔ کچھ یہی نہیں ہے کہ نیت ہی کرنے سے شرک ہوتا ہے۔ بلکہ خواہش
ہائے نفسانی کی پیروی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دنیا یا آخرت کی چیز کو پسند کرنا
بھی شرک ہے۔ کیونکہ اس کی ذات خاص کے علاوہ ہر ایک شئے اس سے غیر
ہے۔ اور جب اس سے غیر کی جانب مائل ہوگا تو یہ شرک ہے۔ لہٰذا پرہیز کرنا اور ماسوائے
سے بچنا چاہیے۔ نیز ہمیشہ اس سے ڈرنا اور اس کی جستجو کرنا چاہیے۔ تاکہ کسی غیر سے
لگاؤ نہ ہو جائے اور اپنے نفس کے حال یا قال کے متعلق اگر ذکر تو نے لوگوں سے کر
دیا ہے تو بدل نہ کر۔ اگر کوئی حال بھی عطا ہوا ہو یا اور کوئی وجہ بھی ہے تو اس کو بھی لوگوں
سے چھپا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کاموں میں بھی تغیر و تبدل ہے۔ کہ اس درجہ سے جس کو تو
نے لوگوں سے کہا ہے ناحق شرمندگی ہو گی۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ اپنے ہی میں ضبط کرے
اور دوسروں کو بالکل اطلاع نہ دے (یعنی خبر تک نہ ہونے دے) اور اگر اس درجہ
سے حالات بدلے نہیں اور ان کو ثبات و بقا حاصل ہو جائے تو اسکو بخشش الہٰی سمجھا

چاہیے اور شکر بجالا کر سوال طلب زیادتی درجات کرنا چاہیے اور اگر وہ مقام بدل بھی جائے گا تو بھی اس سے علم و معرفت و ہوشیاری کے نور میں بہت کچھ اضافہ ہو جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا ——— یعنی جس آیت کو ہم منسوخ کر دیتے ہیں۔ یا اس کو بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر آیت یا اسکی مانند لاتے ہیں۔ کیا تم اللہ تعالیٰ کو کل شیئ قدیر یعنی ہر چیز پر قادر نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ کو عاجز نہ سمجھو۔ وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ممکن ہے کہ وہ زائل شدہ چیزوں سے بہتر عطا کر دے۔ نامیدی برار باب طریقت کفر است گر درے بستہ شد اے دل دیگرے بکشا نیاد۔

اس کو عاجز نہ سمجھو۔ نہ اس کی غلطی خیال کرو۔ اس کے وعدے میں شک نہ لاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرو۔ دیکھو آیتیں نازل ہوئیں جو صحفوں میں لکھی گئیں۔ مسجدوں میں پڑھی گئیں۔ مدتوں ان پر عمل ہوتا رہا۔ مگر وہ منسوخ ہو گئیں۔ اور ان کی بجائے دوسری نازل ہوئیں یہ کچھ تو ظاہر شرع میں ہوا اور باطن و علم باطن اور اس حال میں جو مابین خدا اور رسولؐ کے تھا۔ اس کے متعلق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے دل پر ہلکے ابر کی طرح پردہ کیا جاتا ہے۔ پس میں توبہ استغفار کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے ایک دن میں ستر مرتبہ (اس مقام میں سو مرتبہ کی بھی روایت ہے) آپ ایک سے دوسری جانب بدلائے جاتے اور میدان ہائے غیب میں سیر کرائے جاتے اور ہمیشہ لباس نور بدلتے رہتے جس کی وجہ سے حالت موجودہ کے سامنے

گذشتہ حالت یعنی دوسری کیفیت کے سامنے پہلی کیفیت ظلمت معلوم ہوتی تھی۔ جس کے
توبہ کی تلقین کرائی جاتی تھی کیوں کہ بندہ کے لیۓ توبہ استغفار بہترین چیز دل سے
خواہ اس نے گناہ کیا ہو یا نہیں۔ کیونکہ توبہ میں صرف اقرار گناہ ہوتا ہے۔ اور بندہ کو
دو صفتیں حضرت آدم علیہ السلام سے بطور روایت ملی ہیں۔ یعنی جب آپ کی صفا حال
عہد و پیمان کی فراموشی کی تاریکی طاری ہوگئی اور بہشت کا مدامی قیام اور ہمسایگی ال
(جو رحمان اور رحیم اور قابل تعظیم ہے) کے ہوتے ہوئے فرشتوں کی خصلت کی خواہش
ہوئی (تو اسی جگہ سے ہوائے نفس کا ظہور ہوا) چونکہ اس حالت میں اپنے ارادہ کے س
شرکت تھی۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اس ارادہ کو توڑ دیا جس سے وہ ولایت جاتی رہی او
مرتبہ گھٹ گیا۔ انوار میں تکدر پیدا ہو گیا آخرکار وہ محب اللہ متنبہ کیے گئے۔ اس وقت
انہوں نے اپنی غلطی اور گناہ کا اعتراف کیا اور رو کر عرض کیا خدایا ہم نے اپنے نفسوں پر ظ
کیا اگر تو ہم کو نہ بخشے گا تو ہم سخت خسارے میں رہیں گے۔ آخرکار ان پر انوار ہدایت
نازل ہوگئے اور مصلحتیں اور علوم معرفتیں جو پوشیدہ تھیں توبہ استغفار سے ظاہر ہوگئیں اس
وقت پہلا وہ ارادہ دوسرے ارادہ سے اور وہ پہلی حالت دوسری حالت سے بدل
گئی۔ اور انکو ولایت ملی۔ اور دنیا و آخرت کا آرام نصیب ہوا۔ چند روزہ آسائش
لیۓ ان کے اور ان کی اولاد کے لیۓ دنیا منزل گاہ قرار پائی۔ اور آخرت بازگشت
عشرت سرائے جاودانی مقرر ہوئی۔ حاصل کلام ہر شخص کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور
حضرت آدم علیہ السلام کی جو تمام انبیا علیہم السلام کے جد امجد ہیں۔ پیروی کرنا لازم ہے

یعنی ہر حال میں قصور و استغفار اور خواری و محتاجی کا اقرار کرنا چاہیے۔

تقدیر و مقدر کے متعلق حصول نعمت ورد مصیبت کی کوشش کرنی محض فضول ہے کیونکہ اگر نعمت قسمت میں ہے۔ تو وہ ضرور تجھ تک پہنچ جائے گی اور اگر مصیبت لکھی ہے تو وہ کسی طرح دفع نہ ہوگی۔ خواہ تو اس سے کیسی ہی کراہت کیوں نہ کرتا ہو اور کیسی ہی دعا اور التجا نہ کرے (راضی برضا رہے) لہذا بہتر یہی ہے کہ ایسی حالت میں صبر و تسلیم اختیار کر تاکہ تیرا ہر کام اللہ ہی کرے۔ پھر اگر نعمت حاصل ہو تو شکریہ بجا لا اور اگر سختی پڑے تو صبر و رضا کو ہاتھ سے نہ دے بلکہ اس کو نعمت سمجھ یا بالکل نیست و نابود جان۔ اور یہ سمجھ کہ اس حالت پر اب بدلا گیا ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے راستہ کی منزلوں میں پھرایا جاتا ہے تاکہ رفتہ رفتہ منزل اعلیٰ تک جہاں انبیاء اور ملائکہ ہیں پہنچ جاوے۔ پس اس وقت تو شہدا اور صدیقوں کے برابر کھڑا ہوگا۔ اس بلند تر مقام پر جہاں سے خدا بہت نزدیک ہے۔ تاکہ انکا جو تجھ سے پہلے گئے ہیں۔ اور وہ مقربین بارگاہ الٰہی سے ہیں اور جنہوں نے بڑے بڑے مراتب اور نعمت و خوشیاں پائی ہیں مرتبہ دیکھنے میں آئے اور بلا کے آنے میں مزاحمت نہ کرے اور اس سے گھبرا نہ جائے۔ کیونکہ اس کی حدت و شدت آتش دوزخ سے زیادہ شعلہ افگن نہیں ہے۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ دوزخ مرد مومن سے کہے گی۔ کہ اے شخص تو یہاں سے آگے بڑھ جا۔ تیرے نور نے میری حدت ہی کم کر دی۔ نور جو دوزخ کے شعلہ کو فرو کرے گا۔ یہی ہے جو دنیا میں انسان کے ساتھ ہے اور جس سے مطیع و گنہگار میں فرق کیا جاتا ہے۔ پس یہ نور ہر طرح کی سختی کو

دور کر دے گا۔ اور صبر و موافقتِ حکم الٰہی کی سردی تیز سے تیز گرمی کو فرو کر دے گی جو نازل ہوئی یا ہونے والی ہو۔ لہٰذا جاننا چاہیے کہ بلا ہلاکت کرنے کو نہیں آتی بلکہ اس کا مقصد صرف امتحان ہوتا ہے اور یہ کہ ایمان کی خوشی کی جانب خوش خبری ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِيْنَ وَنَبْلُوَ اَخْبَارَكُمْ۔ یعنی ہم تم کو آزمائش میں ڈالیں گے تاکہ جہاد اور صبر کرنے والوں کو معلوم کریں اور ہم تمہارے صبروں کی آزمائش کرتے ہیں۔ تمہارا ایمان حق پر ثابت ہو جائے گا۔ لہٰذا تم بہ توفیق الٰہی کامل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فعل میں اس کی موافقت کرو اور قضاو قدر پر صبر کرو۔ حکم الٰہی سے انحراف نہ کرو۔ اپنے ارادہ کو اپنے یا کسی دوسرے کے کاموں میں مطلق دخل نہ دو۔ اور کوئی نئی بات جو امر و نہی سے ہو نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو بغور سنو اور بسرعت ان کو بجالاؤ۔ ان کو صرف تقدیر کے حوالے نہ کرو بلکہ قوی ہو کر اپنے ہاتھ پاؤں ہلاؤ۔ اور اپنی کوشش بھی ادائیگی امر الٰہی میں صرف کرو اور اس کی پناہ پکڑو۔ اور عذر بیان کر کے اپنے اس عجز اور رکاوٹ کا سبب معلوم کرو اور اس کی پناہ پکڑو۔

رجوع ماسوائے اللہ! واقع ہو جانے سے ہوا ہو۔ یا تیری کسی غلطی کی وجہ سے اپنے آپ پر بھروسہ کرنے یا اپنے عمل پر فخر و غرور یا تکبر کرنے یا اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے جیسا یا مخلوق سا سمجھنے سے ہوا ہو۔ اور اس نے اپنا دروازہ بند کر کے تجھ کو اپنی بندگی کی نعمت سے محروم کر دیا ہو اور امداد و توفیق قطع کر کے تیری جانب سے منہ پھیر لیا ہو۔ اور تجھ

کو دشمن جان کر تجھ پر غصہ فرمایا ہو۔ اس لئے تجھ کو بلائے بشری یعنی دنیا کے ارادہ اور آنند کے ساتھ مشغول کر دیا۔ کیوں کہ یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ سے غافل کر کے اس کی نظروں سے بالکل گرا دیتی ہیں۔ پس مقام خوف ہے کہ کوئی غیر شے اس کی یاد سے جس نے پیدا کیا ہے اور اب پرورش کر رہا ہے۔ اور مال و دولت اور عیش و عشرت عطا فرماتا ہے غافل کر دے۔ اللہ کے سوا تمام چیزیں غیر ہیں۔ لہذا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والی غیر چیز کو بالکل پسند نہ کیا جائے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے بشر کو صرف اپنے ہی لیے پیدا کیا ہے اب اس سے پھر کر کسی دوسرے کی طرف مائل ہو گا تو اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے کیوں کہ وہ اس کی سزا میں آگ میں جھونک دیا جائے گا۔ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہے اسوقت کی پشیمانی کچھ فائدہ نہ دے سکے گی نہ وہاں عذر سنا جائے گا۔ نہ فریاد و زاری پر توجہ ہو گی۔ تو رضامندی مانگے گا مگر نہ مل سکے گی، تو تلافی مافات کی غرض سے دنیا میں واپس آنا چاہے گا مگر یہ نہ ہو سکے گا۔ پس اے شخص تجھ میں کچھ عقل بھی ہے۔ تو اپنے نفس پر رحم کھا اور ان ہتھیاروں کو جو تجھ کو منجانب اللہ ملے ہیں۔ اس کی بندگی میں استعمال کر۔ یعنی عقل علم ایمان اور معرفت وغیرہ کی روشنی سے تقدیروں کی تاریکی میں کام لے اور صراط امر و نہی کو اختیار کر۔ اور سوائے امر و نہی کے ہر امر کو پروردگار کی جانب حوالہ کر جس نے تجھ کو عالم عدم سے وجود میں لا کر رکھا اور اس سے کسی حالت میں کفر نہ کر جس نے تجھ کو بنایا پالا۔ تیری بنیاد مٹی ہے۔ اور اس کے بعد منی کا ایک قطرہ۔ مگر دیکھ کہ اسی سے اس قدر درست اندام انسان بنایا گیا ہے۔

اس احسان کو مان اور اس کے احکام میں اپنے ارادہ کو مطلق دخل نہ دے۔ سوائے امر
کے اور کسی امر کو بُرا نہ مان اور کراہت نہ کر اور دنیا و آخرت میں امر حق کے ساتھ قناعت
کر اور امر نہی سے دونوں جگہ محترز رہ۔ کیوں کہ سب کچھ اس کی تابع ہیں جب تو ایسا
کرے گا اور اس کے حکم کی متابعت میں امر و نہی بجالائے گا تو تمام جہان تیرا حکم
بجالائے گا۔ اور کل سختیاں تجھ سے دور ہو جائیں گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اے بنی آدم میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ اگر میں ایک لفظ
کن کہتا ہوں تو ہر ایک چیز پیدا ہو جاتی ہے پس تو میرا کہنا مان۔ تجھ کو بھی ایسا ہی کر دوں گا
تو جس چیز کو کہے گا۔ ہو جا وہ ہو جائے گا۔ اور ایک جگہ فرمایا ہے۔ اے دنیا میرے
خدمت گذار کی تو خدمت گذار بن۔ مگر اپنے خدمت گذار کی تو سردار اور اسکو مبتلائے
آلام رکھ۔ پس اپنے آپ کو یوں سمجھ لے کہ اللہ جس سے روکے رک جا اور اسی کی رضا
میں گم ہو جا کہ تو اسی مکان کے تاریک صحن میں بیٹھا ہے جس کی بنیادیں منہدم ہو چکی ہیں۔ اور
چھت گر چکی ہے۔ اور ایک بے حس بے نشان اور بہرے و اندھے شخص کی مانند بن جا
ہونٹ زخمی و پراگندہ سے بن جائیں اور زبان بالکل گنگ ہو جائے۔ دانت ایسے معلوم
ہوں کہ گویا ان میں زخم پڑے ہوتے ہیں اور بہت کچھ درد ہے غرضیکہ بالکل نامرد
بن جا اور ہر حالت میں شکم سیر سا دیوانہ سا معلوم ہو اور تیرا جسم مردہ کی مانند ہو کہ گو
قبر کی جانب اُٹھایا جا رہا ہے۔ پس سُنتے ہی فوراً قبول کر لینا تو امر میں ہوتا ہے اور
تساہل کرنا نہی میں) اور بالکل فانی ہو جانا تقدیر میں۔ اے عزیز اس شربت کو پی۔ اور

اس دوا سے علاج کر اور اس غذا کو کھا۔ تاکہ تجھ کو ہضم بھی ہو جائے اور امراض گناہ اور بیماری ہائے خواہش نفسانی وغیرہ سے تندرستی حاصل ہو۔

ترک اسباب ظاہری کے متعلق

تجھ کو فضل الٰہی اور نعمت بے واسطہ ملتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تو ذریعہ اور سببوں پیشوں اور کاریگروں پر بھروسہ رکھتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ حرص حجاب ہے مگر کسب کر کے کھانا بھی سنت ہے۔ پس جب تک تو خلق کی عطا اور فضل کا امیدوار رہے گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والا ہوگا اور تجھ کو سنت کے موافق سزا دے گا۔ بلکہ تو خلق سے عطا و بخشش کا امیدوار بھی رہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بھی نہ کرے اور کسب کر کے کھائے مگر تیرا بھروسہ صرف کسب پر ہی ہو اور فضل و کرم کو بالکل بھلا دے تو بھی مشرک ہی رہے گا۔ مگر یہ شرک خفی ہوگا اس کی سزا میں اللہ تعالیٰ تجھ کو بے واسطہ نعمت پہنچانے سے محروم کر دے گا۔ ہاں اگر تو توبہ کر لے اور اس شرک کو ترک کر دے اور کسب و سبب و ذریعہ کا بھروسہ چھوڑ دے تو صرف اللہ ہی کو رازق مطلق اور مسبب الاسباب اور تمام مشکلوں کا آسان کرنے والا۔ کسب پر طاقت اور نیکیوں کی توفیق عطا فرمانے والا سمجھ لے اور یہ کہہ کر اسی کے ہاتھ میں انسان کی روزی ہے اور وہی ہر ایک کو پہنچاتا ہے خواہ ریاضت کی حالت میں۔ بغرض امتحان خلق سے سوال و دعا کروا کے دے اور خواہ کسب کے ذریعہ سے یا محض اپنے فضل و کرم سے کہ نہ اس میں کسب ہو نہ کوئی ذریعہ اور وسیلہ۔ الحاصل جب تو اس کے حضور میں سر تسلیم

ختم کر دے تو وہ تیرے اور اپنے فضل کے درمیان سے پردہ اُٹھائے گا اور تجھ کو بغیر
وسیلہ کے بغیر ہی حسب ضرورت نعمتیں عطا فرماتا رہے گا۔ جس طرح کہ ایک دانا اور
مہربان حکیم مریض کے لئے کرتا ہے اور وہ تجھ کو ہر طرح راضی و خوشنود رکھے گا۔ تاکہ
حدود شرع اور سے تیری رغبت ہٹ جاوے اس طرح تیرے دل سے تمام خواہشیں
اور لذتیں مفقود ہو جاویں گی اور سوائے اس ارادہ کے کچھ باقی نہ رہے گا۔ جب وہ تیری
قسمت کی روزی پہنچاتا رہے گا جس کا دنیا میں اور کوئی مستحق نہیں ہے۔ تو تیرے دل
میں اس کی خواہش پیدا کر دے گا اور اس کو تیری جانب بھیج دے گا۔ جو خاص
ضرورت کے وقت تجھ کو مل جائے گی۔ اس کے بعد وہ تجھ کو توفیق عطا فرما دے گا۔ کہ تو
اس کا شکریہ ادا کرے اور سمجھ عطا کرے گا۔ تو اس شے کو اسی کی جانب سے سمجھ لو
اسی کو عطا کرنے والا سمجھے۔ پس تو اس وقت اس کا شکریہ ادا کرے گا۔ اور پوری
طرح اہل علم معرفت میں سے ہو جائے گا اور اس صنعت و علم و معرفت سے تجھ کو تمام
مخلوق سے ایک خاص قسم کا امتیاز اور علیحدگی ہو جائے گی اور تیرا دل ماسوا سے بالکل
خالی ہو جائے گا جب یہ بات ہو گی اور تیرا علم و یقین قوی تیرا سینہ کشادہ اور تیرا دل
نورانی ہو جائے گا اور تو اپنے مالک سے زیادہ قریب ہو جائے گا۔ تیری لیاقت
اس کے اسرار کی حفاظت کے لئے اور تیری امانت اس کے پاس ہو گی۔ تب تجھ کو
قبل از وقت معلوم ہو جایا کرے گا کہ تیری روزی تیرے پاس کب آوے گی۔ یہ
بغرض تیری بندگی و عزت افزائی اور از روئے فضل و کرم الٰہی ہو گا۔ جیسا کہ

ارشادِ الٰہی ہے۔ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ یعنی اور ہم نے ان میں (یعنی بنی اسرائیل میں سے) بنائے پیشوا جو ہدایت کرتے تھے۔ جب کہ صبر کرتے اور ہماری آیتوں پر یقین کرنے میں پکے ہو گئے اور ارشاد ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۔ یعنے جنہوں نے ہمارے راستہ میں جدوجہد کی۔ ہم ان کو اپنے راستے بتادیں گے۔ اور ارشاد ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور وہ تم کو علم دے گا۔ غرضیکہ اس کے بعد درجہ تکوین عطا ہوگا۔ اور تو اپنے ہی حکم اور اذنِ صریح سے پیدا کر سکے گا جس پر کوئی اعتبار نہیں اور روشن دلائل کے ساتھ اور بہت عمدہ کلام کے ساتھ جو لذیذ ترین اشیاء سے ہے۔ اور سچے و بغیر شک و شبہ کے الہام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں ارشاد فرمایا ہے کہ اے بنی آدم میں اللہ ہوں۔ اور نہیں میرے سوائے کوئی دوسرا معبود۔ میں جس کو کہتا ہوں ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔ تو میری فرمانبرداری کر۔ میں تجھے بھی ایسا ہی کر دوں گا کہ تو بھی جس چیز کو کہے گا ہو جا وہ ہو جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کے کئی نبیوں اور ولیوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے۔

رضا کے متعلق گر کوئی تکلیف بھی تجھ پر آپڑے تو لوگوں سے اس کی شکایت کرنی چاہیے خواہ دوست ہوں یا دشمن اور پروردگار پر اس کے فعل کے لئے تہمت نہ لگا۔ بلکہ ہر آن شکریہ ادا کر۔ کیوں کہ جھوٹ موٹ بغیر نعمت کے شکریہ ادا کرنا اس سے بہتر ہے کہ تو سچا بن کر اس کی شکایت کرے۔ کیا دنیا میں کوئی ایسا

فرزندِ بشر ہے جو اس کی نعمتوں سے خالی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا۔ یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو ان کو ہرگز نہ گن سکو گے) پس اس قسم کی نعمتیں جن کو تو جانتا بھی ہے۔ تیرے پاس ان گنت ہیں۔ بہتر یہی ہے۔ تو کسی سے جو مخلوق ہو الفت نہ کر اور نہ کسی کو اپنی حالت کی خبر دے۔ پس اللہ سے تو محبت کر اور اسی کو اپنا آرام بنا اور اگر شکوہ کرے تو اسی سے کر ؎

پیش کہ بر آورم ز دستت فریاد

ہم پیش از دست تو میخواہم داد

اور کسی اور کو مت دیکھ کیوں کہ کسی کے اختیار میں نہ تو فائدہ ہے نہ نقصان۔ نہ نیکی ہے نہ بدی نہ عزت ہے نہ خواری نہ بلندی ہے نہ تونگری ہے نہ محتاجی نہ آرام ہے نہ حرکت، تمام چیزوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور اسی کے وہ اختیار میں ہے ہر چیز مدت مقررہ تک جاری رہتی ہے۔ اور ہر چیز کا اندازہ مقرر ہے جس کو اس نے پیچھے کیا ہے۔ اور اس کو کوئی آگے نہیں کر سکتا اور جس کو اس نے آگے کیا ہے اس کو کوئی پیچھے نہیں ہٹا سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ تجھ پر نقصان پہنچا دے تو سوائے اس کے اس کو کوئی دفع نہیں کر سکتا۔ اگر وہ تیرے ساتھ نیکی کرنا چاہے تو اس کو کوئی منع نہیں کر سکتا۔ اگر تو باوجود نعمت اور عاقبت موجود ہونے کے زیادہ طلبی کی خواہش سے اس کا شکوہ کرے گا تو وہ تجھ کو اپنے غضب میں پھنسا دے گا اور نعمت و عاقبت کو تجھ سے دور کر لے گا اس وقت تیرا شکوہ سچا ہو جائے گا اور تجھ کو دو گنی سزا ملے

کی۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے ناراض ہو کر دشمن سمجھے گا۔ اور تجھ کو اپنی نظروں سے گرا دیگا۔ پس تجھ کو خوف کھانا چاہیے۔ اگرچہ قینچی سے تیرا گوشت کاٹا جائے تو اس سے بچانا لازم ہے یا نہیں۔ پس شکایت سے بھی اپنے تئیں بچا اللہ سے ڈر جلدی جلدی بھاگ کر پرہیز کر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شکایت کرنے سے انسان پر قسم قسم کی بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ بھلا اس ارحم الراحمین اور احکم الحاکمین کی شکایت زیبا ہے۔ جو اپنے بندوں پر ہر دم رحمت کرتا اور ظلم سے بچاتا ہے جس طرح کوئی حکیم طبیب یا پیارے عزیز بلکہ مہربان والدین کرتے ہیں ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ رحم فرماتا ہے۔ جس طرح ماں اپنے بچہ سے محبت کرتی ہے پس ہر وقت اس کا ادب ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ کسی مصیبت کے وقت صبر کرنا۔ عاجزی کے وقت زبان کو شکایت سے روکنا۔ یا اگر موافق رضا کے وہ عاجزی ہو تو صبر کرنا۔ اگر ہنوز وجود باقی ہے۔ تو رضا کو اختیار کرنا اگر مفقود ہو گیا ہے تو فانی ہو جانا چاہیے۔ آہ اے مقام فنا تو کس جگہ ہے اور تجھ کو کہاں ڈھونڈیں۔ کیا تم نے یہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا۔ کہ فرماتا ہے۔ جس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اے پر تم پر کافروں سے لڑنا فرض کیا ہے حالانکہ وہ تم کو ناپسند ہے اور شاید کہ تم کسی چیز کو ناپسند جانو گے مگر وہ تمہارے لئے بہتر ہوگی اور کبھی کسی چیز کو بہتر خیال کرو گے مگر وہ تمہارے لئے بری ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے کیونکہ حقائق اشیاء کا علم بنی آدم سے پوشیدہ رکھا گیا ہے لہذا اپنی پسند اور ناپسندی سے بے ادبی نہ کرنا چاہیے۔ بلکہ ہر شے میں شریعت کی پیروی کرنا لازمی ہے۔

جب کہ حالت تقویٰ میں جو کہ قدم اول ہے ۔ ہونے اور جو ولائیت انتقالی آتش ہوا کی حالت میں ہو جو دوسرا قدم ہے ۔ تو امر کی پیروی کر اور اس سے آگے قدم نہ بڑھا اور ابدالیت اور غوثیت اور صدیقیت کی حالت میں جو کہ تیرا آخری درجہ ہے فعل الٰہی پر راضی ہو کر اس سے موافقت کر اور بالکل درست ہو جا اور قدر کے راستہ سے علیٰحدہ ہو جا۔ اپنے نفس و ہوا کو رد کر دے اور اپنی زبان کو شکائت سے روک ۔ پس جب تو یہ کام کرے گا اور نیکی مرزد ہو گی تو اللہ تعالیٰ تجھ کو خوش زندگی عطا فرمائے گا۔ اور اگر برائی ہو گی تو تجھ کو اسی طاعت میں محفوظ رکھے گا۔ اور تجھ سے ملامت کو دور کرے گا اور تجھ کو اس میں ایسا گم کر دے گا۔ کہ وہ مصیبت و ملامت تجھ سے آگر گزر جائے گی جس طرح رات کی اندھیری گذر جاتی ہے۔ اور دن نکل آتا ہے یا ایک موسم کے بعد دوسرا موسم جلوہ گری کرتا ہے یہ نمونے ہیں ۔ لہذا ان سے عبرت کرنی چاہیے انسان گناہوں بدکاریوں جرم اور طرح طرح کی نافرمانیوں اور خطاؤں سے بھرا ہوا ہے پر اللہ تعالیٰ کی حضوری وہی لوگ حاصل کر سکتے ہیں جو گناہوں کی نجاست سے پاک ہوں اور اس کی چوکھٹ کو وہی چوم سکتا ہے جو میل ہائے دعویٰ سے صاف ہو جس طرح بادشاہوں کی مجلس میں وہی شریک ہو سکتے ہیں جو نجاستوں اور اقسام بدبوؤں سے پاک صاف ہوں پس گناہوں کا بدلہ اور دل کو صاف کرنے والی بلائیں جیسا کہ آنحضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک دن کا بخار ایک برس کا کفارہ ہے ۔

دنیاوی جسمانی تکلیفیں

نفس کے لئے صرف دو حالتیں ہیں ۔ ایک حالت بلا اور دوسری حالیت عافیت ۔ اگر وہ بلا کی حالت میں ہے۔

(ا) اس کی شناخت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ جزع فزع میں رہے گا اور شکوہ کرے گا اور قضا سے ناراض رہے گا۔ اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرے گا۔ تہمت لگائے گا۔ صبر و رضا کی بجائے بے ادبی کرے گا۔ اور مخلوق کو وسیلہ اور شریکِ الٰہی بنا کر کفر کرے گا۔ اور اگر عافیت کی حالت میں ہے۔ تو مطلب یہ ہے کہ دنیوی اعتبار سے خوش و خرّم ہے تو وہ متکبر شہوت و لذّت پرست ہوگا۔ اس کی خواہشوں کا لاانتہائی سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا۔ غرضیکہ کھانے پہننے، نکاح کرنے وغیرہ کے واسطے خواہ اس کے پاس سب ہی کچھ ہو۔ مگر وہ دُوسروں کے حصّہ کا بھی آرزومند رہتا ہے۔ اور اپنے سے حقیر خیال کرتا ہے۔ اور ان میں عیب و نقص نکالتا ہے اور اپنے مقسوم سے پُر ہو کر شئے موجودہ سے اعلیٰ بھی طلب کرتا ہے۔ اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے یا اس کی قسمت میں ہے۔ وہ اس سے راضی نہیں ہوتا۔ آخر سختیوں کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور ایسی جگہ جہاں ہلاکت ہے گر پڑتا ہے۔ اور جہاں کہ مشقّت کی کوئی انتہا نہیں نہ دُنیا میں نہ آخرت میں۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

اِنَّ مِنْ اَشَدِّ الْعُقُوْبَاتِ طَلَبُ لَمْ يُقْسَمْ یعنی کہ عقوبات میں سے زیادہ تر اس چیز کا طلب کرنا ہے جو مقسوم میں نہ ہو، پس جب مبتلائے بلا ہو جاتا ہے۔ تو سب کچھ آرزوئیں اور خواہشیں بھول جاتی ہیں۔ اور بس یہی چاہتا ہے کہ کسی طرح مصائب دُور ہوں۔ حتیٰ کہ مصیبتیں جاتی رہتی ہیں مگر وہ مصیبتوں کے دفع ہوتے ہی پھر خوشی تکبّر اور غفلت کے دریا میں ڈوب جاتا ہے۔ اور اپنی پہلی مصیبت کو بالکل فراموش کر دیتا ہے لیکن رب کی نافرمانی کی سزا بھی اس کو ایسی ملتی ہے۔ اور پھر وہ ہمیشہ کے لیے اللہ کی سب نعمتوں سے محروم کر کے مصائب اور بلا میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ اس لیے اس کی حفاظت اس صورت میں ہے۔ پس

اگر وہ اس وقت جبکہ اس کی بلائیں اور مصائب دُور کی گئی تھیں اطاعت اور شکر ہو کے
ساتھ رہتا تو اس کے لیے دُنیا و آخرت میں بہتر ہوتا۔ اور وہ افزائش نعمت و عافیت، اور رضامندی
الٰہی و توفیق و لطفِ کبریائی کو حاصل کر لیتا پس جس کو سلامتی دُنیا و آخرت مطلوب ہے۔ اس
کو صابر اور راضی ہونا چاہیے کبھی خلقت سے کسی امر کی شکایت نہ کرے اور اللہ ہی سے
اپنی حاجت براری کے لیے دُعا اور التجا کرے۔ اُسی کی جانب سے کشائش کا منتظر رہے۔ اور
تمام علائق توڑ کر اسی کا ہو رہے۔ کیوں کہ وہ سب سے بہتر ہے۔ وہ اپنی عطا سے محروم
کرتا ہے اور اپنی عنایت سے عذاب کرتا ہے۔ اس کی سختی میں گویا دوا ہے۔ اس کا وعدہ نقد
ہے۔ اس کا ادھار روک ہے۔ اس کا قول فعل ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ وہ کسی چیز کا ارادہ کرے
کہتا ہے، ہو، پس وہ ہو جاتی ہے۔ اس کے تمام کام نیکی حکمت اور مصلحت پر مبنی ہیں مگر اُس نے
اپنی مصلحتوں کا علم اپنے ہی تک محدود رکھا ہے۔ پس بندہ کو مناسب اور اُس کی حالت کے
موافق یہ ہے۔ کہ وہ رضا و تسلیم اور بندگی کے ساتھ مشغول ہو اور امر و نہی کو پابندی کے ساتھ
بجا لائے۔ تقدیر کو تسلیم کرے اور ربوبیت سے جو تقدیروں کے جاری ہونے کی جگہ ہے،
مشغول نہ ہو اور چون و چرا سے اور اللہ تعالےٰ کو تہمت دینے سے زبان کو بند کرے۔ یہ مذکورہ
جملہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب پھرتا ہے۔ اور وہ حدیث یہ ہے جس کو عطاء
نے روایت کیا ہے، اور جس کا ترجمہ تمام و کمال درج ذیل کیا جاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جس وقت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے پیچھے اونٹ پر سوار تھا تو فرمانے لگے صاحبزادے اللہ کی حفاظت کرو وہ
تمہاری حفاظت کرے گا۔ تو اُسے اپنے آگے پاؤ گے۔ اگر سوال کرنا ہو تو اللہ کی مدد کرو۔ اور اگر

مدد چاہو تو اسی سے طلب کرو۔ اور اگر تمام دنیا مل کر چاہے کہ اس چیز کو جو اللہ نے تیری قسمت میں نہیں لکھی تجھ کو دیں تو یہ ناممکن ہے۔ وہ ہرگز اس پر قدرت نہیں پا سکتے۔ یا اگر وہ کسی ایسی چیز سے تجھ کو نقصان پہنچانا چاہیں جو تیری قسمت میں نہیں ہے۔ تو یہ بھی ان کے امکان سے باہر ہو گا۔ پس اگر یقین اور راستی سے بوجہ اللہ عمل کر سکتا ہے۔ تو کر ورنہ صبر ہی اختیار کرے۔ کیوں کہ طبیعت کی ناپسند شے میں صبر کرنا ہی بہت اچھا ہے۔ واضح رہے کہ صبر کے ساتھ مدد اور سختی کے ساتھ کشائش و آسانی وابستہ ہے پھر ہر مومن کو یہ حدیث اپنے دل کا آئینہ اور لباس بنا لینا چاہیے اور ہر طرح اس پر اپنی تمام حرکت و سکون میں عمل کرنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ عزوجل کی رحمت و عنایت سے دنیا و عقبیٰ میں سلامت رہے۔ اور ہر دو جہان میں عزت پاوے۔

توکل کے متعلق ایک مرحوم بندے نے مجھ سے خواب میں دریافت کیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کرنے والی کیا چیز ہے۔ میں نے کہا کہ وہ ابتداء اور انتہاء ہے یعنی ابتداء میں پرہیزگاری کرے اور انتہا میں رضا و تسلیم اور توکل۔

تعمیل احکام و فرائض کے متعلق مومن کو لازم ہے کہ اوّل فرائض بجا لاوے اور بعد بجا آوری فرائض کے سنتِ نبویؐ کی جانب مائل ہو تاوقتیکہ فرائض سے فارغ نہ ہووے سنتوں کی جانب راغب ہونا حماقت ہے۔ اور اسی طرح سنتوں یا نفلوں میں قبل از ادائیگی فرائض مشغول ہونا قبول نہ کیا جائے گا۔ بلکہ وہ خوار ہو گا۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ کسی شخص کو بادشاہ اپنی حضوری میں طلب کرے مگر وہ وہاں تو نہ جائے اور امیر کے پاس آ کر کھڑا ہو جائے جو اس شہنشاہ کا غلام ہے۔ اور

کے زیر حکومت ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس نماز کی مثل جو باوجود فرائض ذمہ ہونے کے نفل ادا کرے اس حاملہ جیسی ہے جو حاملہ رہے مگر قریب نفاس وہ اسقاطِ حمل کر دے۔ اب نہ تو وہ حاملہ ہی ہے اور نہ زچہ۔ اسی طرح بے نماز ہے۔ اللہ اس کے نوافل ہی قبول نہیں فرماتا۔ تاوقتیکہ فرائض ادا نہ کرے۔ اور ایک مثال سوداگر کی بھی ہے کہ اس کو جب تک کہ وہ اپنا سرمایہ نہ لے لے گا۔ کوئی منافع معلوم نہ ہوگا۔ اسی طرح اس نفل گزارنے کی حالت ہے کہ جب تک کہ وہ فرائض ادا نہ کرے قبول نہیں ہوتے۔ اور ایسا ہی وہ شخص ہے۔ جو سنت ترک کرے نوافل پر دوڑے جو تاکیداً نماز کے ساتھ مقرر نہیں کیے گئے۔ حاصل کلام فرائض یہ ہیں۔ حرام کا ترک کرنا۔ شرک نہ کرنا۔ اس پر اعتراض کرنے کو اس کی قضاء قدر میں شرک کرنا۔ مخلوق کی فرمانبرداری اور اجابت کو ترک کرنا۔ جیسا کہ ارشادِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے؛۔ لَا طَاعَةَ لِلْمَخْلُوْقِ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ۔ (ترجمہ نہیں فرمانبرداری مخلوق کی خالق کی بے فرمانی میں۔

مقالہ نمبر ۴۹۔ جس نے بیداری پر جو ہوشیاری کی دلیل ہے۔ خواب کی ترجیح دی۔ جان لو کہ اس نے بہت بھلائیوں پر برائی کو اور مصلحتوں پر بے خبری کو مستولی کر دیا۔ کیونکہ سونا اور مرنا برابر ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کو نہ نیند ہے نہ اُونگھ۔ حتیٰ کہ فرشتے بھی جو اس سے قریب ہیں۔ نیند سے معرّا ہیں۔ نیز اہل بہشت سے بھی کہ وہ بلند مراتب ہیں۔ نیند دُور کی گئی ہے۔ کیونکہ نیند نقصان کا سبب ہے۔ پس جاگنے میں بھلائی اور سونے میں بُرائی ہے۔ لیکن جو لوگ خواہش نفسانی سے کھاتے ہیں۔ وہ کھاتے پیتے بھی بہت اور سوتے بھی بہت ہیں۔ مگر وہ

ایسے پشیمان بھی ہوں گے کہ اپنے ہاتھ سے بہت کچھ بھلائی کو کھو بیٹھیں گے۔ اور ذرہ حرام کھانا بہت سے حلال کھانے کے برابر ہے۔ کیونکہ حرام خوری ایمان کو چھپا لیتی ہے اور اندھیرا کر دیتی ہے۔ جیسا کہ شراب عقل کو تاریک کر دیتی ہے۔ پس جب کہ ایمان ہی بے نُور ہو گیا تو پھر نہ تو نماز ہو سکتی ہے، نہ عبادت، نہ اخلاص۔ مگر جو لوگ اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے مال حلال میں سے بہت سا کھائیں گے۔ وہ انہیں کی مانند ہوں گے جو حلال میں سے تھوڑا کھاتے ہیں۔ عبادت میں خوشی اور قوت پانے کے لیے۔ پس حلال تو نُور ہیں سے تھوڑا کھاتے ہیں، اندھیرے میں اندھیرا ہے۔ حاصل کلام حلال کا مال صرف اپنی خواہش سے بغیر حکم کے کھانا حرام کھانے کی مانند جو نام اور ہے اور جس میں بہتری نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ مومنوں میں سے جو اس کے دوست اور صاحب ولایت و معرفت ہیں۔ ان میں سے ایک گروہ کو صرف اس غرض سے مبتلائے بلا فرماتا ہے کہ وہ کچھ سوال کریں اور اس کے سوال کو پسند کرتا ہے۔ تاکہ جُود و کرم سے ان کا حق ادا کرے۔ مومن اللہ تعالیٰ سے سوال کے وقت ہی قبولیت بھی چاہتے ہیں یعض اوقات تو فوراً اجابت ہو جاتی ہے مگر بعض اوقات بالفعل مطلب حاصل نہیں ہوتا۔ یہ بسبب ناز رکھنے تقدیر کے، اس کا مطلب نامقبولیت نہیں ہوتا یا محروم رکھنا نہیں ہوتا پس بندہ پر لازم ہے کہ نزولِ بلا کے وقت صبر کرے اور ادب سے رہے اور اپنے گناہوں کی جستجو کرے کہ کیا کیا سرزد ہوئے ہیں۔ اور کون کون سے حکم ترک کر دیئے۔ ظاہر و باطن میں کیا کچھ کیا۔ تقدیر میں تنازعہ کیا وغیرہم اس کے واسطے حالتوں میں مبتلائے بلا ہونا ہی قرینِ مصلحت تھا پس اگر بلا دفع ہو جائے

تو فہما ورنہ وہ عاد فراری و عذر داری کرے۔ پس اس بات کے جائز ہونے کے لیے ہمیشہ دُعا
کرتا ہے کہ مبتلائے بلا ہو تا کہ سوال کر سکے اور اگر قبولیت میں توقف لاحق ہو تو اللہ تعالیٰ
کو متہم نہ کرے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

قضا و قدر کے متعلق

اللہ تعالیٰ سے اس کی قضا و قدر پر راضی رہنے اور اُس کے
فعل میں فانی ہونا طلب کرو کیونکہ رضا الٰہی بہت بڑی خوشی
بلکہ دُنیا کی جنت ہے اور تقرب الٰہی کے لیے وہ ایک بڑا دروازہ ہے اور بندہ مومن سے
اللہ تعالیٰ کی دوستی کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دوست پر ہرگز عذاب نہ کرے گا نہ دُنیا
میں نہ آخرت میں اور رضا و فنا میں اللہ تعالیٰ سے ملنا اور اس تک پہنچنا اور اس کے ساتھ
انس و آرام حاصل کرنا ہے۔ نصیبے اور قسمت کی طلب میں مشغول نہ ہونا چاہیے۔ خواہ وہ اپنی
مقسوم ہو یا نہ ہو اگر وہ مقسوم میں ہی نہیں۔ اس کی طلب سراسر حماقت پر مبنی ہے۔ جس سے بڑھ کر
کوئی عذاب ہی نہیں۔ چنانچہ مقولہ ہے کہ اس چیز کا طلب کرنا جو قسمت میں نہ ہو۔ سخت
ترین عذاب ہے۔ اگر وہ چیز مقسوم میں ہے۔ تو اس کی طلب سراسر طمع و حرص و شرک ہے
اس لیے اللہ کے ماسوا سے مشغول ہونا شرک ہے۔ اور جو طالب حظ ہے۔ وہ اللہ کی دوستی میں
صادق نہیں ہے۔ پس جو لوگ سوائے اللہ تعالیٰ کے دوسری چیزوں کی طرف مائل ہوتے
ہیں۔ وہ محبت الٰہی میں جھوٹ بولتے ہیں اور اعمال کا عوض طلب کرنے والا ہرگز مخلص نہیں
ہے۔ کیونکہ شانِ اخلاص یہ ہے کہ وہ صرف اس نیت سے اس کی عبادت کیا جاوے۔ کہ
ربوبیت کو اس کا حق دیوے اور حقیقت اور مالکیت ہونے کی وجہ سے اس کی عبادت

کرے۔ کیونکہ طاعتِ الٰہی کا اس پر حق ہے۔ اس لیے بندہ کی ہر ایک چیز خواہ وہ متحرک ہو یا
ساکن یا مکتوب۔ اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہے۔ نیز وہ بھی اس کی ہے۔ جس کا وہ خود مالک ہے۔
ہم قبل ازیں چند بار لکھ چکے ہیں کہ عبادتیں منجانب اللہ اور انعام الٰہی ہیں۔ اور یہ اس کا فضل
ہے۔ اس لیے کہ اس نے بندہ کو اس قدر توفیق عطا کی اور اس کو قدرت بخشی کہ وہ عبادت
کر سکے۔ لہٰذا شکرِ الٰہی بجا لانا لازم ہے۔ نہ کہ اور الٹا طالب عوض ہو۔ یہ طالب حق تو
کیا اور لذتیں طلب کرتا ہے۔ والّا یہ کہ یہ بات عام طور سے دیکھی جاتی ہے کہ فراوانی لذت
ہو جاتی ہے۔ اور پے در پے نعمتیں اور لذتیں اُن کی جانب آتی ہیں تو وہ اپنے پروردگار سے
بھی زیادہ ہی ناراض ہوتے ہیں۔ اور وہ بے قرار ہو کر کفرانِ نعمت اور ناشکری کرتے ہیں۔ ان
کا غم و اندوہ اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ اور وہ اُن کے لیے جو ان کی قسمت میں نہیں ہیں۔
زیادہ تر محتاج ہونے لگتے ہیں۔ ان کے علاوہ جو ان کے پاس ہے وہ اپنی قسمتوں کو ناچیز اور حقیر سمجھنے
لگتے ہیں۔ اور دوسروں کی قسمتوں کو بزرگ و خوبصورت خیال کرتے ہیں اور اُن کی طلب
میں لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ ان کی قسمت میں نہیں ہوتی۔ الحاصل انہی موہوم
امیدوں اور پریشان خیالوں میں ان کی عمر میں آئی گئی ہوتی ہیں۔ ان کے قویٰ مضمحل۔ ان
کے جسم ناکارہ ہو جاتے ہیں۔ اور آپ کی پیشانیاں عرق آلود اور اُن کے نامۂ اعمال سیاہ ہو
جاتے ہیں۔ یہ سب کچھ ان کے گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جو وہ غیر از قسمت امور کی تحصیل
حاصل میں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو ترک کر دیتے ہیں۔ لطف یہ ہوتا ہے کہ وہ ان
چیزوں کو کبھی نہیں پاتے اور مفلسانہ حالت میں دنیا سے نکلتے ہیں۔ بقولیکہ نہ خدا ہی

ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔ آہ نہ تو امرِ الٰہی ہی بجا لائے کہ آخرت میں اس کا ثواب ملتا اور نہ غیر کی قسمت ہی کو پا سکے۔ پس اس طرح بھولنے سے دُنیا آخرت ضائع کر دی۔ ایسے لوگ سخت احمق اور بیوقوف ہیں جن کی کوئی نظیر نہیں اگر وہ راضی بقضا اور قانع برضا رہتے تو ضرور بضرور دُنیا بھی اُن کے پاس بے مشقت و رنج پہنچ جاتی۔ آخرکار وہ ہمسائگی الٰہی کی جانب تبدیل کیے جاتے اور اس وقت جو چاہتے پا لیتے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم تم کو ان لوگوں میں سے جو قضا پر راضی ہوتے ہیں اور جنہوں نے اپنے سوالوں کو رضا بہ رضا اور حفظ و حال اور اس چیز پر جو محبوب الٰہی ہے منحصر رکھا ہے، کر دے۔

واضح ہو کہ جب بندہ خلق ارادہ و آرزو سے فانی ہو جائے اور دُنیا و آخرت میں سوائے اللہ کے کچھ نہ چاہے تو وہ خدا رسیدہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کو منتخب و برگزیدہ اور اپنا اور اپنی خلقت کا محبوب کرے گا اور اس کو توفیق عطا فرمائے گا کہ تقرب الٰہی کا خواستگار اور فضل باری سے فیض یاب اور اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت کے دروازے وا کر دے گا۔ اور ان سے وعدہ کرے گا کہ وہ دروازہ ہائے رحمت ان پر کبھی بند نہ کیے جائیں گے۔ پس اس وقت بندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو اختیار کر لیتا ہے۔ اسی کے ارادے سے ارادہ، اسی کی تدبیر سے تدبیر، اسی کی خواہش سے خواہش کرتا ہے۔ اور اسی کی رضا سے راضی ہوتا ہے۔ وہ سوائے امرِ الٰہی کے اور کسی غیر کے امر کی بالکل فرمانبرداری نہیں کرتا بلکہ سوئے خدا تعالیٰ کے اور نہ کوئی وجود دیکھتا ہے نہ فعل۔ پس اس وقت ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کے ساتھ کوئی وعدہ کرے اور اس کی وفا نہ ہو یعنی بندہ کے دل میں جو خیال گزرا تھا وہ پورا نہ ہوا۔ اس لیے کہ دُوئی تو دُور

ہی ہوگی اور اللہ تعالیٰ اور بندہ کے ارادہ میں مغائرت تو رہی ہی نہیں پس بندہ فعل و ارادۂ
الٰہی بن گیا۔ پس اس کی جانب وعدۂ نسبت نہ کیا جاوے گا اور نہ اس کا اختلاف محسوب ہوگا
کیونکہ یہ تو ان کی صفت ہے۔ جن میں ہوا اور ارادہ ہو پس وقت میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ
اس کے حق میں ایسا ارادہ ہوگا۔ جیسا کہ کسی شخص نے کسی کام کا ارادہ کیا مگر اس کی نسبت
ایک پھر کسی وجہ سے وہ نیت بدل دی۔ مانند ناسخ و منسوخ کے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جانب وحی فرمائی ہے۔ اور وحی یہ ہے :۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَاتٍ اَوْ نُنْسِهَا
نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (ترجمہ) جب ہم
نسوخ کرتے ہیں کسی آیت کو یا اس کو بھلاتے ہیں۔ تو لاتے ہیں اس سے بہتر یا اس کی مانند۔ کیا
تو نہیں جانتا۔ کہ اللہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کے ارادہ کھینچا گیا تھا۔ ان جگہوں کے علاوہ جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ بدر کی قید وغیرہ
سے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ سے مراد اس کے محبوب تھے۔ جب ان کو
ایک حالت پر نہیں چھوڑا اور تقدیر کی جانب بدلا اور تقدیر کی باگ ان کی جانب چھوڑ
دی اور ان کو تقدیر سے پھرایا اور بدلا اور فرمایا کہ تو جانتا نہیں کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔
تنبیہ فرمائی۔ قدر کی موجیں کبھی ادھر کبھی اُدھر پلٹتی رہتی ہیں۔ پس تم لی کے امر کی نہایت نبی
کے امر کا شروع ہے۔ یعنی نبوت کا آغاز اور ولایت اور ابدالیت کی انتہا۔

ترک ما سوائے اللہ کے متعلق

ہر طرف سے اندھا ہو جا اور کسی کی جانب نہ
دیکھ تا وقتیکہ کہ تو ان میں سے کسی ایک کی جانب

دیکھے گا تیرے لیے اللہ تعالےٰ کے فضل و قرب کی راہیں نہ کھولی جاویں گی۔ الحاصل ذا
ذات اور نفس کو بھول کر پھر اپنے علم کو فنا کر کے سب اطراف کو بند کر دے پس اس
تیری چشم باطن اللہ تعالیٰ کے فضل عظیم کی جانب کی جائے گی تاکہ تو فنا ہو سکے۔ بعد ا
کی دونوں آنکھوں اور ایمان اور دل اور یقین کے نور کی شعاع سے دیکھے گا اور ایک
کی مانند جو اندھیرے گھر میں روشن کی جائے اور تمام گھر منور ہو جائے۔ اسی طرح تیر
سے تیرا ظاہر پر نور ہو گا۔ اور وعدہ اور عطاء الٰہی پر نفس اور اعضا آرام پکڑیں
اے شخص تو اپنے نفس پر رحم کر اور اس پر ظلم نہ کر اور نہ اس کو جہالت و حماقت کی تا
پھنسا یعنی جہالت اور خلق و ماحول و قوت و اسباب وغیرہ کو نہ دیکھ اور نہ ان پر
کر۔ اگر ایسا کرے گا تو تجھ سے طرفین بھی بند کر لی جائیں گی اور شرک و مقابلہ کی وجہ
لیے فضل و کرم الٰہی کی راہیں بھی نہ کھولی جائیں گی اور اگر تو صرف اللہ ہی کی جانب
دیکھے گا۔ اور اس کے ماسوا سے بالکل اندھا ہو جاوے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو تقرب
فرمائے گا اور تجھ پر رحم فرما کر پرورش کرے گا۔ کھانے پینے کو عطا کرے گا۔ بیماری میں
اور تندرستی عطا کرے۔ مفلسی میں مال دے گا اور مدد کرے گا۔ دوست اور حاکم
مگر پھر خلقت اور نفس سے محو کرے گا اور تجھ کو فنا کر دے گا۔ تو اس کے
تو اپنے فقر کو دیکھ سکے گا نہ تونگری کو۔

مقالہ نمبر ۶۰ - سلوک کی ابتداء یہ ہے کہ معتاد سے شروع کی جانب نکلے۔ اس
معتقد کی طرف اور پھر حفظ و حدود کی شرائط پر معتاد کی جانب رجوع کرنا تو معتاد

کھانے پینے، پہننے، نکاح کرتے رہنے وغیرہ ضروریات عادت اور طبیعت کے ساتھ شرع کے امر و نہی کی جانب نکلے گا پس تو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی پیروی کرے گا جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:۔ مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ ۔ یعنی جو چیز لادے تم کو رسول ؐ اس کو پکڑو اور جس سے منع کرے تم کو اس سے باز رہو اور فرمایا اے محمدؐ! کہو اگر تم کو اللہ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو۔ اللہ تعالےٰ تم سے محبت کرے گا۔ اے شخص اس وقت تو اپنے ظاہر و باطن میں ہوائے نفس اور اس کی رعونت سے فانی ہو گا اور سوائے توحید الٰہی کے تیرے باطن میں کچھ نہ رہے گا اور ظاہر میں بھی یا تو عبادت رہے گی یا طاعت اور بس پس تیرا لباس اور تیری عادت و حرکت و سکون بمنزلہ طاعت ہو جائے گی۔ خواہ سفر ہو یا حضر۔ دن ہو یا رات۔ صحت ہو یا علالت۔ عافیت ہو یا مصیبت غرضیکہ ہر حال میں تو ان کا مطیع رہے گا۔ اس کے بعد میدان قدر کی جانب اٹھالیا جائے گا۔ اور جب تجھ میں قضا و قدر تصرّف کریں گے۔ تو تو اپنی کوشش طاقت قوت سے بھی فانی ہو جائے گا۔ اس وقت تجھ پر ان نعمتوں کا بھی ظہور ہو گا جو تیرے مقسوم ہو چکے ہیں۔ پس تجھ کو ان میں حفظ و سلامتی عطا کی جائے گی۔ حدود شرع ان میں محفوظ رکھی جائے گی اور فعل الٰہی کی ان میں موافقت حاصل ہو گی۔ شرع کا قاعدہ بھی کفر یا حرام کی جائز کرنے کی طرف یا امور کو ذلیل و خوار کرنے کی جانب نہ لے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے تحقیق ہم نے ذکر کو اتارا ہے اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کے حق میں فرمایا

ہے۔ ہم نے اسی طرح کیا تاکہ اس سے بُرائی اور بے شرمی کو دُور کریں بلاشک کہ وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہے۔ پس اے شخص خدا تعالیٰ کی رحمت سے تو تلاوت کے وقت تک حفظ و پرہیزگاری کی صحت کرے گا۔ اور وہ سب کچھ کھانا ہو یا کپڑا تیری جو قسمت میں ہوگا۔ مل جائے گا۔ اور تیرے سَیر کرنے کی حالت میں تیرے راستہ میں اور تیرے چلنے کی حالت میں طبیعت کے جنگل اور ہوا کی وادی میں خواہشاتِ نفسانی بند کی گئی ہیں۔ کیونکہ یہ بار ہے اور یہ بار تجھ سے دُور کر دیا گیا ہے۔ تاکہ تجھ کو بوجھل کر کے ضعیف نہ کر دیں اور کہ تو اپنے مقصُود سے رُکا نہ رہے۔ اس وقت کہ تو دارِ فنا تک پہنچے گا بس یہی فنا قربتِ الٰہی کا موجب ہے۔ اور اس کی معرفت علوم لدنیہ سے باہر ہے اور دریائے انوار میں داخل ہونے کا اسرار اس طرح ہے۔ کہ ظلمتِ طبع انوار کو مضرت نہ پہنچائے۔ جب تک جسم میں رُوح ہے۔ اس وقت تک طبیعت بھی باقی ہے۔ تاکہ قسمتوں کو پُورا کرے۔ اس لیے کہ اگر انسان کی طبع زائل ہو جائے تو پھر اس میں اور فرشتوں میں فرق ہی کیا رہے۔ پس تو بنو نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اور حکمت باطل ہو جائے گی۔ پس طبع تجھ میں اس لیے باقی رہی ہے۔ کہ تو اس سے قسمتیں اور حظوظ حاصل کرے۔ پس بقائے طبائع وصیفہ ہوں گے نہ اصل۔ جیسا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہے۔ میری جانب تمہاری دُنیا میں سے تین چیزیں محبُوب کی گئی ہیں۔ یعنی خوشبو، عورتیں اور نماز یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک۔ پس جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم دُنیا اور دُنیا کی چیزوں سے فانی ہو گئے۔ تو ان کی جانب ان کی قسمتیں پھیری گئیں جو ان کی سیر کرنے کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی جانب ان سے روکی گئی تھیں۔ پس

آپ نے ان کو پورا کر لیا۔ حکمِ الٰہی کی موافقت اور اس کے فعل پر راضی ہونے سے اور اس کی فرمانبرداری کے طور پر نیز اس کی رحمتیں عام ہیں۔ اس کا فضل نبیوں اور ولیوں پر عام ہے۔ اس معاملہ میں ولی بھی اسی طرح ہیں۔ فانی ہونے کے بعد ان حظوظ کو بھی ان کی جانب رجوع کرنا کہتے ہیں +

ہوا و ہوسِ نفسانی سے پرہیز کے متعلّق

تو بہت کہتا ہے کہ وہ نزدیک کیا گیا ہے۔ اور میں دُور ہوں۔ یا وہ عطا کیا گیا ہے میں محروم ہوں۔ یا وہ غنی ہے۔ میں مفلس ہوں یا وہ تندرست ہے۔ میں بیمار ہوں یا وہ معزز ہے اور میں خوار ہوں یا وہ راست باز مشہور ہے پر میں دروغ گو سمجھا جاتا ہوں۔ اے شخص تم کو معلوم نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے اور وحدانیت ہی کو پسند کرتا ہے اور اس کو دوست جانتا ہے۔ جو صرف اسی سے محبّت رکھتا ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو کسی دوسرے شخص کے ذریعہ سے قریب کرتا یعنی کچھ عطا فرماتا ہے۔ تو تیری محبّت اللہ تعالےٰ سے کم ہو جاتی ہے اور باہم محبّت ہو جاتی ہے یعنی اکثر اوقات تیرے دل میں اس شخص کی رغبت اور محبّت بھی پیدا ہوتی ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ نعمت اللہ تعالیٰ نے تجھ کو دی اور اس طرح محبّتِ الٰہی کم ہو جاتی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑا غیور ہے۔ اور شرکت نہیں چاہتا۔ لہٰذا دُوسروں کے ہاتھوں کو تیری امداد سے ان کی زبان کو تیری صفت وثنا سے اور پیروں کو تیری طرف آنے سے روک دیتا ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ سے غافل ہو کر اس کی محبّت میں نہ پھنس جاوے۔ گیا تُو نے ارشادِ رسُولِ اکرم صلّی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نہیں سُنا کہ دل اس کی محبت کے لیے جو ان سے احسان کرے اور اُس کی دشمنی کے لیے جو ان سے بُرائی کرے پیدا کیے گئے ہیں۔ الحاصل اللہ تعالیٰ مخلوق کو تجھ پر ہر طرح احسان کرنے سے روکتا ہے۔ حتیٰ کہ تو اس کو تنہا جانے اور اسی سے دل لگائے۔ اور ظاہر و باطن میں اسی کا ہو رہے تو سوائے اس کے نہ دیکھے نہ سُنے۔ اور تو خلق نفس ہوا وارادہ وغیرہ سب سے فانی ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ماسوائے سب کو ترک کر دے اس وقت لوگوں کے ہاتھ تیری جانب فراخ ہو جائیں گے بخشش کے لیے اور زبانیں تیری ثنا میں رطب اللسان ہو جائیں گی پس تو ہمیشہ ناز و نعم میں رہے گا اور دنیا و آخرت میں سب قسم کے عیش پائے گا۔ پس اے شخص بے ادب نہ ہو اور اس کی جانب دیکھ جو تجھ دیکھ رہا ہے۔ اس کی طرف متوجہ ہو۔ جس کی تجھ پر توجہ ہے۔ اس سے محبت کر۔ جو تجھ کو محبت کرتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے۔ جو تجھ کو گرنے سے بچاوے۔ اس کا سہارا لے جو تجھ کو سنبھالے۔ وہ تجھ کو جہالت کی تاریکی سے نکالے گا۔ تجھ کو نجات دے گا اور تجھ کو ہلاکت سے بچائے گا۔ وہ تجھ سے تیری ناپاکیاں دُور کرے گا اور تجھ کو گندگیوں سے صاف کرے گا۔ وہ تیری پست ہمتی کو دُور کرے گا۔ وہ بد حکم دینے والے نفس اور بُرا راستہ دکھانے والے دوستوں سے جو اخوان الشیاطین ہیں اور ہوا و ہوس سے جو تیرے اور سعادتوں کے درمیان حجاب ہیں تجھ کو بچائے گا۔ کہاں عادت کہاں خلعت ہوا رعونت دنیا و آخرت اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا تو خالق الاشیاء سے کس قدر دُور پڑا ہوا ہے۔ جو چیز کو پیدا کرنے والا اور ہر شے کی ابتدا اور انتہا ہے۔ اسی جانب سب کو بازگشت ہے اور

(اُسی) کے قبضہ میں تمام دل ہیں۔ اور کل روحوں کو اسی سے اطمینان ہے اور اسی کے در لطفؒ (سے ہر) بوجھوں کا اُترنا ہے اور بے شمار احسان ہیں۔

(دُ)عا کی قبولیّت کے متعلق

اگر اللہ تعالیٰ بندہ کی دُعا قبول کرتا ہے اور اس کی مطلوبہ شئے کو عطا فرماتا ہے۔ تو اس سے یہ خیال نہ کرنا چاہیے۔ (کہ) اس سے اس کا ارادہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور جو چیز تقدیر میں آ چکی وہ بدل جاتی ہے۔ بات (یہ) ہوتی ہے کہ اس کا سوال اور دُعا ارادۂ الٰہی اور تقدیر کے موافق آن پڑتا ہے۔ اس وقت (حا)جت روائی ہو جاتی ہے مگر اسی وقت میں جو اس کے لیے مقرر ہو چکا ہے۔ کہ فلاں وقت (یہ) تقدیر پہنچے۔ جیسا کہ اہلِ علم نے اللہ کے اس قول کو کہا ہے۔ ترجمہ درج ذیل ہے:-
(ہر) وقت وہ شان میں ہے کہ پہنچاتا ہے مقدرات کو وقتوں تک۔ پس اللہ تعالےٰ دُنیا (میں) کسی کو کوئی چیز صرف دُعا سے نہیں دیتا اور اسی طرح صرف دُعا سے کوئی بُرائی دفع (نہ)یں کرتا اور حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ نہیں رد کرتا قضا کو مگر دُعا۔ اس سے یہ (مر)اد ہے کہ قضا کو نہیں رد کرنا۔ مگر وہ دُعا جو تقدیر ہو چکی ہے اور اس سے قضا رد ہو گی اور (اس)ی طرح صرف اپنے اعمال سے قیامت کے روز کوئی جنّت میں داخل نہ ہو سکے گا۔ بلکہ (اللہ) تعالیٰ کی رحمت سے۔ مگر اللہ تعالیٰ اعمال کے موافق جنّت میں بندوں کو درجات عطا (فرما)ئے گا۔ جیسا حدیث شریف میں آیا ہے کہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسُول اللہ (صلّی) اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے دریافت کیا۔ کیا کوئی شخص اپنے اعمال سے بھی داخلِ جنّت (ہو) سکے گا۔ فرمایا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے نہیں۔ صرف رحمتِ الٰہی سے۔

حضرت صدیقہ نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ، فرمایا، میں بھی نہیں۔ مگر اس وقت تک کہ اللہ تعالےٰ مجھ کو چھپائے اپنے دامانِ رحمت میں اور اپنے سر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ہاتھ رکھا۔ اس پر کہ اللہ تعالیٰ پر کسی کا کوئی حق نہیں اور نہ اس کو عہد ہی وفا لازمی ہے۔ جو چاہے کرے۔ جس کو چاہے بخشے اور جس کو چاہے عذاب میں رکھے۔ جس کو چاہے نعمت دے اور جس پر چاہے رحم کرے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے۔ اس کا کوئی پوچھنے والا نہیں۔ وہ جس وہ جس کو چاہے بے حساب رزق عطا فرما دے اپنے فضل وکرم سے اور جس کو چاہے بالکل نہ دے۔ اپنے عدل سے ایسا کیوں نہ ہو۔ جب کہ عرش سے لے کر زمین کے نیچے تک تمام خلقت اسی کی ملکیّت اور صنعت ہے۔ نہ اس کے سوا کوئی مالک ہے اور نہ کوئی خالق۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:۔ (ترجمہ آیت شریف) کیا اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی پیدا کرنے والا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور بھی معبودِ برحق ہے۔ کیا تُو اس کے واسطے کوئی اور بھی ہمنام جانتا ہے۔ کہ یا اللہ اے مالک کے مالک تو جس کو چاہے ملک دیتا ہے اور جس کو چاہے ملک دیتا ہے۔ تو جس کو چاہے عزّت دیتا ہے اور جس کو چاہے ذلّت دیتا ہے۔ تیرے ہاتھ میں بھلائی ہے۔ تحقیق تو ہر چیز پر قادر ہے۔ جیسا کہ خود تو اپنی کلام پاک میں فرماتا ہے (ترجمہ آیت شریف)، اور تُو رزق دیتا ہے۔ جس کو چاہے بغیر حساب کے اور تُو اس پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے کے متعلّق

سوائے ان امور کے اللہ تعالیٰ سے اور کچھ نہ مانگ۔ گزشتہ گناہوں سے بخشش، آئندہ گناہوں

ے محفوظ رہنا اچھے کاموں میں طاقت اور امر کی فرمانبرداری نواہی سے باز رہنا۔ اور قضا
کے پر رضامندی بلاؤں پر صبر۔ عطا نعما پر شکر کی توفیق۔ اس کے بعد نیک انجام اور
باایمان مرنے کی اور صدیقوں شہیدوں صالحوں اور ان لوگوں کے ساتھ رہنے کی جو
نیک ہیں اللہ سے دنیا کو نہ مانگ اور نہ فقر کو دور کرنے اور بلا کو تونگری سے بدلنے
اور نہ عافیت کی خواہش کر بلکہ رضا کو طلب کر اس چیز کیلئے جو اللہ تعالیٰ نے تیری قسمت
میں کی ہے اور تجھ پر اتاری ہے۔ حتیٰ کہ تجھ کو اس خیر کی جانب بدلے کیونکہ تو یہ تو نہیں
جانتا کہ تیری بہتری کونسی حالت میں ہے آیا تیرے لئے فقر اچھا ہے یا تونگری اور بلا
بہتر ہے۔ یا عافیت کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے اس شے کا علم پوشیدہ رکھا ہے صرف
ایک اسی کی ذات والا صفات ہے۔ جو ان کی مصلحتوں اور خرابیوں کو جانتی ہے۔
حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ
خواہ میں کسی حالت میں ہوں مجھ کو اس کی مطلق پرواہ نہیں۔ وہ پسند ہو یا ناپسندیدہ
کیونکہ مجھ کو تو معلوم ہی نہیں کہ ان میں سے بھلائی کس میں ہے یہ اس لئے فرمایا
کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر خوش اور اس کے اختیار و قضا پر مطمئن تھے۔ جیسا کہ ارشادِ
الٰہی ہے: کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ وَھُوَ کُرْہٌ لَّکُمْ وَعَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ
خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ
لکھا گیا تم پر جہاد کرنا حالانکہ وہ ناپسند ہے تم کو اور قریب ہے کہ تم کسی شے کو
ناپسند جانو گے حالانکہ وہ بہتر ہوگی تمہارے لئے اور قریب ہے کہ تم کسی چیز سے

محبت کروگے حالانکہ وہ تمہارے لئے بری ہوگی۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے
پس تو عبادت و طاعت صبر و شکر و رضا و تسلیم و ترکِ تدبیر و ترکِ اختیار اپنا وتیرہ بنا۔ جس
سے تیری خواہشیں دور ہوں اور تیرا نفس ٹوٹ جائے اور ذلیل و خوار اور مغلوب ہو
جائے اور تمام آرزوئیں اور تمنائیں نکل جائیں غرضکہ محبت الٰہی کے سوا تیرے دل میں
کچھ باقی نہ رہے۔ تیرا دل اس سے معمور ہو اس کی طلب میں تیرا ارادہ صادق ہو جائے
اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے تیرا ارادہ دنیا یا آخرت کے حظوظ میں سے کسی حظ کی
جانب اس کی طلب کے لئے مائل نہ ہو۔ پس اس وقت تو اس کے حکم کی فرمانبرداری
اور موافقت کے ساتھ اس کا سوال کرے گا اور اگر اللہ تعالیٰ اس کو تیرے تئیں عطا
فرمائے گا تو شکر گذاری کر لے گا اور اس حظ سے لطف اُٹھائے گا اور اگر نہ دے گا
تو اس پر ناراض نہ ہوگا اور اس پر تہمت نہ لگائے گا اس لئے کہ تو اس کا طالب رہنے
ہو لئے نفسانی نہیں ہے کیونکہ ہوا اور ہوس تو تیرے دل میں بالکل ہے ہی نہیں بلکہ تو
نے تو حکم کی فرمانبرداری میں سوال کیا تھا۔ پس سلامتی ہو بندگان فرمانبرداروں پر۔

ولی کے اوصاف کے متعلق

مقالہ نمبر ۷۳۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے ولی کو دوسروں کے عیوب اور ان کے جھوٹے دعوے اور افعال و اقوال میں شرک کرنے اور ان کی بدیوں پر اور ان کی نیت پر مطلع فرماتا ہے پس
ولی اللہ اللہ کے اور اس کے رسول اور اس کے دین کے لئے غیرت کرتا ہے
جس سے اس کے باطن میں جوش پیدا ہوتا ہے اور پھر ظاہر میں بھی ہویدا ہو جاتا ہے

پھر بھلا سلامتی کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔ باوجود اس قدر ظاہر باطن کی بیماریوں اور مرضوں کے اور کس طرح دعویٰ توحید کیا جا سکتا ہے باوجود اس قدر شرک کے کیوں کہ شرک کفر ہے جو قرب الٰہی سے دور کرتا ہے اور وہ شیطان لعین اور منافقین کی صفت ہے جن کے لئے حکم قطعی درک اسفل دوزخ کا ہو چکا ہے کہ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے پس ولی کی زبان پر اس کے عیوب اور اس کے ناپاک کاموں کا ذکر جاری ہو جاتا ہے اور اس کے لمبے چوڑے اور صدیقوں کی حالتوں کے دعویٰ کرنے اور اللہ تعالیٰ کے قارد فعل میں نائبوں اور مرادوں اور محبوبوں کے مزاحم ہونے اللہ تعالیٰ کے لئے غیرت کرنے کی وجہ پر اور کبھی اس شخص کے لئے منکر ہونے اس کی نصیحت کی وجہ پر اور غلبہ کی وجہ پر فعل اللہ تعالیٰ کے اور اس کی شدت غضب کے جھونٹے اور احکام دینیہ کو جھونٹ کی جانب نسبت کرنے پر پس اس ولی اللہ کی جانب غیبت منسوب کی جاتی ہے کیا ولی بھی غیبت کرتا ہے درحالیکہ وہ اوروں کو غیبت سے منع کرتا ہے۔ کہ ولی اللہ حاضر و غائب کو ان کے عیوب کو جو ظاہر نہ تھے ذکر کرتا ہے۔ یہ اس ولی پر گویا انکار کرنا ہوتا ہے۔ منکروں کے حق میں اس کی مانند جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب و قمار بازی کے حق میں فرمایا ہے۔ گناہ ان دونوں کے نفع سے زیادہ ہے ظاہر میں تو منکر کا انکار ہے اور باطن میں اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا ہے اور اس پر اعتراض کرنا ہے۔ پس اس منکر کا حال حیرانی و پشیمانی، سے بدل جاتا ہے پس اس ولی اللہ کے منکر کا فرض ہوگا۔ خاموشی اختیار کرنا اور تسلیم

کرنا اور توجیہہ و تاویل کی جستجو کرنا جس سے اس کے شرع میں جائز ہونے کی صورت پیدا ہو۔ نہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے اوپر جو اس مدعی کے جھوٹ افترا پر طعن کرتا ہے اعتراض کرنا۔ اور بعض اوقات اس مدعی کے نفاق کی بیخ کنی کے لئے اور اس کی تادیب کے واسطے اس قسم کے جھوٹے دعوے اور عیوب کا ذکر کیا جاتا ہے۔ پس اس قسم کا ذکر ولی اللہ کے حق میں تو جہاد ہوتا ہے اور اس مغرور مدعی کے حق میں جو ہلاک ہونے والا ہے نفع ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے۔ سیدھے راستہ کی ہدایت کرتا ہے۔

وصایا

مقالہ نمبر ۷۵۔ میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ و طاعت کو ظاہری شرع کی پابندی لازم جان۔ سینہ کو نفاق سے سلامت رکھ۔ تازہ روئی اختیار کر اور قابل عطا شے کو خرچ کر دے۔ خلقت سے تکلیف دور کر کے خود اٹھانے کی فکر اختیار کر۔ بوڑھوں کی عزت و عظمت ملحوظ رکھ۔ بھائیوں سے نیک صحبت رکھ۔ اپنے سے چھوٹوں کو نصیحت کر۔ دنیاوی فوائد کیلئے لڑ جھگڑ نہیں۔ بلکہ اپنے سے دوسروں کے حقوق کو مقدم رکھ۔ مال کو جمع کر کے گناہ نہ کما۔ جو لوگ طالبان حق نہیں ہیں انکی صحبت ترک کر اور دینی و دنیاوی امور میں لوگوں کی امداد کر۔ حقیقی فقر یہ ہے کہ تو انسان کا جو بالکل تیرے ہی مانند ہے محتاج نہ ہو اور غنا حقیقی یہ ہے کہ اپنے جیسے انسان سے بالکل بے پرواہ ہو اور تصوف بات چیت کرنے سے نہیں ہوتا۔ بلکہ بھوک اور ترک دنیا سے یا ان چیزوں کے ترک کر دینے سے جو اپنے دل کو اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ فقر کو علم کے ساتھ

اختیار نہ کو۔ بلکہ نرمی کے ساتھ کر۔ اس لئے کہ ظلم اس کو وحشت میں ڈال دیتا ہے مگر نرمی کرنی اس کو الفت میں لاتی ہے۔ تصوف کے لئے آٹھ صفات لازمی ہیں:

سخاوت ابراہیمؑ - رضا اسحاقؑ - صبر ایوبؑ - اشارات زکریاؑ - خلوت یحییٰؑ - پوشاک پشمینہ موسیٰؑ - سیر عیسیٰؑ - فقر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

باب ہفتم

رازہائے سربستہ

و

وظائف و اوراد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

طالبِ حق کا اوّلین فرض

یہ ہے کہ علم حاصل کرے اور جہاں تک ممکن ہو اس میں کمالیت کے درجہ تک پہنچے کیونکہ علم شریعت
ہی علم حقیقت اور دیگر علوم لدنی وغیرہ کی اصل ہے اسی لئے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اُطلبُوا
العِلمَ وَلَوکَانَ بِالصِّینِ، چنانچہ اس حدیث پاک کا اطلاق اسی علم شریعت وطریقت پر ہے
کہ دیگر علوم وفنون کسبیّہ پر۔ حضرت مولینا روم علیہ رحمت انہی علوم کے متعلق مثنوی شریف میں فرماتے ہیں

علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر ۔ کے شود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

مطلب واضح ہے کہ بدوں حصول علوم شریعت وطریقت انسان جاہل مطلق ہے۔ اور علم باطنی کا نااہل۔ بلکہ مسائل شرع
سے بے علمی کے باعث وہ خودغرض حریص مکّار دغاباز خلاف شرع شیطان صفت مصنوعی پیروں کے دام تزویر میں
پھنس کر وہ اپنا دین ودنیا تباہ کرلیتا ہے۔ لہٰذا طالب صادق کو واجب ہے کہ جہاں تک ہوسکے علم شریعت متشرع عالم
کی زیر تربیت رہ کر پڑھے اور عمل پیرا ہو۔ اور ساتھ دیگر علوم ضروریہ متعلقہ شریعت مثلاً علم نجوم علم طب علم حساب
وغیرہ میں ملکہ پیدا کرے علم نجوم اتنا کہ رات کو ستاروں کی طرف نگاہ کرکے اوقات نماز اور رخ کعبہ کی شناخت
کرسکے۔ علم طبّ اس لئے کہ مدت عدت حیض ونفاس وطلاق ونکاح نجاست وغلاظت کی تشخیص اور
مسائل وراثت وغیرہ کے سمجھنے کیلئے اور انکے علاوہ دیگر علوم بھی علم شریعت کو درست کرنے کیلئے حاصل
کرے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ اَلمُتَعَبِّدُ بِلَا فِقۡہٍ

کالحِمَارِ فِی الطَّاحُوْنَۃِ یعنی علم و شعور کے بغیر عبادت کرنے والا شخص خراس کے گدھے کی مانند ہے یعنی جیسے خراس کا گدھا چلتے رہنے کے باوجود وہیں کا وہیں رہتا ہے جہاں سے چلا تھا ویسے ہی علم کے بغیر عبادت کرنے والا غیر عابد کے حکم میں ہے کیونکہ عمل بے علم خود عمل نہیں مثلاً اگر نمازی کو ارکان فرائض سنت طہارت کی پہچان قبلہ کی شناخت نیت نماز کی کیفیت وغیرہ کا علم نہ ہو تو اس کی نماز ہرگز نہ ہوگی۔ اسی طرح بغیر عمل کے علم نہیں جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ نَبَذَ فَرِیْقٌ مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَرَآءَ ظُہُوْرِہِمْ کَاَنَّہُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنی پھینک دیا اہل کتاب کے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب کو اپنی پشت کے پیچھے گویا کہ وہ نہیں جانتے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عالم بے عمل کو علما کے زمرہ سے خارج فرمادیا ہے اور علم سے جاہل کا کام صرف منہ تسائی بات کا روایت کردینا ہے اس لئے جاہل علماء کے طبقہ سے خارج قرار دئے گئے ہیں۔ نیز جو شخص اپنے علم سے محض دنیاوی مراتب اور جاہ و حشمت کا طالب ہوتا ہے وہ عالم نہیں کیونکہ علم ان خواہشات سے بلند و بالا ہے بے علم آدمی اللہ تعالیٰ کی کسی پسندیدہ بات کی شناخت نہیں کرسکتا بخلاف اس کے ایک صاحب علم شخص حقیقتِ حال کے تمام مقامات و شواہد و امتیازات کا شناسا اور مستحق ہوسکتا ہے لہذا علم شریعت کا حاصل کرنا لازمی ہے بعدہٗ علم طریقت مرشد کامل سے جس کی شناخت و تعریف درج ذیل ہے حاصل کرے تاکہ دین و دنیا میں سرخرو ہو اور سعادت دارین حاصل ہو۔

مرشدِ کامل کے اوصاف اور اس کی شناخت

جاننا چاہئے کہ مرشد کامل کے اوصاف، علامات و نشانات جو اس کی کاملیت پر دلالت کرتے

ہیں پسندیدہ ہیں۔

اول :۔ یہ کہ حرام اور مکروہ اور جن چیزوں کے استعمال سے جن پر شبہ کا احتمال ہو۔ مکمل طور پر پرہیز کرنے والا ہو۔ جاننا چاہیئے کہ پرہیزگاری (ورع) یہ ہے کہ انسان ہر لغو اور شبہ والی چیز کا قولاً فعلاً ظاہراً باطناً تارک ہو۔ چنانچہ حضرت شبلی رحمۃ علیہ فرماتے ہیں پرہیزگاری کی تین قسمیں ہیں اوّل ورع باللسان یعنی پرہیزگاری زبان کے متعلق وہ لایعنی اور فضول باتوں سے خاموشی ہے۔ دوئم ورع بالارکان یعنی پرہیزگاری اعظم یہ کہ شبہات اور خیالات کا ترک کرنا ہے سوئم ورع بالجنان یعنی پرہیزگاری دل۔ وہ خیالات فاسدہ اور غم و غصّہ اور مضمرات ردیہ کا ترک کرنا ہے۔ اور وہ وہ چیزیں ہیں جن میں شک اور یقین پایا جاتا ہو۔ پس ان سے منع کرانے اور فرصت دلانے والا ہو نیز ان کھانوں اور پینیوں کے استعمال سے جو ظالموں اور فاسقوں کی چاپلوسی سے حاصل ہوا ہو مکمل طور پر پرہیز کرنے والا ہو اگر روزہ رکھنے والا ہو تو سب سے بہتر ہے۔

دوئم :۔ یہ کہ ان باتوں اور کاموں کو جو لاحاصل اور بے معنی ہوں زیر نظر نہ رکھے یعنی اسلام کی خوبیوں اور نیکیوں کو چھوڑ کر اُن کاموں اور مشاغل کی طرف متوجہ ہونا جن سے کچھ فائدہ باطنی حاصل نہ ہو۔

سوم : یہ کہ پرہیزگار رہ ناخوش طبع ہو اور کبیرہ گناہوں مثلاً زنا۔ لواطت اغلام اور شہوت انگیز خیالات شراب نوشی اور چوری وغیرہ سے مکمل پرہیز کرنے والا ہو۔ چنانچہ کبیرہ گناہوں کے نزدیک کبھی نہ پھٹکنے والا ہو نہ ہی صغیرہ گناہوں کی طرف رغبت کرنے والا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنۡ تَجۡتَنِبُوۡا کَبٰٓئِرَ مَا تُنۡهَوۡنَ عَنۡهُ نُكَفِّرۡ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ وَنُدۡخِلۡكُمۡ

مُّدْخَلًا کَرِیْماً" کہ جو کوئی تم میں سے گناہانِ کبیرہ کو جن کے ارتکاب سے منع کیا گیا ہے ترک کر دیگا تو ہم اس کے صغیرہ دفع کر دیں گے اور اس کو محل گرامی اور بزرگ میں جسکا مقصد بہشت ہے داخل کر کے جگہ دینگے۔

چہارم: حسن خلق۔ اس سے مراد نیک خو اور اچھی خصلت ہے۔ چنانچہ بزرگان کا قول ہے کہ سالک کبھی پیری کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ حقیقت اس کے وجود میں جاگزیں نہ ہو اور حسن خلق کے اوصاف کی بڑی علامت یہ ہے کہ جب کسی مرید پر غصّہ آوے اور سزا دینا چاہے۔ تو نفس کو ہدایت کرے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ ہے اَلْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ یعنی آتش غصہ کو فرو کرنے والا اور تقصیر کنندہ کی تقصیر کو بخشنے والا ہو۔ پس اسکی طبیعت اور خو نیک اور بردبار ہونی چاہیئے نہ کہ بری اور غیر متحمل خواہ وہ صغیرہ گناہوں تک سے بھی مجتنب ہو۔ جاننا چاہیئے کہ مرشد بردبار اور حلیم ہو اور مرید کی ہر حرکت پر غصّہ لانے والا نہ ہو اور مخلوق سے نرمی اور حلیمی سے زندگی بسر کرنے اور ہر ایک کا مرتبہ ملحوظ رکھنے والا ہو اور جاہلوں کی گفتگو سے دل کو مشغول رکھ کر تسکین پانے والا ہو۔ حلم یہ ہے کہ غصّہ کی حالت میں آپ سے باہر نہ ہو۔ اور غصہ دلانے والے پر غصّہ کی سزا روا نہ رکھے بلکہ بخشنے والا صاحب عقل خوش باش خوشحال اور خندہ پیشانی والا ہو۔ جاننا چاہیئے کہ خوئے مرشد سالک کو جب وہ دامی بصیرت کے باعث جمال ازلی اور کمال لم یزلی فیض مقدس کی امداد کے باعث اس کے دل و جان میں پہنچتا ہے تو ہر حالت میں اثر اس کی پیشانی پر ظاہر ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ ہشاش بشاش اور تازہ رو ہو جاتا ہے اور اپنی تعریف اور مدح سے خوش نہیں ہوتا نہ برا سننے سے اندوہگین ہوتا ہے اور جس طرح چھوٹے سے پیش آتا ہے اسی طرح بڑے سے سلوک کرتا ہے چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حُسْنُ

اَلْخُلُقُ مِنْ خِصَالِ اَهْلِ الْجَنَّةِ یعنی خوش خلقی اہل جنت کی خصلتوں سے ہے۔

پنجم: پردہ پوشی۔ یہ کہ آدمیوں کے عیب چھپانے والا اور ان کے گناہوں کو معاف کرنے
ہو۔ چنانچہ مرشد کو چاہیئے کہ مرید سے اگر بے ادبی سرزد ہو بھی جائے تو اس سے درگذر فرماوے
اگر کسی شخص نے اس کی بے ادبی کی ہو یا تکلیف پہنچانے میں کوشش کی ہو۔ اس کے ساتھ
نیکی کرے نہ کہ بدی کا بدلہ لینے پر آمادہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ نے فرمایا ہے وَاللّٰہُ یُحِبُّ
الْمُحْسِنِیْنَ ۝ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ بلکہ ان کو
نیکی سے یاد کرے اور اگر اُن سے پھر بھی بدی دیکھے تو ان سے پوشیدہ رکھے۔ جاننا چاہیئے جب
مرید کے متعلق برے کاموں کی اطلاع پائے جس پر کہ اس کو زجر و توبیخ کرنا ضروری ہو تو مجلس عام
نصیحت کے معیّنہ طریقہ پر ہدایت کرے چنانچہ رمز و کنایہ اور اشارہ کے طریقہ پر روئے سخن حاضر
حاضرین مجلس کی طرف کر کے صراحت کرے جس سے مفہوم سخن اس پر دلالت کرے اور اگر اس
کوئی نیکی دیکھے تو اسے بے شک ظاہر کر دے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ
یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ
الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ یعنی وہ لوگ جو کسی ایماندار کی برائی یا بدفعلی کو فاش کرنا اچھا
سمجھتے ہیں ان کے لئے دنیا میں دردناک عذاب بدنامی اور آخرت میں جانگداز عذاب
آتش ہے۔ چنانچہ اسی بارہ میں آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں۔ مَنْ ھَتَکَ
سِتْرَ اَخِیْہِ فِی الدُّنْیَا ھَتَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی سِتْرَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ
عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ وَمَنْ سَتَرَ اَخَاہُ فِی الدُّنْیَا سَتَرَ عَلَیْہِ فِی الدُّنْیَا

و الآخرۃ - یعنی جو کوئی اپنے بھائی کا پردہ دنیا میں فاش کرے گا خدا تعالیٰ اس کا پردہ قیامت کے روز تمام آدمیوں کے سامنے فاش کریگا اور جو کوئی کسی کا پردہ دنیا میں ڈھانپے گا اسکی اللہ تعالیٰ دنیا اور دین میں پردہ پوشی فرمادے گا کیونکہ اس کو بخشنے کی قوت ہے۔

ششم معرفت :- یعنی شریعت کے احوال کی شناخت کرنے والا ہو۔ اس لئے کہ شریعت اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے لئے دینِ محمدی میں عبادتوں اور اعمال صالح سے راہ مستقیم پر چلتے رہنے کا نام ہے اس لئے مرشد کو چاہیئے کہ وہ علم شرعی میں عالم ہو اور علم طریقت میں مکمل طور پر بہرہ اندوز ہو۔ اگر کسی مرید کو علم شریعت کے متعلق ضرورت پیش آئے تو اس کی حاجت روائی کر سکے اور صحیح جواب دے سکے اور اگر طریقت کے راستہ میں کوئی مشکل لاحق ہو تو اس کو اس مشکل سے باہر نکال سکے جبتنی کہ احکام عبادت میں سے کسی چیز کی اس کو ضرورت ہو۔ پس یہی اسلام۔ ایمان۔ احسان کا رکن اعظم ہے۔

دراصل رکن اسلام پانچ ہیں پہلا یہ کہ گواہی دینا باقرار زبان و تصدیق قلب کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ دوئم قائم رکھنا نماز پنج وقتی کا سوم ادا کرنا زکوٰۃ کا۔ چہارم روزہ رکھنا ماہ رمضان کا۔ پنجم حج خانہ کعبہ عمر میں ایک بار بشرط استطاعت۔ اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ اسلام اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام ماننا اور اس کی فرمانبرداری میں لگے رہنا اور مسلمانی کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگنے کا نام ہے اور رکن ایمان سات ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ اس کے فرشتوں۔ کتابوں۔ اس کے رسولوں اور روز قیامت، نیکی بدی کا اندازہ منجانب اللہ تعالیٰ اور مرنے کے بعد قبروں سے جی اٹھنے پر

ایمان لانا ہے۔

فائدہ: اسلام اور ایمان ایک ہی ہے جو مسلم ہے وہ مومن ہے جو مومن ہے وہ مسلم ہے
البتہ احسان یہ ہے کہ خاص خداوند تعالیٰ کی عبادت اس طریقہ سے کرے کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے
اور اگر تو نہیں دیکھ سکتا پھر سمجھ لے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے نیز احسان سے یہ بھی مراد ہے کہ
بدی کے مقابلہ میں نیکی کرے بمصداق فرمان خداوندی ھَلْ جَزَآءُ الاحسانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ

ہفتم: دیانت۔ یعنی تعیّن اوقات یہ کہ امور دینی میں ہمیشہ کسی نہ کسی کام پر مشغول رہنا اوقات
معینہ پر نماز پنجگانہ باجماعت بدوں کاہلی اور سستی ادا کرنا اور ہمیشہ طاعت اور فرمانبرداری مثلاً نماز
نفل تہجد، مستحب دیگر نوافل اور اسی قسم کا دوسری عبادات کا ادا کرنا اور روزے نفلی اور دائمی
رکھنا اور ان پر ہمیشہ قائم رہنا ہے۔

ہشتم: اہل بصیرت ہو۔ وہ یہ کہ احکام دین مثلاً عقائد مذہب۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج۔ وغیرہ
طہارت سے بخوبی واقف ہو۔ کیونکہ بنائے اسلام و ایمان عقائد پر قائم ہے۔ جب تک عقیدہ صحیح اور
درست نہ ہوگا ارکان اسلام متزلزل رہیں گے اور ایمان کے گھر میں اندھیرا رہے گا۔ بس عقیدہ کا صحیح اور
مستقل ہونا خانہ ایمان کی روشنی کا موجب ہے اور جو احکام دین اس کے متعلق ہیں وہ یہ ہیں کہ جب مرشد
کسی طالب کو مرید بنا دے تو خود اس کا رہنما بنے اور اس کو دین و دنیا کے کام سکھا دے کیونکہ مرید اپنے پیر و مرشد
کے ہاتھ میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح غسال کے ہاتھ میں مردہ۔ کیونکہ مرید اللہ تعالیٰ پر صحیح طور پر اعتماد
اور بھروسہ کر کے بالیقین اپنی جان کو اس اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف راہ پانے کے لئے مرشد کے
سپرد کر دیتا ہے۔ جس طرح ایک اندھا اپنی لاٹھی کسی بینا کے ہاتھ میں راہ دکھلانے کے لئے دیتا

ہے تاکہ اس کی رہبری کرے اور جائے مہلک سے نگاہ میں رکھے تاکہ ورطہ ہلاکت میں نہ پڑے۔

نہم: وہ یہ کہ پیرو استاد کو مرید پر اس طرح شفقت کرنی چاہیئے۔ جس طرح ماں باپ اپنے بیٹے پر مہربانی کرتے ہیں۔ جاننا چاہیئے۔ کہ شفقت یہ ہے کہ تمام مخلوق پر مہربان ہو خصوصاً اپنے مریدوں پر وہ اس طرح کہ ان کا کوئی وقت خلاو ملا میں رات دن ضائع وبیکار نہ گزرے اور اُن کو ہمیشہ ایک عبادت سے فارغ ہونے پر دوسری طاعت میں اور ایک نیکی سے دوسری نیکی میں مشغول رکھے اور اُس کیلئے بھی اُس چیز کا خواہاں رہے جو کچھ کہ اپنے واسطے چاہتا ہے یاد رہے کہ ابتدائی مریدوں کو اُن کی قوت بضاعتِ استطاعت اور طاقت سے زیادہ کام نہ فرمائے تاکہ دل برداشتہ نہ ہوں اور راہِ راست سے بھٹک نہ جاویں پس مرشد کو چاہیئے کہ مرید کو آہستہ آہستہ کام میں لگا دے تاکہ اس کا شوق درجہ بدرجہ بڑھے اور کمال کو پہنچے کیونکہ جب تک طلب نہ ہوگی روزِ حشر کو بھی اللہ تعالیٰ کے حضور میں اُس کو بے شوق عبادتوں کا معاوضہ نہیں ملے گا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ ——————— یعنی تم سب حاکم ہو اور سب سے اپنی اپنی رعیتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اسی طرح مرید کے متعلق جس نے فی الحقیقت اپنی روح کے آرام کو امانت کے طور پر اپنے مرشد و استاد کو امین مان کر سپرد کر دیا ہے تو جب مرشد امانت کے طریقہ کے خلاف عمل کرے گا تو وہ خیانت کرنے والا ٹھہرا اور خائن ہی نامی ہوا۔ پس مرشد و استاد کو لازم ہے کہ مرید کیلئے ذریعہ ہدایت بنے اور دونوں جہان میں اس کے کام اور حال کو نیکی کی طرف لانے کی کوشش کرے یہی وجہ ہے کہ مرشد کے حقوق باپ کے حقوق سے فائق ہوتے ہیں۔

دھم: صدق جس سے مرد سچائی ہے یعنی اس کو اپنی گفتار و اقوال میں راست گو اور افعال میں راست رو ہونا چاہیئے اور ہر کام میں محقق یعنی تحقیق کرنے والا ہو اور باریک بین اور نکتہ داں جو دلیل کو دلیل سے ثابت کرے نہ کہ جھوٹ بول کر۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا ہے: فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ یعنی جھوٹوں پر لعنت بھیجتے ہیں ہم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلّم فرماتے ہیں۔ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّلْعَنَ نَفْسَهٗ فَلْيَكْذِبْ۔ یعنی جو کوئی اپنے آپ پر لعنت کرنے کا ارادہ کرے وہ جھوٹ بولے یہ بھی جان لے کہ جھوٹا ہر جگہ شرمسار ہوتا ہے اور جھوٹے کی خاص علامت ہے کہ اس کا حافظہ نہیں ہوتا اسی لئے ہر جگہ ذلیل و خوار ہوتا ہے۔

یازدھم: انصاف یہ ہے کہ اپنے نفس کے واسطے بھی منصف ہو اور اس کے احکام کی تعمیل میں برابری کرنے والا ہو اور مریدوں کے حالات و مقامات سمجھنے والا ہو (جاننا چاہیئے کہ اصطلاح سالکان میں مقام کا مفہوم ابتدائے سلوک میں قائم ہوتا ہے۔ جتنا کہ اس کو ارشاد کیا گیا ہے اور سالک کی شرط یہ ہے ایک مقام سے دوسرے مقام پر ترقی کرے تاکہ ننانوے دفعہ تلوین سے اور سو دفعہ تمکین سے گذر جائے) پس ہر حقدار کو اس کا جائز حق مطابق حال و احوال اور اس کی قابلیت اور مرتبہ روحانیت کے اندازہ کے مطابق عطا کرے اور جو حدیں کہ از روئے شریعت طریقت حقیقت اور معرفت مقرر ہیں ان میں سے کسی ایک حد سے بھی تجاوز نہ کرے۔ پس مذکورہ بالا حدود سے کسی ایک حد سے بھی تجاوز کریگا۔ تو ظالم کہلانے کا حقدار ہے کیونکہ ظالم و ستمگار وہ ہے جو حد شرعی سے تجاوز کرے (کیونکہ طریقت حقیقت معرفت کا انحصار اسی شریعت پر ہے) نیز کسی چیز کو بے جا و بے محل استعمال میں نہ لادے۔ مثلاً مسجد میں ذکر و اذکار کرنے

کی جگہیں ہیں چاہیئے کہ ان میں سے کسی کو ذکر کرنے سے منع نہ کرے اگر کوئی منع کرے تو وہ ظالم ہے۔
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ
فِیْھَا اسْمُہٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِھَا۔ یعنی اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو مسجدوں میں
ذکر الٰہی کرنے سے منع کرے جہاں کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جاتا ہے اور اس کو خراب کرنے کی
کوشش کرے۔ نوٹ (یہاں ذکر سے مراد ذکر جہری ہے) پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔
اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا اَحَاطَ بِھِمْ سُرَادِقُھَا یعنی بہرحال ہم نے ظالموں
کے واسطے آگ تیار کر رکھی ہے جو ان کو خیموں کی مانند گھیرے گی پھر فرمایا مَنْ یَّظْلِمْ مِّنْکُمْ
نُذِقْہُ عَذَابًا کَبِیْرًا یعنی جو کوئی تم میں سے ظلم و ستم روا رکھے گا وہ عذاب الیم چکھے گا۔
پھر ارشاد ہوا۔ وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ یعنی جو کوئی اللہ
تعالیٰ کی متعینہ حدوں سے تجاوز کرے گا۔ وہ ظالموں سے ہوگا پس جو کچھ کہ بیان ہوا
فی الحقیقت اسی سے ظلم مراد ہے۔ تو ہرگز ظلم نہ کر کیونکہ ظلم و ستم عیب و ننگ ہے اور ظلم
ہے اور ظلم کا بدلہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک دوزخ ہے اور ہمارا ارادہ و مقصود ظلم سے اس جگہ
یہی ہے جو بیان ہوا یعنی کسی چیز کو بے موقع و بے محل استعمال کرنا یا رکھنا یا دینا ہے
پس مرشد کامل و ہادی اکمل پر واضح رہے کہ اس مرید کو جو اس کے اہل نہ ہو کوئی چیز نہ
دیوے جیسا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان ہے کہ لَا تُعْطُوا الْحِکْمَۃَ غَیْرَ اَھْلِھَا
یعنی سوائے اہل کے رموزاتِ حکمت نا اہل کو نہ سکھائے جاویں۔ حکمت سے مراد
یہاں علم حقیقت ہے اگر یہ نا اہل کو دیا گیا تو اس علم پر ظلم ہوا بصورت دیگر جو اس

علم کا اہل ہے اس سے نہ تو اسکو روکے نہ دینے سے گریز کرے۔ اگر روک رکھے گا تو اُس نے اس پر
ظلم و ستم کیا۔ یہ تو کسی صورت میں روا نہیں کہ نا اہل کو علم باطنی عطا کرے اور اسی طرح یہ
بھی جائز نہیں۔ کہ جس چیز کا وہ اہل ہے اسکو نہ دیوے پس مرشد کو یہ نگہداشت لازمی ہے
کہ توجہ باطنی کرنے پر مرید کی لیاقت پر نظر کرے اگر اس کی قابلیت کو منفردیں
کے طریقہ پر قابلِ سلوک پاوے تو اس کو حکمت کے طور و طریقہ سے اہل قرب
کے احوال کا اشارہ دے کر فیض کرے اگر اسمیں قابلیت نہ پاوے تو فقط نیک نصیحتوں سے ہدایت کر
دوازدھم :۔ نصیحت خلقِ خدا یہ کہ مسلمانوں کو پند و نصیحت دینا لازم سمجھے اور اُن کے
لئے ان چیزوں کو دوست رکھے جو اپنے لئے پسند رکھتا ہے اور وہ چیزیں جو خود ناپسند
رکھتا ہے ان کے لئے بھی ناپسند سمجھے چنانچہ حضرت ابی رقیہ تمیم ابن اوس الداری رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ
قُلْنَا لِمَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَلِکِتَابِہٖ وَرَسُوْلِہٖ وَاَھْلِ
بَیْتِہٖ وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِھِمْ یعنی دین سے مراد خیر خواہی ہے۔ ہم
نے عرض کیا کہ خیر خواہی کس کے واسطے (یعنی خیر خواہی کس سے کرے) فرمایا حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند تعالیٰ سے اس کی کتاب (قرآن مجید) سے اُس
کے رسولؐ سے اور اس کے گھر والوں سے اور تمام مسلمانوں سے بلکہ تمام مخلوق سے
نیز اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ
الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ، یعنی کہ لوگوں کو اپ

پروردگار کے راستہ کی طرف عقلمندی اور پند و نصائح سے بلا اور ان کے ساتھ بطریق احسن مناظرہ کر۔ کیونکہ داناؤں نے کہا ہے کہ خوش خلقی ظاہری حالات و واقعات کی درستی کیلئے اور دانائی یا حکمت خاصوں کو بلانے کیلئے اور پند و نصیحت عوام کے لیے اور جنگ دفع دشمنان کیلئے ہے۔ یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ جاہلوں کو نصیحت کرتے وقت سخت و شست الفاظ نہ کہے۔

سیزدھم: مخالفت نفس۔ یعنی نفس کی خواہشات غلبۂ قہر و ستم اور اس کے گناہوں کی مخالفت انتہیٰ کہ اپنے نفس کو مغلوب کرے اس طریقہ پر کہ جو نفس ارادہ کرے اس کی متابعت نہ کرے۔ بلکہ اس کی بہمہ وجوہ مخالفت کرے۔ جیساکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ، کہ جو کوئی اللہ تبارک تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو حرام اور ناشائستہ حرکات سے باز رکھا بیں بہشت اس کے لئے آرام گاہ ہے پس اس فرمان الٰہی کا مفہوم یہ ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کی شان میں نازل فرمائی ہے جنھوں نے اپنے گھر میں جہاں کسی قسم کا خوف و خطر نہ ہو اور تنہائی میں اس فعل قبیح پر قادر رہی ہو محض خدائے تعالیٰ سے ڈر کر اپنے نفس کی خواہش کے خلاف اس فعل شنیع سے باز رہے۔

نکتہ: ہر چیز جو زندہ ہے پاک ہے مگر جب مر جاتی ہے پلید ہو جاتی ہے مگر نفس جب تک زندہ ہے پلید ہے جب مر جاتا ہے پاک ہو جاتا ہے۔

چہاردھم: تواضع: یہ کہ بزرگوں۔ عالموں۔ پیروں۔ پیر بھائیوں اور اس مخلوق خدا کے ساتھ جو اہلِ طریقت سے نہ بھی ہوں عاجزی اور فروتنی سے پیش آئے۔ حتی کہ مخلوق خدا کسی ایک کے ساتھ بھی غرور و تکبر نہ کرے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالی فرماتے ہیں سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ کہ ہم بہت جلدی ان لوگوں کو آیاتِ قرآنی کی قبولیت سے منحرف کر دیں گے جو دنیا میں بناراستی تکبر کرتے ہیں۔ یعنی ان متکبروں کے دلوں پر مہر کر دیں گے تاکہ وہ ہماری باتوں کو نہ سمجھ سکیں۔

حضرت ذوالنون مصری قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ خداوند تعالی ہرگز ہرگز جھوٹے مدعیان کے دلوں کو قرآنی حکمتوں کے قیمتی موتیوں سے مزین کرنا نہیں چاہتا اس لئے ان کے دلوں سے ان کے قبول کرنے کی قابلیت سلب کر دیتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ وَ مَنْ تَكَبَّرَ عَلَى اللّٰهِ وَضَعَهُ اللّٰهُ جو کوئی اللہ تعالی کے لئے عاجزی اختیار کرے گا اللہ تعالی اس کا رتبہ بلند کریگا اور جو کوئی اللہ تعالی سے تکبر کرے گا۔ اس کو پست کر دیگا پھر فرمایا يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِثْلَ الذَّرِّ اَيْ النَّمْلَةِ الصَّغِيْرَةِ يَعْلُوْهُمْ كُلُّ صَغِيْرٍ اھ قیامت کے روز لوگ چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑوں کے بچوں کی طرح اٹھائے جاویں گے تاکہ چھوٹی سے چھوٹی مخلوق بھی ان پر بلندی پائے۔ چنانچہ جس نے دنیا میں تواضع اختیار کی ہے قیامت کے روز اس قدر قد و قامت پائے گا کہ ہر متکبر اور سرکش پر اس کا قدم ہوگا۔ لہذا تو بھی اگر تواضع اختیار کرے گا

ر بلندی اور بزرگی پا لیگا - جاننا چاہیے کہ تواضع سے مراد خداوند تعالیٰ کے ساتھ مقامِ عبودیت میں مشغول رہنا ہے جس کا ماحصل یہ کہ فرمانبرداری - عاجزی اور امر و نہی پر استحکام یا تجلیات یا نئے تجلیاتِ ذات کی حالت میں فرمانبرداری اور فروتنی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر قائم رہنا ہے یہی سالکوں کی تواضع نفس ہے نیز تجلیات اور صفات کا دل کے اندر قبول کرنا یا اپنی مرضی کو خدا تعالیٰ کی مرضی میں فنا کرنا حق کا درمیانی درجہ ہے اور تجلّی ذات کا روح میں قبول کرنا یا اپنی نفس کو وجود مطلق میں فنا کرنا تواضع انتہائی ہے۔

مگر تواضع خلقت کے ساتھ انصاف کے مقام میں نفس کے قرار پکڑنے یا تو قبولِ حق سے یا رعایت حقوق کو ملحوظ رکھنے سے یا ترفع و توقع کے چھوڑنے سے مرتب ہوتی ہے اور قبولِ حق سے مراد یہ ہے کہ جب مناظروں اور مجادلوں میں جانب مخالف سے سچائی دیکھے تو انکار نہ کرے بلکہ مان لے اور گردن تسلیم خم کرے - نیز رعایت حقوق کا مقصد یہ ہے کہ دوسروں کے حقوق اپنے حقوق کے برابر بلکہ اس سے بھی مقدم جانے اور ترک ترفع اور توقع سے یہ مراد ہے کہ خلقت کے روبرو اس کیفیت کے باوجود اس کو جو حاصل ہے تذکرہ نہ کرے - بلکہ اپنے رتبہ کے اظہار کی توقع دوسروں سے نہ رکھے۔

پانزدھم: حسن صحبت والسیرت والعشرت - یعنی مخلوقِ خدا کے ساتھ خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت خوش خلقی خندہ پیشانی خوبروی نیک نہادی خوش زبانی عادتِ صالح اور اوصاف حمیدہ و خصائل پاکیزہ سے پیش آنے والا ہو اور شیریں گفتار و نیک کردار ہو اگر اس خلقِ عظیم سے متخلق ہو گا تو دنیا اور آخرت میں نیکی فلاح

اور سرخروئی پائیگا۔ اور حقیقی راحت حاصل کرے گا اور جونہی اوصاف حسنہ سے متصف ہوگا۔ مرشد و راہنما بننے اور مکمّل طور پر ارشاد و ہدایت کرنے کے قابل ہوگا۔ اگر یہ خوبیاں اس میں نہ ہوں تو نہ وہ کامل ہے نہ ارشاد کے قابل ہے۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ جس پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت ہو اور جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہو اور اس کے حبیب پاک کی نظر عنایت ہو اس کو یہ مرتبہ عطا کرتا ہے خدا تعالیٰ ہی فضل عظیم کا مالک ہے۔

طریقۂ بیعتِ قادریہ علیہ مجملاً

مرشد کو چاہیے کہ سب سے پہلے تین بار سورۃ الحمد شریف پھر اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا۔ ایک بار پڑھے۔ پھر اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ تین بار خود کہے اور مرید سے کہلائے۔ پھر اپنے دائیں ہاتھ کا پنجہ مرید کے دائیں ہاتھ کے پنجہ میں ڈالے اس طرح سے کہ مرشد کی ہتھیلی مرید کی ہتھیلی کے اوپر ہو اور انگوٹھے ہر دو کے بالمقابل کھڑے اور پیوستہ ہوں۔ پس مرشد مرید کو تلقین کرے کہ کہے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور اس کے پیغمبر اور اس کے مرسل اور حاضرین مجلس گواہ ہیں کہ تحقیق میں رجوع کرنے والا ہوں اس کی فرمانبرداری پر جیسا کہ اللہ تعالیٰ

اور اس کے رسول کا فرمان ہے ۔ خدا تعالیٰ کے محرمات سے پرہیز کرنے والا اور اس کی عبادت اور فرمانبرداری (طاعت) پر کوشش کرنے والا اور رجوع کرنے والا ہوں طرف حق تعالیٰ کے اور ہمیشہ تیار ہوں حسب استطاعت بشری فقیروں اور مسکینوں کی خدمت پر ۔ اور کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے مقرر کردہ ہمارے سردار و بار وار بہتر و برتر راہنما ۔ پیر و مرشد و پیشوا السید الشیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز دنیا اور آخرت میں ہیں ۔ بعد ازیں کہے ۔ اللہ تعالیٰ میرے دل اور زبان کو مذکورہ بالا اقراروں اور وعدوں پر دنیا کی زندگانی اور آخرت میں قائم رکھ ۔ پس مرشد فرما دے کہ یہ ہاتھ سید الشیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی ہمارے سردار اور رہبر حقیقی کا خدا کی طرف سے ہے اور قسم اور پیمان خاص خدا تعالیٰ کے ساتھ اور یہ عہد اس کے پیغمبر برحق کیساتھ ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر درود پڑھے اور چاہیئے کہ پہلے ہی مرشد کے روبرو اس طرح دو زانو بیٹھے جس طرح کہ نماز میں بحالت قعدہ بیٹھتے ہیں اور اپنی آنکھیں بند رکھے ۔ اور اگر حجام موجود ہو تو سر منڈا دے اور منہ اور لبوں کے بال کٹا دے (بلکہ ہر آدمی کو چاہیئے کہ لبوں کے بال کٹا دے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی لبوں کے بال نہیں کٹواتا وہ ہم سے نہیں ہے) پس تین بار لا الٰہ الا اللہ کہہ کر ختم کرے اس کے بعد حاضرین مجلس بیعت کے ساتھ مل کر فاتحہ پڑھے یہی طریقہ بیعت دوسری کتب ہائے معتبرہ میں درج ہے ؛

طریقۂ بیعت سلسلۂ قادریہ نقیبیہ طاہریہ بغدادیہ

۱۔ مرید ہونے والے پر لازم ہے کہ پہلے وضو کرے پھر دو زانو قبلہ رو ہو کر بیٹھے مرید کرنے (مرشد یا پیر) اس کے روبرو اس طرح بیٹھے کہ اس کا منہ مرید کی طرف اور پشت قبلہ کی جانب

۲۔ پہلے مرید ہونے والے سے پوچھنا چاہیئے کہ حضور غوث پاک کے طریقہ میں ان کا جان و دل سے ہونا چاہتا ہے؟ اگر وہ اقرار کرے تو پھر اسے ہدایت کریں کہ جو کچھ اُسے تلقین کیا جاوے گا قبول کرے گا۔ اس کے جواب میں کہے کہ مجھے قبول ہے تاکہ اقرار باللسان و تصدیق بالقلب ہو۔

۳۔ پھر اسے مرشد پڑھائے:۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَ اَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَ نَبِيَّنَا مُحَمَّدً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَسَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

۴۔ پھر اسے توبہ کرائے اور پڑھائے: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ ۝

۵۔ اس سے اقرار کرائیں وہ کہے کہ میں نے توبہ کی خدا کے سامنے اور رسول اللہ کے سامنے اور غوث پاک کے سامنے اور پیر صاحب کے سامنے اور خلیفہ صاحب کے سامنے میں نے

توبہ کی کہ آئندہ گناہ اور برا کام نہیں کروں گا اور انشاء اللہ آئندہ جھوٹ نہیں بولوں گا اور مسلمان کی خیانت نہیں کروں گا اور ظلم نہیں کروں گا۔

(۶) پھر اُسے یہ سب کچھ قبول کرائیں جو درج ذیل ہے جس کے جواب میں وہ مرید ہونے والا فرداً فرداً کہے مجھے قبول ہے۔

(۱) نماز پنجگانہ پڑھو گے	مرید ہونے والا کہے مجھے قبول ہے۔	
(۲) رمضان کے روزے رکھو گے	ایضاً	ایضاً
(۳) اگر خدا مال و دولت دے تو زکواۃ دو گے اور حج کرو گے	ایضاً	ایضاً
(۴) خدا ایک ہے کبھی مت کہو خدا دو ہیں	ایضاً	ایضاً
(۵) خدا ایک ہے اور وحدہٗ لاشریک ہے	ایضاً	ایضاً
(۶) کپڑا اور بدن ہمیشہ پاک رکھنا چاہیئے	ایضاً	ایضاً
(۷) زبان سے برا کلام نہ کرنا چاہیئے اور گالی اور بد الفاظ نہ بولنے چاہیں	ایضاً	ایضاً
(۸) کسی مسلمان پر ظلم نہ کرنا چاہیئے	ایضاً	ایضاً
(۹) شریعت کی پابندی کرنی چاہیئے	ایضاً	ایضاً
(۱۰) مسلمان کی محبت اور خدمت خاص طور پر خلق خدا کی محبت عام طور پر کرنی چاہیئے	ایضاً	ایضاً

(۱۱) نیک کام کی کوشش اور برے کاموں سے پرہیز اور برے لوگوں سے نہ دوستی نہ دشمنی } مرید ہونے والا کہے مجھے قبول ہے۔

(۱۲) جتنا نماز تہجد اور نفل زیادہ پڑھتا جائیگا انشاءاللہ اتنی ہی دنیاوی مشکلات اور دینی تکالیف دور ہو جائینگی اور درجہ بلند ہوگا } ایضاً

(۷) وظائف: ہر نماز کے بعد جب وقت ملے ۱۷۵ مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اوّل اور آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اس کے علاوہ شجرہ شریف میں درج شدہ وظائف سلسلہ قادریہ قصیدۂ غوثیہ درج ہیں ان سب کے پڑھنے کی اجازت ہے

(۸) عشا کی نماز کے بعد گیارہ مرتبہ اَلْحَمْد شریف گیارہ دفعہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ شریف اوّل و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام بزرگان سلسلہ قادریہ اور دوسرے بزرگان دین کی ارواح کو ثواب بخشئے۔

(۹) سونے سے پہلے بشرطیکہ بدن پاک ہو جب سر تکیہ پر رکھے۔ سات بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ سات دفعہ کلمۂ شہادت اور سات دفعہ درود شریف پڑھے اور پھر سو جائے۔ اس عمل سے پہلے کم از کم دو منٹ یہ سوچنا چاہیئے کہ یوم گذشتہ میں میں نے کونسا نیکی کا کام کیا ہے اور کونسا برائی کا۔ پھر برائی پر توبہ کرنا لازمی ہے۔

(۱۰) ہر مہینے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے لنگر اور دربار شریف کیلئے اگر توفیق ہو۔ تو کچھ نذرانہ دینا چاہیئے۔

(۱۱) اگر مرید کو کوئی حاجت تکلیف یا پریشانی درپیش ہو اور حضور پیر صاحب بغداد شریف تشریف فرما ہوں تو بذریعہ خط انکو مطلع کریں۔ اور اگر پاکستان میں ایسی جگہ موجود ہوں جہاں مرید نہ پہنچ سکتا ہو تو بھی بذریعہ ڈاک مطلع کریں۔

(۱۲) مرشد کو اس کے بعد مرید کے دستِ راست کو اپنے سیدھے ہاتھ میں لینا چاہیئے اور پڑھنا چاہیئے:۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

ترجمہ:۔ جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہے پھر جو عہد توڑنے تو عہد توڑنے کا نقصان اسی کو ہے۔ اور جو اس بات کو جس کا اس نے عہد کیا ہے پورا کرے تو اسے عنقریب اجر عظیم دیگا (سورۃ الفتح پہلا رکوع آخری آیت) پھر پانی پر یہ پڑھ کر دم کرے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ قَلْبَهٗ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝ اور یہ پانی اسے پلاوے۔

اس کے بعد خود پڑھے اور اگر پڑھ سکتا ہے تو مرید بھی پڑھے ۔ ایک دفعہ سورۃ فاتحہ شریف اور تین دفعہ قُل شریف اور ایصال ثواب روح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلّم و حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ اور تمام مشائخین طریقہ قادریہ کی ارواح مقدسہ پر کرے ۔ اس کے بعد مرید کا پتہ ۔ جائے سکونت ولدیت رجسٹر میں درج کرے ۔ شجرہ شریف پر دستخط کرے اور اس کے حوالہ کرے جو نذرانہ مرید پیش کرے ۔ وہ بھی اس کے سامنے درج کرے ۔

دربیان تشریح و وضاحت عہد و بیعت

حسب طریقہ فرمان پاک

حضرتِ غوثِ صمدانی محبوبِ سبحانی قطبِ ربّانی اَلسّیّدنا الشّیخ عبدالقادر جیلانی قدّس سرّہ العزیز

اے طالب حقیقی اور مرید جان لے یہ کہ اوّل پیر مرید کو حکم دیوے کہ اگر حجام دستیاب ہو تو سر منڈاوے اور اس کے بعد حکمی و حقیقی پلیدی (باطنی و ظاہری) دور کرے ۔ چنانچہ رسالہ حصول الاصول مصنفہ خواجہ حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں کہ ذاکر کو چاہئے کہ وضو اور

غسل میں بہت احتیاط رکھے اگر بے طہارت ظاہری اور باطنی ذکر کریگا تو تکلیف پاوے گا یا کوئی مکروہ حادثہ پیش آویگا یا جس کام کو ہاتھ ڈالے گا ضائع ہوگا۔ اگر کوئی چیز پکاوے گا بے مزہ ہو جاوے گی اور اس کا دل سیاہ ہو جاوے گا بعد طہارت کپڑے پاک اور حلال کمائی سے بنائے ہوئے پہنے اگر اس کے پاس موجود ہوں ورنہ اسکو کچھ ضرورت نہیں جو محتاج اور درویش ہو چنانچہ شیخ ممدوح الصدر نے فرمایا ہے کہ مرشد اپنا کپڑا اس مفلس مرید کو دے دیوے۔ تاکہ کپڑے کے نور سے اس مرید پر ذکر کی نعمت کشادہ ہو جائے۔ جیسا کہ حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا کہ نماز جنازہ ادا کرے اور اپنی چادر مبارک انکو اوڑھادی۔ جب واپس تشریف لائے تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ کی ادائیگی کے وقت بارش ہو رہی تھی میں نہیں بھیگا آنحضرت نے فرمایا یہ ابر رحمت ہے جو ہمیشہ برستا ہے اس چادر کی برکت تو نے دیکھی؟ —— پس مرشد اس کو غسل اور وضو کا حکم دے اور دو رکعت نماز نفل واسطے خداوند تعالیٰ توبہ کی نیت سے پڑھے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ، یعنی جو شخص صدق و اخلاص سے بری باتوں اور مکروہ کاموں سے باز آجائے۔ خداوند تعالیٰ اسکو بخش دیگا، اور اس کے سابقہ گناہوں کو معاف کر دے گا، وہ ایسا ہو جائیگا جیسا کہ گناہ کیا ہی نہیں۔ جب مرید اس کام سے فارغ ہو جاوے پس اس بوجھ کو اٹھانے اور ان شرطوں کو قبول کرنے کو جو از روئے طریقت مرشد نے اس پر ڈالی ہیں تیار ہو جائے۔ پھر مرشد

خداوند تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر مرید کے حالات کو عرض کرے اور مرید کیلئے خداوند تعالیٰ
کشائش ظاہری و باطنی طلب کرے اور بحضور قلبی دعائے خیر کرے اور اپنے مرید کیلئے توفیق
فرمانبرداری عطا کرے اور قبولیت بخشنے کیلئے بحضور خداوندی بتوسل و بتوسط جناب رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ ہمارے بہترین اور بلند ترین وسیلہ خداوند تعالیٰ اور مخلوق
کے درمیان ہیں سوال کرے۔ پھر مرید کو اپنے سامنے نماز کے قعد کی صورت میں
بیٹھنے کا حکم دے اس طرح کہ مرید کا منہ قبلہ کی جانب ہو اور مرشد کی کعبہ کی جانب پشت ہو
پھر تلقین سبق شروع کرے۔ پہلے مرشد کلمۂ توحید شروع کرے پھر تمام حاضرین مجلس ساتھ
ساتھ پڑھیں۔ جاننا چاہیئے کہ یہ کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
دل سے تلقین کرے کیونکہ دل کا ذکر خداوند تعالیٰ کے رازوں سے ایک راز ہے بندوں
کے لئے اور اس بھید کو مرید دل کو سمجھا دے۔ مرشد اس کو ۱۶۶ بار پڑھے۔ جب اس کے
پڑھنے سے فارغ ہو تو بیعت لینے سے پہلے مرشد اپنے بزرگوں پیشواؤں سے امداد
طلب کرے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِی
الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ (یعنی جب تم کاموں میں عدم
مقصد برآری کے باعث متحیر ہو جاؤ تو اہل قبور سے مدد مانگو) اور کہے :۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ يَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ وَيَا
اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَام ، اَللّٰهُمَّ

بِبَرَکَتِ اَنْبِیَاءِ وَاَوْلِیَاءِکَ وَ کُلِّ مَاکَانَ عِنْدَکَ
حَتّٰی صُبَّ عَلٰی قُلُوْبِنَا کَأسَ شَرَابِ مُحَبَّتِکَ کَمَا صَبَبْتَہٗ
عَلٰی قَلْبِ نَبِیِّکَ وَعَلٰی سَائِرِ قُلُوْبِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ
کَمَا صَبَبْتَہٗ عَلٰی سَائِرِ قُلُوْبِ مَشَائِخِ الطَّرِیْقَۃِ اَجْمَعِیْنَ
نَاطْمِسْ اَللّٰھُمَّ مِنْ قُلُوْبِنَا حُبَّ غَیْرِکَ وَاَسْقِنَا بِکَاسِ
مُحَبَّتِکَ وَاجْعَلْنَا سُکَارٰی مِنْہُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۵ اَللّٰھُمَّ
اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ وَرَاءِ ذٰلِکَ مَا سَئَلَکَ اَنْبِیَاءُکَ وَ
اَوْلِیَاءُکَ وَ سُکَّانُ سَمٰوٰاتِکَ وَ اَھْلُ اَرْضِکَ اَجْمَعُوْنَ
یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ اَفْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ حِکْمَتِکَ وَ
اَنْشُرْ عَلَیْنَا رَحْمَتَکَ وَاَدِمْ عَلَیْنَا سَوَابِغَ نِعْمَتِکَ وَاَدْفَعْ
عَنَّا شَرَّ نِقْمَتِکَ وَجَنِّبْنَا سَخَطَکَ وَ وَفِّقْنَا لِرِضَائِکَ یَا
ذَوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْاِیْمَانَ
وَالْبِرَّ وَالْاِحْسَانَ وَ زَیِّنْ فِیْ قُلُوْبِنَا وَکَرِّہْ اِلَیْنَا
الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ وَ اَغْفِرْ اَللّٰھُمَّ لَنَا وَلِوَالِدَیْنَا
وَلِمَشَائِخِنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ
فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ

رَّحِیْمٌ ۵

جب مرشد اس دعا سے فراغت پائے تو خطبۂ عہد و بیعت شروع کرے جو یہ ہے :۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَ عَلٰى آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

پس جب مرشد مرید سے بیعت لینے کا ارادہ کرے ، تو اس کو چاہیئے ، کہ ذکر کی تلقین کرنے سے پیشتر اس راہِ مستقیم کی منزلوں کی مشکلات تکلیفات اور دشواریوں کا تذکرہ مرید سے کرے جیسا کہ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام جو بحیثیت مرشد کے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا :۔ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا - یعنی تو میرے ساتھ نہ ٹھہر سکے گا ، جس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چونکہ اس راہ میں بصدق و ارادت قدم رکھا تھا ، کہا :۔

سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّ لَا اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا۔
انشاء اللہ تو مجھے پائے گا ٹھہرنے والا صابر اور تیرے کسی حکم کا

کار نہ ہوگا۔

پس اس طرح مرشد کو چاہیئے کہ مرید کو راہِ مستقیم کے خوف و ہراس اور ہلاکت خیز مقامات در پیش آنے سے خبردار کر دے تاکہ اگر مرید دنیاوی خواہشات کے تحت مرید ہونے آیا ہو تو واپس چلا جائے اور اگر فی الحقیقت طالب ہو کر آیا ہو تو راستہ کی تکلیفوں کو جان و دل سے قبول کرے۔

اس کے بعد مرید کو حکم دے کہ وایاں ہاتھ لمبا کرے اور مرشد بھی اپنا دایاں ہاتھ لمبا کرے اور مرید کے پنجہ سے اپنا پنجہ ملا دے اس طرح کہ مرید کی ہتھیلی کی ہتھیلی پر ہو اور مرشد اپنا انگوٹھا مرید کے انگوٹھے سے ملا دے اور ہاتھوں کو کپڑے یا رومال سے ڈھانپ دیوے۔ اور اوّل بار اس کو استغفار اور توبہ کی تلقین کرے چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔

لَا صَغِیْرَۃَ مَعَ الْاِصْرَارِ وَلَا کَبِیْرَۃَ مَعَ الْاِسْتِغْفَارِ ؕ

یعنی گناہ صغیرہ ترک کر دینے سے جاتا ہے اور گناہ کبیرہ استغفار کرنے سے باقی نہیں رہتے۔ پھر بھی توبہ کا حق یہ ہے کہ ہمیشہ استغفار کے ساتھ گناہوں کا غبار اپنے آپ سے دور کرتا رہے۔ پھر مرشد مرید کو کہے اے بیٹا کہو۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ؕ

تین بار خود کہے اور مرید سے کہلا دے جس طرح کہ خود کہہ رہا ہے پھر ارشاد کرے کہ کہو اُشْھِدُ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ وَاَنْبِیَآئَہٗ وَرُسُلَہٗ وَاَوْلِیَآئَہٗ وَالْحَاضِرِیْنَ مِنْ خَلْقِہٖ یَا بُنَیَّ تُبْ اِلَی اللّٰہِ الَّذِیْ

اَلَّذِی اَحَلَّ الْحَلَالَ وَحَرَّمَ الْحَرَامَ وَلَا ذَمَّ عَلَيْكَ الذِّكْ
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰی لَا اِلٰهَ
اللّٰهُ وَالطَّاعَةَ بِحَسَبِ الْاِسْتِطَاعَةِ گواہ ہوں اللہ تعالیٰ اور اس
فرشتے اور اس کے پیغمبر اور اس کے مرسل اور اس کے اولیاء اور اس کی مخلوق
جو یہاں حاضر ہیں۔ پھر کہے اے بیٹے توبہ کر بحضور خداوند تعالیٰ جس نے حلال کو حا
کیا اور حرام کو حرام کیا اور لازم کیا تجھ پر ذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور طاعت اور
وعبادت باندازہ طاقت پس مرید بھی اسی طرح کہے۔ جس طرح کہا گیا ہے پھر مر
مرید کو کہے کہ کہو القطب ربّانی والہیکل نورانی والمعارف صمدانی سیّدی و استاذ
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ تعالیٰ سرّہٗ ہمارے پیر و مرشد اور استاد اور اللہ تعا
کی طرف جانے کے لئے ہمارے افضل ترین وسیلہ ہیں اور ان کے پیر ہمارے پیر اور
کا طریقہ (قادریہ) ہمارا طریقہ ہے اور جو کچھ کہ ہم کہہ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کارگزار ہے
پھر مرشد مرید کی طرف رجوع کرے اور کہے خدایا اس کو قبول فر[illegible]ر اس سے دو مرد
کو قبول فرمایا یوں کہے کہ قبولیت کا دروازہ اس پر کھول دے اور اسکو نیک کاموں میں مشغو
فرما نہ کہ برے کاموں میں اور اسکی دنیا اور آخرت کی زندگی ہیں اس حق ثابت و محکم پر قائم رکھ لیعن
کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؐ پر اسکو دنیا کی زندگانی اور آخرت میں تقوی
فرما ساتھ اپنی تقویت کے یَا عَزِیْزُ یَا حَبِیْبُ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ؐ
پھر مرشد مرید کو ارشاد کرے کہ میں تجھے وصیّت کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ کے ساتھ

پرہیزگاری اور طاعت اور عبادت اور احکام میں فرمانبرداری اور موانعات سے روگردانی اختیار کر اور اس بات کی قسم تجھ سے لیتا ہوں کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب نہ ہوگا اور گناہ صغیرہ سے پرہیز کریگا کیونکہ گناہان صغیرہ کے ارتکاب کی مداومت گناہان کبیرہ کے اقدام کی طرف لے جاتی ہے اور اسی وجہ سے، جلدی یا بدیر گناہان کبیرہ سرزد ہو جاتے ہیں)

نیز جس پر تجھے عمل کرنا چاہیئے وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید اور سنّت یعنی طریقہ ورسم وعادات پیغمبرِ خدا حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہے اور شریعت اور طریقت پر دل وجان سے عمل کرنا ہے۔ چنانچہ اس مرید سے عہد و پیمان لے کہ میں نے آپ کی وصیّت قبول کر لی ہے پس مرشد ان حاضرین مجلس میں سے ہر ایک کے لئے بلکہ تمام مسلمانانِ عالم کے حق میں دعاء خیر کرے اور یہ دعا پڑھے :-

اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْنَا وَ اَصْلِحْ بِنَا وَ اِھْدِنَا وَ اِھْدِ بِنَا وَ اَرْشِدْنَا وَ اَرْشِدْ بِنَا وَ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّ اَلْھِمْنَا اِتِّبَاعَہٗ وَ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّ اَرْزُقْنَا اِجْتِنَابَہٗ، اَللّٰھُمَّ اقْطَعْ عَنَّا کُلَّ قَاطِعٍ یَقْطَعُنَا عَنْکَ وَلَا تَقْطَعْنَا بِالْاَغْیَارِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔ وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَکِیْلٌ۔ پھر کہے :-

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَ مَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝

یہ آیت پاک عہد و بیعت خاص مردوں کے لئے۔ اگر بیعت عورت کے لئے تو اس طرح پڑھے :۔

یَاۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰۤی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ وَ لَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں۔ کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیعت کرتے وقت صرف زبان مبارک سے ارشاد فرماتے تھے، اور دست مبارک سے کسی عورت کے ہاتھ کو نہ چھوتے تھے۔ منقول ہے کہ عورتیں پانی کے پیالہ میں ہاتھ ڈالتی تھیں اُس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست مبارک اس پیالہ میں ڈالتے۔ بس یہی طریقہ بیعت عورتوں کیلئے تھا۔

اس کے بعد مرشد مرید کو ارشاد کرے کہ مجھ سے کلمہ توحید تین بار سُن۔ اور توحید کا مطلب لغات میں خداوند عزّ و جلّ کو ایک جاننا ہے اور تو بھی میری مانند کہہ یعنی :۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو تین بار مرشد کہے اور اسی طرح مرید بھی کہے۔ پس مرید اس کلمہ پاک کے صحیح اور برحق ہونے کا اقرار کرے پھر مرشد مرید کو اس کلمہ پاک کے بکثرت ذکر کرنے کی ہر حالت میں کہ کھڑا ہو یا کہ بیٹھا ہو یا لیٹا ہو رات ہو یا دن وصیّت کرے اور اسکو حقوق سلوک اور حقوق مرشد اور حقوق برادران اور حقوق جملہ مسلمانان سمجھا دے

اس کے بعد دعائے خیر اس کے اور جملہ مسلمانِ عالم کے حق میں نیکی پر قائم رہنے کیلئے فرماوے اور کہے :۔

اَللّٰهُمَّ كُنْ لَنَا بَرًّا رَّحِيمًا جَوَّادًا كَرِيمًا ، اَللّٰهُمَّ دُلَّهُ بِكَ اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ خُذْ اَللّٰهُمَّ فَتَحَ عَلَيْهِ وَلَوِ الدَّيْدِ فُتُوحَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْاَوْلِيَاءِ بِجُوْدِكَ وَكَرَمِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ o وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ عَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ اٰلِهِمْ وَ اَصْحَابِهِمْ اَجْمَعِيْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ o

تشریحِ ذکر بالجہر و بالخفی و ترکیب شروع کرنے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ ذاکر کو ذکر شروع کرنے سے پہلے سُورۃ فاتحہ تین بار۔ سورۃ بقرہ
از الم تا مفلحون آیت ا تا ۵ ایک بار۔ آیت الکرسی از اللّٰہ لا الٰہ
اِلَّا ھُوَ الحیُّ القیُّومُ تا خالدُونَ ایک بار (سپارہ ۳ سورت بقرآیت
نمبر ۲۵۵ تا ۲۵۷ وَلِلّٰہِ مَافِی السَّمٰوٰتِ تا فَانصُرنَا عَلَی القَوم
الکَافِرِیْنَ ہ (سپارہ نمبر ۳ سورت بقر کی آخری ۳ آئتیں از ۲۸۴ تا ۲۸۶
ایک بار حَسبُنَا اللّٰہُ وَ نِعمَ الوَکِیل وَ نِعمَ النَّصِیر تین بار پڑھے
پھر باآواز بلند (جہر) ذکر میں مشغول ہو۔ جاننا چاہیے کہ ذکر دو طرح کا ہے ایک
آہستہ دوسرا بآواز بلند کو۔ اور ہر ایک اس بارہ میں اپنے اپنے دلائل پیش کرتا ہے جو دونوں
طرح ہی درست ہے چنانچہ کتب ہائے معتبرہ میں مرقوم ہے کہ جب کافر العہد حضور ؐ غالب تھے
تو بانگِ نماز قرأت اور تلاوت قرآن و ذکر و تسبیح کرنے کا فرمان بآہستگی تھا۔ جیسا کہ اس وقت
کے لئے اُدعُوا رَبَّکُم تَضَرُّعاً وَّخُفیَۃً وَ قولہ تعالیٰ وَاذکُر
رَبَّکَ فِی نَفسِکَ تَضَرُّعاً وَّ خِیفَۃً وَّدُونَ الجَھرِ مِنَ القَولِ:۔
یعنی پکارو اپنے رب کو تم اپنے ہر سانس کے ساتھ عاجزی اور انکساری سے آہستگی

کے ساتھ بغیر بلند آواز اور زبان کے۔ اور جب غلبہ اسلام ہوا اور کفار مغلوب ہوئے تو حکم ربانی ہوا۔ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى الَّذِي، أَيْ أَرْفَعْ صَوْتَكَ بِذِكْرِ رَبِّكَ: یعنی تسبیح کر اپنے رب کے نام کی جو بلند ترین ہے یعنی اپنے رب کا ذکر باآواز بلند کر۔ پس سننے والوں کے لئے ذکر جہری بہتر ہے اور عابدوں کیلئے ذکر سری اچھا ہے۔

ذکر کی ابتداء بائیں پہلو کی جانب یعنی دل سے کرے اور لفظ اللہ کی ہ کو جو بہت بزرگی والا حرف ہے کلمہ ختم کرنے کے بعد بھی دل پر ہی بائیں جانب زور سے مارے۔ یعنی مقام دل سے الف کو کھینچتا ہوا اپنے شانہ تک لا کر سر پر لا دے پھر وہاں سے بائیں شانے کی طرف لا کر بڑے زور سے لہ کی ضرب دل پر لگا دے اور آنکھیں بند رکھے دل میں غیر خیالات گزرنے نہ دے اور حضوری قلب کے ساتھ عاجزی سے ذکر کرے۔ جب ذکر میں مستغرق ہو جاوے پھر جس طرح چاہے کرے۔

پس جب ذکر سے فارغ ہو اس پر لازم ہے کہ سورۃ فاتحہ تین بار بعدہ یہ آیت تین بار پڑھے۔ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۞

پس جو کوئی خدائے تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق اور دلدادہ ہے اس پر لازم ہے کہ درود و سلام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجے۔ سلام کا مقصد یہ ہے کہ حضور پاکؐ کے احکام میں گردن تسلیم خم کرنا ہے یہ بھی چاہیئے کہ جب درود

شریف پڑھے تو سلام بھی اس کے ساتھ شامل کرے تاکہ فرمانِ الٰہی کی تعمیل ہو۔ پھر
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ كُلَّمَا ذَكَرَكَ
وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَ
ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ وَرَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنِ التَّابِعِيْنَ وَتَابِعِ التَّابِعِيْنَ
بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ پڑھے۔

اس کے بعد یہ دعا پڑھ کر ختم کرے:—

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنَا وَاَمِتْنَا عَلٰى حُبِّهِمْ وَاحْفَظْنَا مِنْ بُغْضِهِمْ
وَسَبِّهِمْ وَلَا تَجْعَلْ لِاَحَدٍ مِّنْهُمْ وَلَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فِىْ
اَعْنَاقِنَا ظِلَامَةً وَاجْعَلْهُمْ شُفَعَائَنَا اِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
اَللّٰهُمَّ ارْضَ عَنْ قُطْبِ الْاَقْطَابِ وَفَرْدِ الْاَحْبَابِ الْعَامِلِ
عَلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ الْقَائِلِ عَلٰى رُؤُسِ الْاَشْهَادِ قَدَمِىْ هٰذَا
عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْفَرْدِ الْاَوْحَدِ
اَبِى الْمَكَارِمِ وَالْمَحَاسِنِ اَعْنِىْ شَيْخْ مُحْيِ الدِّيْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ
جِيْلَانِىْ قَدَّسَ اللّٰهُ تَعَالٰى سِرَّهٗ وَاَعَادَ عَلَيْنَا وَعَلَى
الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ بَرَكَاتِهٖ وَخُصُوْصِيَاتِهٖ وَنَفَحَاتِهٖ وَصِلَوَاتِهٖ
وَاحْشُرْنَا فِىْ زُمْرَتِهٖ وَتَحْتَ لِوَاءِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

نَحْنُ وَ وَالِدَیْنَا وَ مَشَائِخِنَا وَ مُعَلِّمِیْنَا وَ اِخْوَانِنَا وَ اَصْدِقَائِنَا وَسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ وَ صَلَّی اللہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

دربیانِ تعلیم ذکرِ نفی اثبات

منجانب مرشد بحقِ مریدہ

پس مرشد کو سمجھاوے اور سکھاوے کہ اے بیٹے لا اپنے دل کے مرکز سے اپنے ذہن و خیال ہیں دائیں پستان تک کھینچتا ہوا پھر دائیں شانے تک لاتا ہوا پھر کہ چوٹی تک لا الٰہ پڑھ یعنی بصورت الٰہ اپنے سر کی چوٹی پر ختم کر پھر اسی خیالی صورت ہیں سر کی چوٹی سے بائیں شانے تک نیچے لاتا ہوا بائیں پستان پر لفظ اِلَّا اللہ لے آ اور آخری حرف ہ کو جو کہ نہایت بزرگ اور جلالیت والا ہے دل کے سر پر لہ کہکر ضرب شدید سے مار۔ یہ ضرب اتنی سخت ہونی چاہیئے کہ دل حرکت کرے اور تمام بدن کانپے اور ہر حالت ہیں نیز اذکار اسی مقام سے شروع اور اسی مقام پر ختم ہو کیونکہ یہ دشمنوں کا مقام ہے جس کو نفس امارہ کہتے ہیں۔ جو کہ نہایت سرکش نافرمان نبردار۔ ناتابع اور سخت ترین مائل کرنے والا لذات

نفسانیہ اور خواہشات فانیہ مذمومہ کی طرف کو ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :- اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ ، تحقیق نفس امارہ برائی کی طرف حکم کرنے والا ہے پس ذکر نفی اثبات کے لفظ لا کو مد سے پڑھے کہ نفی کرنے والا ہے اور اس قدر حرکت دیوے جتنی کہ ضرورت ہے ۔

پھر بتادے کہ اِلٰہ کے الف کو زیر سے پڑھے اور لا کو زبر خفیف سے یعنی ایسا لمبا یا پر نہ پڑھے کہ بجائے زبر کے الف ظاہر ہونے لگے بلکہ سکون سے پڑھے اور اِلَّا اللہ کی آخری ہ کو جو کہ اسم جلالی ہے لَہٗ سخت ضرب سے پڑھے — اور اِلٰہ کی لا کو اور اِلَّا اللہُ کے پڑھنے میں جدائی نہ کرے کیونکہ اگر لَا اِلٰہَ کو اِلَّا اللہُ سے علیحدہ کرے یا دونوں کلمات کو دو سانسوں سے علیحدہ علیحدہ ادا کرے تو پہلے سانس میں صرف نفی کرنا ثابت ہوتا ہے اور نفی اِلٰہ کی بغیر اثبات یعنی اِلَّا اللہُ کے کفر ہے پس ذاکر پہلے سانس میں اگر صاحب علم ہے تو کافر اور اگر بے علم ہے تو گنہگار ہے ۔ بوجہ ترک کرنے اس بات کے جو بیان ہوئی ۔

پھر اے سالک ذکر کرنے والے تجھ پر لازم ہے کہ لفظ اِلٰہ کے الف کے ظاہر کرنے کو خوب تحقیق کر کیونکہ اگر تو اسجگہ غفلت سے کام لیگا اور سستی کرے گا ۔ تو تیرے بولنے میں الف کی آواز بوجہ زیر کو لاعلمی یا لاپرواہی سے لمبا کر کے پڑھنے سے ی کی آواز سے بدل جائے گی تو تیرا ذکر اس طرح ہو جائے گا — لَا اِیْلَا ہَ اِلَّا اللہُ تو

یہ سراسر غلط ہے اور اسی طرح اِللّٰہَ کی لا کی زبر کو لمبا کر کے پڑھنے سے پرہیز کرے کیونکہ اگر لا کو پُر کر کے پڑھیگا۔ تو بجائے زبر کے الف کی آواز بر آمد ہوگی پس اس صورت میں تیرا ذکر اس طرح ہوگا۔ لَا اِلٰهَا اِلَّا اللّٰہُ جو صریحاً غلط ہے۔ اور اسی طرح الف اِلّا کی زیر پڑھنے میں احتیاط چاہیے تاکہ زیر کی بجائے ی کی آواز نہ بن جائے پھر اس طرح بن جائے گا لَا اِلٰہَ اِیلَّا اللّٰہ اور یہ بھی سراسر غلط ہے چنانچہ ان تمام حالتوں میں کلمہ توحید نہیں کہا جاسکتا پس اس طرح غلط پڑھنے سے نہ ثواب ہے نہ تاثیر ہے بلکہ گناہ لازم آتا ہے بلکہ ذاکر کے لئے دین کا خطرہ ہے عام طور پر اس زمانہ کے ذاکر اس سقم قبیح بدنما اور رسوا کنندہ کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں حالانکہ اپنی جہالت کم علمی اور نادانی کے باعث اپنے ضرر اور نقصان کو نہیں جانتے۔ نیز تجھ کو اِلَّا اللّٰہُ کی ھ ادا کرنے کے بعد توقف کرنا (ٹھیرنا) لازم ہے کیونکہ بقاعدۂ قرآت بلحاظ مخرج و ادائیگی الفاظ کے عین مطابق ہے۔ اگر تو ھ الا اللہ پر سانس توڑے تو اس لا کو کلمۂ توحید کے پہلے الف سے ملا کر پڑھنا پڑے گا جو صریحاً غلط ہے پس لا کو ظاہر کر کے سانس لے کر ابتدائی الف کو زبر کے ساتھ پڑھ۔ کیونکہ زبر اور زیر کی کمی بیشی کلمۂ توحید کے معنوں میں نقصان وہ اور ضرر پذیر ہوتی ہے جو کہ کسی حالت میں جائز نہیں۔ اس تعلیم کے دینے کے بعد مرشد سورۃ فاتحہ پڑھے اور مرید اور تمام مسلمانوں کے حق میں نیک دعا کرے۔

مرید کو چاہیئے کہ اکثر اوقات اپنی زبان کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر کے دوران ماسوائے

اللہ سے محفوظ رکھے تاکہ ذکر قلب میں خلل واقع نہ ہو کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جب زبان باتوں میں مشغول ہو تو دل ذکر کرنے سے رک جاتا ہے ؎

عمر خود ضائع مکن اے بوالہوس
لب مزن جز نام اللہ یک نفس

جاننا چاہیئے کہ ذکر دو طرح کا ہوتا ہے ایک ذکر تقلیدی دوسرا ذکر تحقیقی۔ ذکر تقلیدی یہ ہے کہ بلا اجازت اور بلا تلقین مرشد کرے اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ چنانچہ کچے بیج کو اگر زمین میں بویا جاوے تو وہ نہ اُگے گا نہ پھل دیگا۔ یہ بھی جاننا چاہیئے کہ ذکر کرنا بندہ کے لئے ذریعہ محبت ہے اس کی علامتیں یہ ہیں کہ جب بندہ خاص اللہ تعالےٰ کو دوست رکھتا ہے تو اس کا ذکر زیادہ کرتا ہے چنانچہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ۔ جو شخص کسی چیز کو زیادہ دوست رکھتا ہے اسکو خاص طور پر زیادہ یاد کرتا ہے۔

یہ بھی جان لے کہ فتوح الغیب میں حضرت غوث پاکؓ فرماتے ہیں:—
وَلَا یَبْقٰی فِیْ قَلْبِکَ شَیْئٌ سِوَی اللّٰہِ تَعَالٰی یعنی تیرے دل میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کچھ باقی نہ رہے۔ پس تیرا دل محبت ایزدی میں پُر ہو جاوے اور مدعا کے مطابق اس کی طلب میں درست اور صحیح ہو جاوے۔

نیز صدق واردات یہ ہے کہ کوئی چیز اغراض دنیوی میں سے تیرے دل کے خیمہ کے گرد پھرنے نہ پائے تاکہ حقیقی اخلاص ظہور پذیر ہو۔

اور ارادہ کے معنی دل کی خواہش ہے جو کسی کے دل میں پیدا ہوتی ہے پس اسی خواہش دل کو ارادہ کہتے ہیں اور یہی نیک ارادہ افضل ترین ہے جو تمام نیک نخلیوں کا تخم ہے۔ چنانچہ بزرگان فرماتے ہیں کہ ارادہ انسانی صفتوں سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفتوں کے انوار سے ایک نور ہے بلکہ یوں سمجھو کہ مریدی صفت حق ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ، اس صفت سے انسان کے روح پر تجلّی کرتا ہے۔ لہٰذا اس انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے انوار کا عکس ظاہر ہوتا ہے اور جب اس تخم ارادہ سے مومن بندہ کے دل کی زمین میں محبت الٰہی پیدا ہو تو اس انسان کو چاہیئے کہ اس کو غنیمت جانے اور اس غیبی مہمان کو نہایت عزیز رکھے اور مناسب اغذیہ سے اس کی خدمت کرے کیونکہ ارادہ مرید کے دل میں نوزائیدہ طفل غیبی ہے اور اس طفل کی غذا سوائے پستانِ تقرب و تصرّف مرشد کے اور کہیں حاصل نہیں ہوتی۔ پس لازم ہے کہ شیخ کامل صاحب تقرب و تصرّف کی طلب میں مشغول ہو جاوے اور اپنے آپ کو اس کی رضا اور تصرّف پر چھوڑ دے۔

گر تو نتوانی بدریائے خطیر ۔۔۔ رَو نشین در بطنِ کشتی دستگیر

کشتیٔ غوث الوری جائے امان ۔۔۔ سوئے قرب رہ رواں بنیہ عیاں

خوفِ طوفاں نیست وز کام نہنگ ۔۔۔ میرود با بال و پر تیر خدنگ

طریقۂ قادریہ کے مطابق خلوت میں داخل ہو کر چلّہ کشی کرنا،

خلوت میں داخل ہوتے وقت یہ نیت باندھے۔ اَللّٰھُمَّ نَوَیْتُ الْخَلْوَتَ تَبَتُّلًا اِلَیْکَ وَ ابْتِغَاءً لِمَرْضَاتِکَ وَ وَجْھِکَ الْکَرِیْمِ بِفَضْلِکَ وَ فَیْضِکَ وَجُوْدِکَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ وَیَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ؁ یعنی اے اللہ تعالیٰ میں نیت یا ارادہ کرتا ہوں چلّہ کشی کی تیری طرف رجوع کرنے کے لئے اور تیری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دل دنیا سے قطع کرتا ہوں کیونکہ تو بخشنے والا اور ہر گناہ سے درگذر کرنے والا ہر خطا سے توبہ قبول کرنے والا اپنی زیادتی بخشش اور فیض عظیم اور بے نہائت سخاوت کی بخشش کے باعث ہے اے بخشنے والوں کے بخشنے والے اور اے بزرگ ترین بخشنے والوں سے۔

پس جس وقت کہ خلوت (چلہ) میں داخل ہو تو چاہیئے کہ دنکو روزہ رکھے کیونکہ روزہ رکھنا تعلقات بشری اور خواہشاتِ نفسانی سے قطع تعلق کر دیتا ہے چنانچہ روزہ رکھنا بڑی خاصیت اور قوی تاثیر رکھتا ہے اس لیئے مرید کو لازم ہے کہ اپنے نفس کو مجاہدہ اور ریاضت اور عبادت پر مطمئن کرے۔ کیونکہ نفس کی اصلاح کیلئے کوئی مجاہدہ بھوک کے برابر نہیں۔ اسلیئے چاہیئے کہ ہر روز بلا ناغہ روزہ رکھے تا مقصود کو

پہنچے اور رات کو جاگے کیونکہ اس کو زیادہ سونے کی اجازت نہیں ہے اور سالک کو چاہیئے
کہ نیند کو کم کرنے کی کوشش کرے کیونکہ یہ راستہ جاگنے والوں (یعنی شب بیداروں)
کے لئے ہے بلکہ اپنے مناسب حال ذکر و اذکار میں مشغول رہے اور ذکر کی حقیقت کو پیش
خیال رکھے پس اگر اسکو ماسوائے حقیقتِ ذکر دوسرا خیال یا خطرہ سامنے آئے تو ذکر کے
معنوں کی طرف رجوع کرے۔ اگرچہ لَا نفی ہے مگر اس حقیقتِ ذکر کو حاصل کرنے کے
لوازمات سے ہے۔ پس اس طرح ذکر کا ہمیشہ تدخیال رکھنا خطرہ کو رفع کر دیتا ہے۔
اگر نیند اس کو غلبہ کرے پس تھوڑا سا سو جاوے۔ جاننا چاہیئے کہ سالک پہلو کو
زمین پر نہ لگاوے۔ مگر اس وقت جب نیند کے غلبہ سے تھک جاوے جس کے باعث
تھکاوٹ اور ملال عبادت میں ظاہر ہو۔ ملال اور تھکاوٹ کی حالت میں عبادت نہیں
کرنی چاہیئے۔ اس وقت ایک ساعت کے لئے گھٹنہ پر تکیہ کرے جب جاگ پڑے تو وضو کرے
اور دو رکعت نماز تَحِیَّۃُ الْوُضُوْ گذارے۔ اور دو رکعت بہ نیت تَحِیَّۃُ الْمَکَانْ
گزارے۔ سالک کو چاہیئے کہ کثرت نماز میں کوشش کرے کیونکہ رات کو زیادہ نماز
پڑھنا عاشقوں کا معراج ہے اور نماز تسبیح گزارنے پر موانست و مداومت کرے۔ کیونکہ
اس میں بیشمار فوائد ہیں کیونکہ اس سے تمام نمازوں میں دل کی حضوری حاصل ہوتی
ہے بغیر حضوریٔ دل کے نماز نہیں ہوتی جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
ہے۔ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ پس نماز ادا کرنے
کے بعد ذکر میں مشغول ہو اگر نیند غلبہ کرے تو اس کو رفع کرنے کی کوشش کھڑا

ہونے آہستگی اور نرمی سے اس مکان کے اندر ٹہلنے اور از سرِ نو استنجا وضو اور طہارت کرنے سے کرے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ؕ یعنی اللہ تعالےٰ پاک رہنے والوں کو محبت کرتا ہے۔ کے مصداق محبّت کی کرامت سے مخصوص ہو پھر بھی اگر نیند شدید غلبہ کرے تو مذکورہ بالا طریقہ عمل میں لائے جو ابھی بیان ہوئے۔ حاصل مقصد یہ ہے کہ بہت کم سوئے۔ نیز چلّہ کشی کی جگہ (خلوت گاہ) بہرحال تنگ ہونی چاہیئے اس میں سوائے دروازہ کے روزن یا سوراخ تک نہ ہو تاکہ آواز مخالف کان تک نہ پہنچے اور اس کا وقت اُس آواز سے مشوّش نہ ہو اور ہر حالت میں دروازہ بند رکھے اور اس پر پردہ ڈالے رکھے تاکہ روشنی کا اثر دروازہ کی درز دل سے ظاہر نہ ہو تاکہ حواسِ خمسہ اپنے کام سے معطّل ہو جاویں۔ اور روح عالمِ غیب کے ساتھ پیوند ہو جاوے اور پورے طور پر خدا کے ساتھ مشغول ہو کر اس جہان سے منہ پھیر لے اور زبان کو فضول باتوں سے اور حواس خمسہ کو بیہودہ تصرّفات سے باز رکھے کیونکہ اللہ تبارک و تعالےٰ فرماتے ہیں وَمَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ؕ جو بات کی جائے اس کے ہر لفظ کے لئے رقیب ہے۔ پھر فرمایا اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا۔ یعنی تحقیق کان اور آنکھوں اور دل غرضیکہ سب سے متعلق پوچھ ہونی ہے۔

پس اگر ایسی جگہ نہ ملے جو آواز دل سے محفوظ ہو تو ایسی صورت میں اپنے دونوں

کانوں کو روئی سے بند کرے۔ اور آنکھوں کو ذکر کرتے وقت بند کرے اور قبلہ رو چار زانو

بقدر نماز بیٹھے اور تکیہ نہ لگائے کیونکہ تکیہ لگانا نیند لاتا ہے اگر پیاس ہو تو پانی

بہت تھوڑا پیوے کیونکہ پانی پینا نیند لاتا ہے اور اپنے راز کو ہر حالت میں ظاہر کرنے سے

باز رہے اور چاہیئے کہ چلہ کشی کی ابتدا اس وقت کرے جب کہ آفتاب برج جدی میں ہو دی

وقت موسم سرما کا آغاز ہے اور خلوت میں اتنے روز ٹھیرے جتنے دن اس کے مرشد نے تعین

کیے ہوں اور مرشد کے حکم سے خلوت (چلّہ) سے باہر آوے اور لازمی ہے کہ اپنے مرشد کے

امر و اجازت سے بیٹھے اگر مرشد کی [illegible] خلوت اختیار کرے گا۔ ہرگز مقصود کو نہ

پہنچے گا بلکہ مرشد کے دل پر کچھ کدورت پیدا ہوگی چنانچہ [illegible]

تک میں حجاب ہوگی اور مقصود حجاب کی وجہ سے حاصل نہ ہوگا۔

جاننا چاہیئے کہ چلہ کشی کے آداب سے ایک یہ بھی ہے کہ طلب اور اغراض [illegible]

سے نیت پاک ہو اور صرف غرض آخرت ملحوظ ہو پھر صدق و صفائی کے ساتھ منہ قبلہ کی طرف

کر کے بیٹھے اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ تشریف فرما ہیں تاکہ احترام اور ادب

اور وقار اور عزت و حرمت کی قید میں رہے اور سالک اس بات کا یقین رکھے کہ باطن کی

حضوری کا قرب سوائے اس کی خاص عنایت اور اطاعت کے حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ

اللہ تبارک و تعالیٰ کا حکم ہے ۔ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولُو

الْاَمْرِ مِنْکُمْ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول اللہ اور جو تم میں سے صاحب

یعنی مرشد ہو کی تابعداری کرو۔

جاننا چاہیئے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لااقتضاہی عشق سے علاوہ کے بات خلقت سے کنارہ کش ہو کر کبھی کبھی غار حرا میں تشریف لے جاتے اور اس جگہ ذکر و عبادت میں کئی کئی راتیں گذار دیتے۔ بہرحال مرشدِ کامل مرید کو ابتدا میں چلہ کشی کا حکم دیتے ہیں۔ تاکہ خلوت کی بھٹی میں ریاضت کی آگ سے پگھل جاوے اور اس کی طبیعت تمام آلائشوں سے پاک اور صاف ہو جاوے کیونکہ حواس خمسہ پر قابو پانا بجز چلہ کشی کے نہیں ہے چاہیئے کہ حواس خمسہ کو اپنے قبضہ تصرف میں لے آوے کیونکہ جب آنکھ کوئی چیز دیکھتی ہے یا کان کوئی آواز سنتا ہے دل اپنی جگہ سے باہر ہو جاتا ہے اور جو کچھ کہ دیکھتا ہے یا سنتا ہے یا خیال کرتا ہے دل پر نقش ہو جاتا ہے اور ان کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور ان جگہوں کی طرف جو دیکھی ہیں متوجہ ہو جاتا ہے اور نیز ان باتوں کو جو سنی ہیں یا دیکھی ہیں یاد کرتا ہے لہٰذا دل مشوش ہو جاتا ہے اور جب دل تشویش پذیر ہو گیا تو یکسوئی حاصل نہیں ہوتی پس چاہیئے کہ سب خیالات فاسدہ کو ترک کر دے چنانچہ حضرت غوث پاکؒ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں۔

وَ تَرْکِ الْکُلِّ عَلٰی بَابِ خَلْوَتِکَ وَ اُدْخُلْ وَحْدَکَ وَ تَرٰی مُوْنِسَکَ فِیْ خَلْوَتِکَ بِعَیْنِ سِرِّکَ یعنی ہر دنیوی خیال و خواہش کو در خلوت کے باہر چھوڑ کر تو تنہا داخل ہو تاکہ تو اپنی باطن کی آنکھ سے اپنے محبوب اور راحت بخشنے والے کو تنہائی میں دیکھ لے اور عین الیقین سے اس کا مشاہدہ کرے جو کہ ان مناظر اور ہستیوں سے بالاتر ہے جو کہ سر کی آنکھ سے دیکھے جاتے ہیں۔

سالک کو چاہیئے جب خلوت اختیار کرے، تو غیر حق کے تمام مشاغل سے یک طرف ہو کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو اس وجہ سے کہ جب اسباب ظاہریہ کے راستے اپنے آپ پر بند کردے گا تو حواس باطنہ کے دروازے اس کے حال پر کھل جائیں گے اور ساتھ ہی یہ چاہیئے کہ منہ پر مہر خاموشی ثبت کرے یعنی خاموشی اختیار کرے اور ہمیشہ دنیا کی باتوں وغیرہ سے چپ رہ کر وضو اور نماز میں مشغول رہے چنانچہ امام زاہد ابو عثمان مغربی اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں کہ راہ حقیقت طے کرنے کے لیے پہلا قدم خلوت اختیار کرنا ہے پس جو کوئی خلوت یا چلہ کشی کرے۔ اس کے لیے پہلی شرط دل کو ماسوائے یاد خدائے عزوجل کے تمام مخلوقات سے خالی کرنا ہے یعنی اس میں سوائے یاد الٰہی کے اور کچھ نہ ہو اور تمام خواہشات سے ماسوائے طلب رضائے حق سے فارغ ہو اور جب خلوت سے باہر آوے تو چاہیئے کہ کسی سے بات نہ کرے اور زمین سے نظر نہ اٹھاوے اور کسی سے گفتگو وغیرہ میں مشغول نہ ہو اور زبان کو ہمیشہ ذکر و تسبیح کرنے اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے میں مشغول رکھے اور کوئی سانس اس شغل سے بیکار نہ رہے پس تنہائی اور خلوت اس راہ حقیقت کے لوازمات ہیں۔ جو بزرگان کا طریقہ ہے۔

جاننا چاہیئے کہ طالب کا مقام مقصود پر پہنچنے کا وہی وقت ہے جب کہ اس کا دل ماسوائے اللہ تعالیٰ سے منقطع ہو جاوے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا۔ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ

وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا ، یعنی پس ذکر کر اپنے پروردگار کا اور چھوٹ جا اس کی طرف سب سے الگ ہو کر۔ اور یہ رتبہ سوائے مجاہدہ اور اخلاص کے حاصل نہیں ہوتا اور پیر کامل اور عارف کی صحبت اختیار کرنے میں دستیاب ہوتا ہے۔

بس جو کوئی چاہے کہ اس کے دل کی کھڑکی عالم ملکوت کی طرف کھل جاوے تو اس کو چاہیے کہ بند حجرے کوٹھڑی میں بیٹھے تاکہ اس کا دل ساکن ہو اور ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ہمیشہ ورد کرے تاکہ ان کا حال اس طرح ہو جائے جیسے آدمی خواب میں چیزیں دیکھتا ہے۔ وہ جاگتے ہوئے دیکھے اور روح انبیاء اور اولیاء کو دیکھے اور ان سے فائدے حاصل کرے اور حال اس پر ظاہر ہوں اور عارف باللہ ہو جائے۔

جاننا چاہیئے کہ علم کی تمام شرطیں مکمل طور پر مجاہدہ میں استعمال کرنی چاہئیں کیونکہ دل مثل آئینہ ہے اور اس آئینہ پر غبار نہ پڑنے دیا جائے۔ چنانچہ ایسا سمجھو کہ علم دل کے آئینہ پر لکھا ہوا ہے اور دل کے تفکرات غبار کی طرح ہیں اور گناہ سے مراد سیاہی ہے جو غبار کی طرح اس پر پھیلی ہوئی ہے اگر ان تمام چیزوں سے دل کو صاف رکھے گا تو انکشاف میں کوئی امر مانع نہیں ہوگا اور دل ان معلومات ناقصہ سے خالی ہو جائے گا اور عالم غیب کی صورتیں اس میں ظاہر ہونے لگیں گی وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ ؕ

تشریح مقامات مشتمل چہار فصل و چہل مقام

فصل اوّل شریعت

اس باب شریعت کے دس مقام مندرجہ ذیل ہیں۔

پہلا مقام: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں۔ کتابوں پیغمبروں۔ دن قیامت یعنی روز جزا و سزا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکی بدی کا اندازہ ہونے پر ایمان لانے اور مرنے کے بعد جی اٹھنے پر یقین لانا اور برحق سمجھنا ہے

دوسرا مقام: نماز پنجگانہ فرض جاننا اور پانچوں نمازوں کی بروقت ادائیگی خصوصاً نماز وسطیٰ یعنی نماز عصر کی حفاظت کرنا ہے۔

تیسرا مقام: زکوٰۃ جس کا ادا کرنا اہلِ نصاب پر واجب ہے۔

چوتھا مقام: روزہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اُمتِ محمدیہ پر فرض کیا ہے۔

پانچواں مقام: حج بیت اللہ شریف بشرط استطاعت عمر میں ایک بار۔

چھٹا مقام: اپنی کوشش سے رزقِ حلال حاصل کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ حلال کمائی میں برکت عطا کرتا ہے اور اس کے مالک کی دعا قبول ہونے کی اُمید ہوتی ہے۔

ساتواں مقام: حرام سے پرہیز کرنا۔ کیونکہ حرام دل کو سیاہ کرتا ہے اور پتھر کی طرح سخت کرتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت اور سیاہ کرتا ہے۔

آٹھواں مقام : شریعت کے زیر فرمان اعمال - وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات
کی متابعت اور اس کے ممنوعات سے پرہیز اور حلال خدا
کو حلال اور حرام خدا کو حرام جانتا ہے -

ناواں مقام : تلاوت قرآن مجید اور اس کو صحیح جاننا اور اس کے تمام
احکام پر بصدق دل عمل کرنا ہے -

دسواں مقام : نیک کاموں کے کرنے کا حکم اور بُرے کاموں سے ممانعت
یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی
تعمیل چنانچہ قرآن پاک میں حکم فرماتے ہیں -
اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ
الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ اِنَّ ذٰلِکَ
لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ، یعنی نماز پنجگانہ قائم رکھو اور
نیک کام کی ہدایت کر اور ناپسندیدہ کاموں سے منع کر اور
مصیبت پر صبر کر جو تجھ پر آئے بتحقیق یہ کام کارہائے مقصود ہے -

فصل دوم طریقت

اس باب طریقت کے دس مقام ہیں -

پہلا مقام توبہ - یہ کہ ہر بالغ و عاقل مسلمان پر
فرض ہے کہ اپنے گناہ مالک حقیقی سے ہمیشہ بخشواتا رہے -

دوسرا مقام : حسن خلق یعنی نیک عادات - اس میں تمام نیک عادات قابل

تعریف اور ہر اچھا کام قابلِ مدح شامل ہیں کیونکہ حُسن خلق ہر نیک کام کو زیادہ کرتا ہے۔

تیسرا مقام : مجاہدہ۔ تقویٰ پرہیزگاری اور طاعت خدا اور طاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے پس جس کسی نے کوشش کی راہ حق پالیا۔ اور جس نے زندگی بے مشاہدہ رہا۔

چوتھا مقام : خوف و رجا۔ یہ کہ خوف و امید میں وابستہ رہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو وے اور اس کے عذاب سے بے خوف نہ ہو جائے۔

پانچواں مقام : ترکِ شہوات یعنی خواہشات نفسانی سے باز رہنا اور نفسانی لذات کی پیروی نہ کرنا۔ کیونکہ خواہشات دل کو سخت اور سیاہ کر دیتی ہیں۔

چھٹا مقام : شبہات سے پرہیز۔ یہ کہ اُن چیزوں سے جن میں شک و شبہ پایا جائے یا حرام، حلال، مکروہ کی تمیز نہ ہو سکے یا شک و شبہ کا ان میں امکان یا گمان ہو سخت پرہیز کرے۔

ساتواں مقام : تضرع الی اللہ۔ یعنی بارگاہ الٰہی میں زاری۔ اور زاری یہ ہے کہ اس کے حضور میں گریہ وزاری توبہ کرنے اور مغفرت مانگنے کے لیے ہو۔ جو نہایت خلوصِ قلبی عاجزی و انکساری اور حضورِ دل کے ساتھ اور شرِ شیطان سے محفوظ اور مامون رہنے کے لیے ہو۔

آٹھواں مقام : رضائے مرشد یعنی ہر امر میں رضاءِ مرشد۔ یہ خوشنودی مرشد اس

کی محبت اور نصیحت اور اس کے قول اور فرمان کی تکمیل فرمانبرداری
بدون کسی قیاس و وہم کے بجالانے سے حاصل ہوتی ہے چنانچہ
استاد کے حضور میں مرید البا ہونا چاہیئے جیسے کہ مردہ [illegible] کے ہاتھ
میں ہوتا ہے جس طرف اس کو چاہے پھیر تا رہے۔

نواں مقام: سماع الوعظ یعنی وعظ میں جانا متوجہ ہونا پند و نصیحت کا سننا
ان کا قبول کرنا اور ان پر عمل پیرا ہونا ہے حتیٰ کہ ناصح کی نصیحت
سننے سے شرم نہ کرے اور جب دوسروں کو خود وعظ و نصیحت
کرے تو نہایت آرام نرمی اور خوش اخلاقی سے گفتگو کرے۔

دسواں مقام: ترک ماسوائے اللہ یعنی ماسوائے اللہ سے ترک اور مخلوقات
سے علیحدگی۔ کیونکہ غیر اللہ کے میل جول سے اللہ تبارک و تعالیٰ
کی نزدیکی اور قرب میں سخت ترین حجاب واقع ہوتا ہے۔

فصل سوم حقیقت

اس کے بھی دس مقام ہیں جو درج ذیل ہیں:-

پہلا مقام: تواضع - فروتنی - عاجزی انکساری
وعدم اظہار طاقت جسمانی و روحانی۔

دوسرا مقام: یہ کہ تیری دانست میں بلحاظ مساوات بہتر فرقوں سے کسی ایک فرقہ
یا فرد کو حقیر نہ سمجھے نہ ان میں فرق نکالے مگر صرف ان کی گمراہی کے
باعث کیونکہ یہ تمام فرقے سوائے فرقہ اہلِ سنت و جماعت کے گمراہ

[illegible] تعالیٰ کے حضور میں مقرب ہیں۔

تیسرا مقام : خورد و نوش جو کچھ بھی از قسم طعام تھوڑا یا بہت جس قسم کا بھی ہو سامنے آوے کھا لیوے اور نئے لذیذ کھانے [illegible] منتظر نہ رہے پہلے ہی آمدہ طعام پر قناعت کرے

چوتھا مقام : یہ کہ راہ حق پانے میں ہمیشہ [illegible] رہے اور مخلوق خدا میں سے کسی کو تکلیف نہ دیوے بلکہ ان کی تکالیف کو رفع کرنے کی دل و جان سے کوشش کرے۔

پانچواں مقام : یہ [illegible] کے دل میں بغض و کینہ نہ ہو۔ بلکہ جو شخص اس سے بدی کرے اس سے نیکی سے پیش آئے اور جن سے کسی وجہ سے تعلقات منقطع ہوں ان سے جوڑنے کی حتی الامکان کوشش کرے۔ بلکہ اُن سے معاوضہ خواہاں بھی نہ ہو جنھوں نے اس پر ظلم کیا ہو۔

چھٹا مقام : یہ کہ مسکینوں اور درویشوں اور غریبوں پر سختی نہ کرے بلکہ ان پر نہایت مہربانی اور شفقت کی نظر رکھے اور جہاں تک ممکن ہو سکے نیکی اور خوش خلقی خندہ پیشانی سے پیش آئے۔

ساتواں مقام : یہ کہ راہ حق میں اس کا ہر قول و فعل ہر عمل و عبادت محض خوشنودی ذات الٰہی کے لیے مخصوص ہو نہ کہ ریا اور نمائش خلق کے لیے۔

آٹھواں مقام : یہ کہ اپنے راز تجلی کو مخلوق سے پوشیدہ رکھے بلکہ مخلوق خدا سے

کسی کا بھید ظاہر نہ کرے خواہ وہ کسی قسم کا ہو۔ بلکہ جب گناہ کرتا دیکھ بھی لے تو پردہ پوشی کرے۔

نانواں مقام : یہ کہ مناجات الٰہی میں ہمیشہ مشغول رہے اور دنیاوی کاموں میں سے کسی ایک مدعا کو مناجات میں شامل نہ کرے۔ بجز اس صورت کے جہاں دینی امور میں سہولت اور آسانی کے لیے سخت ترین دنیاوی

دسواں مقام : جن چیزوں کی طرف نظر کرے ان سے نصیحت اور سبق حاصل کرے نیز نفس کی بہتری کے لیے علم نافع کو حاصل کرنے کی کوشش کرے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَلْعِلْمُ زُهْدٌ وَالْاٰدَابُ لِلْمُرِيْدِ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ زُهْدِهٖ یعنی علم ایک زہد و عبادت ہے اور مرید کے لیے ادب اس سے بہتر ہے جس میں اس کے لیے اس زہد میں برکتیں ہی برکتیں ہیں۔

فصل چہارم معرفت

اس کے دس مقامات ہیں۔

پہلا مقام : ملحوظِ آداب یعنی طریقہ ادب پر استوار رہنا۔ کیونکہ جو شخص عاقل دانا اور با ادب ہوگا وہ بالضرور آداب شریعت میں مؤدب ہوگا اور ہمیشہ ان آداب کا محافظ اور نگہدار ہوگا۔

دوسرا مقام : یہ کہ ظلم و ستم تنگی اور تکلیف کو متحمل ہو جو کوئی اس کو تکلیف پہنچاوے اس سے کینہ نہ رکھے بلکہ اگر ان کو تکلیف پہنچے تو دور کرنے کی

کوشش کرے اور ان کے گناہوں کو معاف کرنے والا ورگزر کرنے والا اور بخشنے والا ہو۔

تیسرا مقام : یہ کہ بروں کی آگ کے شراروں سے بچنے والا ہو نیکیوں کی مجلس اختیار کرے اور فتنہ اور فساد ظاہری سے دور رہے۔

چوتھا مقام : خدمتِ مرشد۔ یہ کہ خدمتِ مرشد صاف دلی اور اخلاص پر مبنی ہو اور جو ان کی خدمت عالیہ میں قیام پذیر ہوں ان کو نیک نصیحت کرے۔ اور ان کے ساتھ ظاہراً سچی دوستی رکھے۔

پانچواں مقام : یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے ایک دم بھی غافل نہ ہو اور ہر چیز میں اس کا جلوہ دیکھے پس حقِ عبادت یہ ہے کہ یہ جانے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں اگر خود نہ دیکھ سکے تو یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے

چھٹا مقام : یہ کہ حسب استطاعت سخی ہو اور اپنے آپ کو دوسروں پر فوقیت نہ دے۔

ساتواں مقام : بردباری بمقابلہ قہر و ستم۔ یہ کہ کسی کام میں جلدی سے کام نہ لے بلکہ نہایت غور و خوض کے بعد متحمل مزاجی سے کام لے۔

آٹھواں مقام : یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دل کی زنگ و سیاہی کو دور کر کے منور کرے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَءُ الْحَدِيْدُ فَاجْلُوْهَا بِذِكْرِ اللّٰهِ. یعنی کہ انسانوں کے دل اس

طرح سیاہ اور زنگ آلود ہو جاتے ہیں جس طرح لوہا زنگار سے
پس ذکرِ الٰہی سے ان کو مجلی کرو۔

نانواں مقام: یہ کہ ہر طرح کی عبادتوں اور بندگیوں سے اللہ تعالیٰ کے
حضور کے نزدیک جاگزین ہو۔

دسواں مقام: یہ کہ اپنے آپ کو تمام انسانوں سے ذلیل و خوار اور سبک تر
خیال کرے اور دوسروں کو اپنے آپ سے بہت بلند اور بہتر جانے
اور اپنے نفس کو کسی سے کسی حالت میں افضل نہ سمجھے۔ ذَالِكَ
فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ
الْعَظِيْمِ ۝

اوّل وہ آداب جن کا بجا لانا مرید کیلئے بحق مرشد واجب ہے

مُرید کو چاہیئے کہ اعتقادِ کامل اور اخلاص و محبت اور دوستی سے صحبت مرشد
میں رہ کر کام کرے اور کوئی فعل بار ہو یا نیک اور کوئی بات اچھی ہو یا بُری عزت افزا
ہو یا ہتک آمیز جو بھی مرید کے دل میں مرشد سے نہ چھپائے۔ اور چاہیئے کہ اپنے کام
اور اپنی جان و مال اس کے سپرد کر دیوے اور اس پر کسی حالت میں کوئی اعتراض نہ کرے
یعنی اپنے آپ کو مرشد کے تسلیم و تصرف میں دے دیوے اور ہر حال میں مطیع و فرمانبردار رہے

[illegible] کسی وجہ سے اپنے ظاہر و باطن میں مرشد کے تصرفات [illegible] بالکل اعتراض نہ لائے اور
ہر حکم و فرمان کو ظاہراً یا باطناً برضا و رغبت قبول کرے [illegible] اور بحالت تنگدستی، غریبی، مفلسی اور
[illegible] اس کے حکم سے روگردانی نہ کرے [illegible] مال و زر [illegible] جان و تن بلکہ جو کچھ بھی ملکیت
[illegible] ہو مرشد پر قربان کرنیوالا ہو چنانچہ [illegible] مرشد [illegible] کہا تھا [illegible] مانند [illegible] ہوئے تاکہ جو بعد
[illegible] کی مرضی ہو اور ہر پیر یاد ہے۔ نیز اس کے آگے نہ چلے بلکہ پیچھے چلے اور [illegible] سے [illegible] ادب
اور اس کے ہر امر کی تعمیل کرنیوالا ہو اور اس کی گفتگو سے رنجیدہ خاطر نہ ہو اور مرشد کے [illegible] ایسے
حکم فرمانے [illegible] سے ڈرتا رہے جس کی تعمیل اس سے ناممکن ہو اور یہ بھی کہ مرشد کی حضور [illegible]
[illegible] اوروں کو نصیحت [illegible] کے لائق ہو کر نصیحت کرنے والا ہو اور خود فرمانبردار ہو۔
اور اس کے ہر حال و قال اور معاملات [illegible] اس طور پر لحاظ رکھنے والا ہو۔ اور تعمیل
[illegible] کے لیے ہر وقت تیار رہے اور اپنے تمام کام [illegible] کے سپرد کر دے اور اس کے رازوں
[illegible] چھپائے اور جو کچھ مرشد فرما دے اس کو نگاہ رکھے اور کسی بات کو بے فائدہ [illegible]
[illegible] نہ کرے اور کسی بات یا حکم کو فراموش نہ کرے۔ اور اس کے [illegible] آداب میں ادب
[illegible] اور اس کی ہر خصلت اپنائے اور اس کی ہر حالت میں یعنی حال [illegible] قال اور
[illegible] اوراد وغیرہ میں پیروی کرنیوالا ہو ورنہ [illegible] مرشد راضی نہ ہو ترک کر
دے اور کسی کام کو خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی بے اجازت و بے اشارت مرشد شروع
کرے اور نہ شروع کرنے کی جرأت کرے۔ چنانچہ بلا اجازت مرشد نہ کھاوے
[illegible] نہ پیئے نہ لے نہ دے [illegible] ہوئے بلکہ اسی طرح عبادتوں کو بھی مثلاً روزہ رکھے

افطار کرنے نفلوں میں بیشی کرنے فرائض پر قائم رہنے اور ذکر و تلاوت قرآن کریم و مراقبہ وغیرہ وغیرہ بلا اجازت مرشد شروع نہ کرے اور جس کام کو مرشد ناپسند رکھے ہرگز نہ کرے بلکہ کوئی کام اپنی مرضی سے بلا اجازت مرشد نہ کرے اور جو کچھ امر دلوائی سے فرماوے اس کی فوراً تعمیل کرے یعنی جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے وہ کرے اور جن کاموں کے کرنے سے منع کیا ہے نہ کرے۔ یہ بھی نہ کہے کہ میرے واسطے کس کس بات کی اجازت ہے اور کون کون سی ممانعت ہے۔ پس ایسی صورت میں کسی بات کے متعلق امر و نہی کا حکم دے گا تو اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ نیز اس کی مسند پر بھولے سے بھی قدم نہ رکھے اور نہ بیٹھے نہ اس کے سرہانے پر سوئے اور نہ ہی اس کے کپڑوں میں سے کسی کپڑے کو پہنے اور نہ ہی اس کے کپڑوں میں بلا امر مرشد داخل ہو اور نہ ہی اس کے کھانوں میں سے خواہ کسی قسم کا ہو کھاوے اگر ایسا نہ کریگا جو بتلا دیا گیا ہے تو فائدہ اور فیض سے محروم رہ جائے گا۔ مزید براں مرشد کے فوت ہو جانے کے بعد اس کی عورت سے نکاح نہ کرے اگر ایسا کرے گا تو مرشد کے فیض روحانی سے دوری اور ناامیدی کا باعث ہوگا۔ نیز اس کے زبان پر خواہ جھڑکے گالی دے یا سخت سست بولے دل پر کدورت نہ لاوے بلکہ اس کی محبت پر قائم رہے اور جو کچھ نیک یا بد اثر دل میں پیدا ہو فوراً نکال دیوے اس کی مجلس میں ضرورت سے زیادہ بات نہ کرے۔ خواہ وہ اس پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہی کیوں نہ ہو اور جو زائد از ضرورت ہو چھوڑ دے۔ اگر مرشد کی مجلس میں کوئی شخص مرید کی

بات کا جواب دیوے تو اس سے لڑائی جھگڑائی نہ کرے خواہ مرشد موجود ہو یا نہ نیز یہ کہ
اس پر یہ اعتقاد رکھے کہ وہ موجودہ زمانہ کے سب کاملوں سے زیادہ کامل ہے اور دشمنوں
اور حاسدوں کی باتوں پر کان نہ رکھے۔ بلکہ اس کی عصمت پر گناہ کا اعتقاد نہ کرے۔
بے حیائی کی بات نہ کرے اور شطحات یعنی جو باتیں باصطلاح صوفیا ظاہراً غیر شرع ہیں
اس کے حضور مجلس میں نہ کہے اور جو خطرہ یا خیال یا شوق یا وجد مرید کے دل میں پیدا
ہو مرشد کے حضور میں بیان نہ کرے کیونکہ وہ خود جانتا ہے۔ اور اس کے حضور میں ہنسی
جنگ وجدال یعنی لڑائی جھگڑائی اور گفتگو میں پہل بالکل ترک کر دیوے۔ بلکہ خاموشی سے
جو کچھ کہ بیان ہو رہا ہے سنے۔ بلکہ اپنی نظر جس وقت کہ مجلس میں حاضر ہو مرشد کی طرف
لگائے رکھے اور مجلس میں قعدہ نماز کی شکل بیٹھے۔ اور یہی ادب ہے جو مرید پر بجا حضری
مرشد واجب ہوتا ہے۔ اور اسی طرح ماں باپ کے حضور میں بھی اولاد پر مؤدب
رہنا لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دینے والا ہے اور اس پر قادر ہے۔

جاننا چاہیئے کہ ادب سے مراد یہ ہے کہ ناپسندیدہ باتوں سے زبان کو نگاہ رکھے
اور اعضاء کو ناشائستہ حرکات سے باز رکھے اور اپنے اور غیر کے مرتبہ کو حسب المراتب
ملحوظ رکھے اور اپنی اور دوسروں کی عزت کو برباد نہ کرے پس جو کوئی ان اوصاف سے
متصف ہو وہی مؤدب کہلانے کا مستحق ہے اور ہر خاص و عام کے دلوں میں
مقبول ہوگا۔ اور مدارج دنیوی اور مراتب دینی میں کامیاب اور سعادت مند رہے گا۔

نقل ہے کہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ابن ابی طالب شام کی نماز ادا کرنے

مسجد نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک ضعیف العمر آتش پرست بڑھاپے کی کمزوری کے باعث نہایت آہستگی سے آنحضرت کے آگے آگے چلا جا رہا تھا۔ آنجناب ولایت مآب نے اس وقت تک اس سے پیش قدمی نہ فرمائی جب تک کہ وہ حد مسجد سے نہ گزر گیا۔ حالانکہ ادائگی نماز میں اس توقف کی وجہ سے تاخیر واقع ہو گئی۔

دیگر۔ سلطان محمود غزنوی سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے حضور میں اتنے صاحب جمال غلام موجود ہیں [illegible] ایاز [illegible] دوسرے کی طرف نہیں حالانکہ وہ اتنا حسین بھی نہیں۔ سلطان محمود نے جواباً فرمایا کہ زیادہ توجہ اس پر اس وجہ سے ہے کہ وہ آداب خدمت بڑھ چڑھ کر بجا لاتا ہے حالانکہ دوسروں میں یہ خاصیت نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ ایک روز شکارگاہ میں ایک ہما نکلا اور پرواز کرنے لگا۔ تمام لوازم اور ملازم مجھے چھوڑ کر ہما کے سایہ کی طلب میں دوڑے مگر ایاز گھوڑے سے نیچے اتر پڑا اور نزدیک آکر میری رکاب میں ہاتھ ڈال دیا میں نے کہا تو ہما کے سایہ کی طلب میں کیوں نہیں گیا۔ اس نے جواب دیا کہ میرے تمام دوست ہما کے سایہ کے طالب ہیں اور مجھے محض حضور کے سایہ کی تمنا ہے اس حسن ادب کی وجہ سے اس کی قدر میرے دل میں اس قدر بڑھ گئی۔ کیونکہ حسن ادب اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت مقبول ہے۔

دیگر۔ ایک شخص نے اپنی تمام عمر گناہوں اور نافرمان برداری میں گزار دی اور کوئی ثواب کا کام اس سے سرزد نہ ہوا تھا۔ ایک روز راستہ سے ایک کاغذ اس نے اٹھایا

دیکھا تو اس پر نام حق سبحانہٗ لکھا ہوا تھا۔ بلحاظ ادب اس نے اس کاغذ کو بوسہ دیا۔ اور آنکھوں اور سر پر لگایا۔ اور تعویذ بنا کر باندھ لیا۔ جب وہ مر گیا۔ کسی بزرگ نے خواب میں اُسے دیکھا کہ بہشت بریں میں مقیم ہے اور نعمت ہائے گوناگوں میں مشغول ہے اس بزرگ نے پوچھا کہ کس عمل صالح کے عوض تو نے یہ بلند مرتبہ حاصل کیا۔ اس نے جواب دیا کہ محض اللہ تعالیٰ کے نام کی تعظیم و تکریم کے آداب بجا لانے کی خاطر جو تمام عمر میں ایک دفعہ واقع ہوا تھا جس کی وجہ سے میری تمام عمر کے گناہ بخشے گئے اور بہشت کی نعمت اور دولت سے فائزہ حاصل ہوا۔ لہذا جاننا چاہیئے کہ علم کے لئے ادب لازم ہے مگر ادب کے لئے علم ضروری نہیں ہے حالانکہ علم اشرف اور اعظم ہے۔ اگر صاحب علم بے ادب ہو گا وہ کچھ حاصل نہ کر سکے گا اور اہل ادب کی نظروں میں بے توقیر ہو گا۔ اور اگر بے علم با ادب ہو گا۔ وہ ہر جگہ با عزت اور مکرم ہو گا اور دلوں میں مقبول ہو گا۔

وہ آداب جو مرید کو اپنے پیر بھائیوں کے ساتھ ادا کرنے واجب ہیں

بہ ہیں کہ اُن تمام کے ساتھ بدرجۂ اتم محبت اور دوستی رکھے اور ان کا مطیع اور فرماں بردار رہے۔ تاکہ وہ اس سے راضی رہیں۔ نیز ان کی حاجت روائی میں ہر ممکن کوشش کرے اور اُن کی نیک حاجتوں کے پورا کرنے یا کرانے میں پورے طور پر امداد کرے بلکہ

اپنی حاجت برآری سے ان کی حاجت روائی مقدم جانے اور جو پند و نصائح ان کو سمجھاوے ان کے متعلق کوشش یہ کرے کہ وہ ان کو پورا کریں اور جہاں تک ممکن ہو ان کی خدمت کرے اور اپنے نفس کے لئے ان سے بڑھ کر فائدہ ملحوظ نہ رکھے۔ بلکہ ان کے فائدے کو اپنے فائدے پر مقدم جانے اور جو کچھ اپنے لئے پسند کرے وہ ان کے پیش کرے، نیز یہ کہ چھوٹے بڑے کے ساتھ مکمل ادب سے بیٹھے اور چھوٹے بڑے سے تکبر نہ کرے اور یہ کہ ان کے احوال اور گفتار و کردار سے روگردانی نہ کرے۔ بلکہ ان کے ساتھ تمام باتوں میں جو منہ کو رہو ئیں موافقت کرے مگر شرط یہ ہے کہ ان حالات گفتار اور کردار میں جو مطابق شریعت ہوں اور جب کوئی ان سے فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ پیچھے پیچھے جاوے اور اگر کوئی ان کے احوال و اقوال و افعال کے متعلق دریافت کرے تو نیکی اور اچھائی سے ان کی تعریف کرے اور ان کی غیر حاضری میں، ان کے اسباب کو حتی الامکان ہاتھ نہ لگاوے اور ان کے ساتھ ظاہری و باطنی طور پر موافقت کرے اور جب ان سے ملاقات کرے تو ان کے حق میں دعائے خیر کرے اور ان کے متعلق کسی چھوٹے اور حاسد کی بات نہ سُنے نہ مانے بلکہ جو ان کو تکلیف پہنچاوے اُن سے کنارہ کشی کرے نہ ہی آزار دہندہ سے بدلہ لینے کی ہدایت کرے اور ان میں سے کسی سے بھی انتقام نہ لے اگرچہ اس کو اس پر بدلہ لینے کا حق بھی ہو۔ اور یہ کہ مال و اسباب کو جو ان کے قبضہ میں ہو ان کی ملکیت سمجھے اور اگر کوئی برا کام ان کا دیکھ لیوے تو پردہ پوشی کرے ان کے حال و راز کو فاش نہ کرے اور نہ ہی ان کو

ان کے گناہوں اور برائیوں کی وجہ سے شرمندہ و رسوا کرے۔ مگر جب وہ بدیاں اور
گناہ ظاہر ہو رہے ہوں تو ان گناہوں پر اس کو لعن طعن اور جھڑک اور تنبیہہ کرے تا کہ
وہ ان برے کاموں سے رجوع اور توبہ کرے۔ نیز ان کے حق میں خفیہ طور پر اور
ظاہر طور پر بحضور خدا دعا مانگے اور یہ کہ خلوص نیت سے ان کے ساتھ دوستی اور محبت
رکھے۔ اور جب چاہے کہ ان میں سے کسی کو کوئی نصیحت کرے تو نہایت نرمی اور
محبت سے پیش آئے اور یہ کہ اگر ان میں سے کسی کو مقصد حاصل ہو جائے تو اس پر
حسد نہ کرے پس اگر وہ واقعی ان یاران طریقت میں سے کسی کو تکلیف و رنج پہنچائے گا
تو وہ ایذا رسانی اپنی ہی خواری اور ناامیدی کا باعث ہو گی۔ نیز کوئی چیز اپنے لئے بلا
شرکت اُن کے روا نہ رکھے۔ اور اگر ان میں سے کوئی اس کے ساتھ فخر و تکبر سے پیش
آئے۔ تو اس کی مانند ہو کر اس کا مقابلہ نہ کرے بلکہ اس کے ساتھ پہلے سے زیادہ
خندہ پیشانی اور خوش کلامی سے پیش آئے اور یہ کہ اگر کوئی اُن میں سے کوئی ایک
اُن ہی کے ساتھ بدی کرے تو اس بدی کنندہ کا ساتھ نہ دے اور اگر وہ ان برادران
طریقت میں سے کسی کو نسبی یا کسبی طعنہ دیتا ہو تو اس کو لعنت ملامت کرے اور
ایسا کرنے سے منع کرے اس صورت میں کہ وہ اُن کی نیکی بدی سے پورا واقف ہو
اور یہ کہ جس طرح ان پیر بھائیوں میں سے جو بلحاظ عمر یا رتبہ بڑے ہیں کے ساتھ
سلوک یا برتاؤ کرتا ہے اسی طرح چھوٹوں اور کم حیثیت پیر بھائیوں کے ساتھ پیش
آئے۔ اور اگر ان سے کوئی غائب یا غیر حاضر ہو تو جس طریقہ سے ممکن ہو دوسروں سے

دریافت کرے اگر اس کو ضرورت درپیش ہو تو اس کی مدد کرے اور زور لگا دے جتنی کہ اس میں سکت و طاقت ہو اور یہ کہ ان میں سے کوئی ایک بوجہ عدم ادائیگی قرض بہ تاریخ معینہ یا غیر معینہ کے قید ہو تو اس کو چھڑانے کے لئے اس کا قرضہ ادا کرنے میں امداد کرنے کی کوشش کرے اور یہ کہ جس کسی کو مرشد نے ان میں سے مقدم مقرر کیا ہو اس کی پیروی کرے اور اس کی خدمت گذاری میں کوشش کرے خواہ وہ عمر میں اس سے کتنا ہی چھوٹا ہو اور تمام مریدوں پر یہی واجب ہے کہ جس کو مرشد نے مقدم کیا ہو۔ اس کی اقتدا کریں اور اس کے گذشتہ گناہ اور بدکاریاں اس کو نہ جتائیں اور یہ کہ اپنے نفس کے متعلق یہ مکمل اعتقاد رکھے کہ میرا نفس ان سب سے کمتر ہے۔ نہ یہ کہے کہ میں اس سے اچھا ہوں نہ یہ کہے کہ فلاں فلاں سے اچھا ہے۔

وہ آداب جو مرید کو اپنے نفس اور ذات کے متعلق واجب الادا ہیں

یہ وہ آداب ہیں کہ جن پر مرید کو بذات خود قائم رہنا اور عمل کرنا ضروری ہے چنانچہ وہ آداب عاجزی بھوک و تذلیل نفس خود ہیں۔ ساتھ ہی نفس کو تمام نیک اعمال سے قابو میں لانا اور اس کے اثرات سے منہ موڑنا اور اس کی خواہشوں کو ترک کرنا بھی ہے یہاں تک کہ اسی مخالفت کارِ نفس میں ہی موت آجائے۔ یعنی آخری دم مرگ تک نفس امارہ کی مخالفت میں کوشاں رہے اور یہ کہ اس دنیا میں مجاہدہ اور پرہیزگاری

اختیار کرے تاکہ یہ نفس امارہ دنیا کی طرف راغب نہ ہونے پائے بلکہ اس کو ملعون و مبغوض جانے اور اس کی محبت نہ رکھے کیونکہ دنیا کی محبت سالک کو خدا تعالیٰ کے قرب سے دور رکھتی ہے اور یہ کہ اپنے نفس امارہ کے ساتھ اس طرح کا جہاد کرے جس طرح کا جہاد کرنے کا حق ہے کیونکہ جو کوئی مجاہدہ نہیں کرتا مشاہدہ نہیں پا سکتا اور جو کوشش کرتا ہے مشاہدہ پا لیتا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنی جو لوگ ہمارے دین کے راستہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ان کو اپنا راستہ دکھا دیں گے۔ جو کوئی اپنے زعم میں خداوند تبارک و تعالیٰ تک پہنچنے کا یقین نہیں رکھتا۔ یہ اس کی سراسر جہالت ہے اس کو سوائے لاحاصل کے کچھ حاصل نہیں ہوگا اللہ حد و دا اور جہات سے پاک ہے۔ کوئی ملک یا سمت یا دلائت نہیں ہے جس میں گھیرا ہوا ہو اور نہ ہی اس کا کوئی مکان ہے کہ فنا ہو۔

علاوہ ازیں یہ کہ نفس کی غفلت کے باعث عیش و آرام میں نہ پڑے اور نہ ہی عبادات اور عملیات کو بوجہ کمیابی مشاہدہ کے ترک کرے اور یہ کہ تہائی رات آخر میں نہ سوئے اور یہ کہ نوجوان اور بیگانہ عورتوں کی صحبت سے خواہ آپس میں بھائی بہن تصور کیا ہو ہمیشہ بچتا رہے۔ بجز اس صورت میں کہ نامزدگان خود اس کے حقیقی بھائی یا بہنیں ہوں اور یہ کہ ماسوائے حکم مرشد ایک قدم بھی خواہ وہ ماں باپ کی خدمت کے متعلق ہی اٹھا کر نہ رکھے۔ کیونکہ سالک کے لئے ایسا فعل محبت الٰہی اور

حقوق خلق سے گرا دیتا ہے اگر بالفرض دو حقوق باہم لاحق ہو جائیں تو اوّل حق خدا تعالیٰ
کے لئے ہے۔ دوسرے کے حق سے اللہ تعالیٰ کا حق مقدم جانے۔ نیز آنکہ حقوق
والدین سے حقوق مرشد کو ترجیح دینا اور فائق جاننا بہت سی وجوہ کے باعث ہے
اول یہ کہ مرشد ان کو راہ راست کی طرف راہنمائی کرتا ہے مگر والدین کو نہ تو قرب
خدا حاصل ہے اور نہ راہ کی واقفیت۔ دوم یہ کہ مرید کو گناہ کی خواری اور بربادی سے
نکال کر عزّت و طاعتِ حق کی طرف لاتا ہے۔ مگر والدین میں یہ خاصیت نہیں۔ سوئم یہ
کہ مرشد اس کو بدبختی کے راستہ سے جو اس نے جہل و نادانی کے باعث اختیار کیا ہوا
ہے ہٹا کر سعادتِ ابدی کی طرف لے آتا ہے۔ مگر والدین ایسا کرنے سے قاصر ہیں۔
چہارم یہ کہ مرشد اس کو زندگانی دنیا میں زہد و عبادت اور مجاہدہ و ریاضت کی
ترغیب اور آخرت کے گھر کی رغبت دلاتا ہے مگر والدین میں یہ طاقت کہاں۔ پنجم یہ کہ مرشد
قیامت کے روز کی مصائب اور خوف و ہراس سے رہائی دلانے کا اور ہمیشگی اور سرمدی
نعمتوں کے عطا کرانے کا ذریعہ ہے۔ حالانکہ والدین میں یہ طاقت نہیں بلکہ وہ راہِ راست
سے اس کو مخالف سمت کی طرف لے جانے والے ہیں۔ چنانچہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم
کا فرمان ہے۔ کہ لَوْ جَازَ السُّجُوْدُ لِغَیْرِ اللّٰہِ لَسَجَدَ الْمُتَعَلِّمُ
لِلْمُعَلِّمِ وَالْمَرْأَۃُ لِزَوْجِھَا۔ یعنی اگر سجدہ غیر خدا تعالیٰ کے لئے
جائز ہوتا۔ تو شاگرد کے لئے استاد کے حق میں اور عورتوں کے لئے خاوند کے لئے
ہوتا۔ نیز دوسری روایت میں منقول ہے کہ لَوْ اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ یَسْجُدَ

لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمُتَعَلِّمَ اَنْ يَّسْجُدَ لِلْمُعَلِّمِ وَالْمَرْاَةَ لِزَوْجِهَا لِكَثْرَةِ الْحُقُوْقِ الْوَاجِبَةِ عَلَيْهَا ۝

یعنی اگر میں کسی دوسرے کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو شاگرد کو بحق استاد اور عورت کو بحق خاوند ان کثرت حقوق کے باعث جو ان پر واجب ہیں دیتا۔

نیز اپنے وردو وظائف کو کبھی ترک نہ کرے نہ ناغہ ہونے دے کیونکہ جس روز وظیفہ و ورد ترک ہو جائے گا اس روز امداد غیبی منقطع ہو جاوے گی پس جو شخص ورد کا تارک ہے اس کے لئے کوئی امداد غیبی نہیں ہے لہذا چاہیئے کہ ہمیشہ اداب ورد و وظائف کو ملحوظ خاطر رکھے اور ان کے حقوق کی ادائیگی کو مکمل طور پر ادا کرے۔ یُوَفِّقُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی ۝

وہ آداب جو ذکر فکر ورد و وظائف کی حالت میں واجب الادا ہیں

چنانچہ ذکر کے آداب بیس ہیں، پانچ شروع کرنے سے پہلے بارہ ذکر حالت میں، اور تین ذکر ختم کر لینے کے بعد۔ پس قبل از آغاز ذکر پانچ اداب ذکر یہ ہیں اوّل غسل و وضو دوئم توبہ استغفار سوئم خاموشی چہارم سکون پنجم اپنے ہادی و مرشد کے وسیلے سے امداد ملنے کا مکمل اعتقاد اور یہ بھی یقین رکھنا کہ اس کی امداد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔

نیز وہ جو بحالتِ ذکر بارہ ہیں۔ ان میں سے پہلا آداب منہ قبلہ کی طرف کرنا اور قعدہ نماز کی صورت میں بیٹھنا۔ دوسرا اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں زانوں پر رکھنا۔ تیسرا آنکھوں کو بند رکھنا۔ چوتھا۔ پاک وصاف اور پانچواں اندھیرے مکان میں بیٹھنا۔ چھٹا اس ذکر معلّمہ کے ذریعہ حصولِ مقصد پر کلّی اعتماد رکھنا۔ ساتواں خلوصِ نیّت آٹھواں بدن اور کپڑوں کو خوشبو لگانا۔ نواں مکان (معبد خانہ) میں خوشبودار بتیاں جلانا۔ دسواں اپنے دل سے خطرات وخیال کا دور کرنا۔ گیارہواں خفی اشاعت یعنی لا اِلٰہَ اِلّا اللّٰہُ کے معنوں کو خیال میں رکھنا۔ بارھواں مرشد کے تصوّر کو دل میں قائم کرنا۔ اس طریقہ سے کہ ایک دم بھی غفلت نہ ہو۔ جاننا چاہیئے کہ دل کا تعلق تصوّرِ شیخ کے ساتھ ہے اور اس راہِ سلوک میں وجودِ مرشد کا تصوّر تمام حالات میں مقدّم ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔ پہلے مخلص ہمراہ اس کے بعد راہ۔

پھر بعد از اختتامِ ذکر تین آداب یہ ہیں اوّل خاموشی اور آرام و دوم تصوّر شیخ ہمراہ پاس انفاس اور اپنے نفس کو ذلیل وخوار جاننا حقیر سمجھنا مردود اور برا جاننا سوئم۔ ذکر کے بعد پانی نہ پینا۔ کیونکہ پانی پینا گرمئ شوق و وجد کو مردہ کر دیتا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ وجد اگر زبر سے پڑھا جائے تو اس کے معنی طاقت ور ہونے یا پالینے کے ہیں اور اگر زبر سے پڑھا جائے تو غمگین ہونے یا عاشق ہونے کے ہیں اور عام طور پر یہ ذوق شوق کی حالت کو جو صوفیاں کو بحالتِ سماع پسند حاصل ہوتی ہے کہتے ہیں اور یہاں یہی مراد ہے۔

پس جہاں تک مجھے علم ہے کسی پیرِ کامل نے ذکر سے فارغ ہونے کے بعد کم از کم آدھ

گھنٹہ سے پہلے کسی ذاکر کو پانی پینے کی اجازت نہیں دی۔ اس لئے تجھے لازم ہے کہ ذکر کرنے کے بعد ہرگز جلدی سے پانی نہ پیتا۔ ورنہ امدادِ غیبی سے محروم رہ جائے گا ذکر کرنے کے بعد ایک گھڑی پانی میں صبر کرے تاکہ اپنے مقصود پانے میں فتح حاصل کرے۔ اگر بفرضِ محال وجد و محبت یا وجد و محبت کی آگ اس کے وجود میں اس قدر بڑھ جائے کہ صبر ناممکن ہو۔ تو جس طریقہ سے ہمارے پیشواؤں نے اجازت دی ہے پانی کا استعمال کرے اور پانی پینے میں یہ احتیاط رکھنا لازمی ہے کہ سخت پیاس کی حالت میں بھی عادت سے زیادہ نہ پیوے۔ وَاللّٰہُ ھَادِیْ وَمِنْہُ التَّوْفِیْق۔

تقرب الٰہی کیلئے اسمائے اصول و فروع کا بیان

اسم اصول و توجہ

اسمائے اصول و فروع بتقریب الی اللہ تعداد میں تیرہ ہیں۔ چنانچہ اسمائے اصول سات اور اسمائے فروع چھ ہیں۔ پس سات اسمائے اصول جو ہیں۔ وہ ساتوں نفسوں کیلئے ہیں اور ہر ایک نفس کا علیحدہ علیحدہ نام ہے۔ پس ہر اسم کے لئے تعداد مقرر ہے اور توجہ کی ضرورت ہے ہر ایک نفس کے لئے پڑھے جاتے ہیں۔ چنانچہ ہر نفس کے متعلق سیر ہے عالم ہے۔ محل ہے۔ ورد ہے نور ہے اور ذکر ہے۔

پس اسم اوّل برائے نفسِ امّارہ جو کہ سب سے زیادہ گناہوں کی طرف مائل کرنے والا نہایت سختی سے دنیاوی لذتوں کی طرف کھینچ لے جانے والا۔ اور بدکاریوں اور خواہشات

وغیرہ کی طرف راغب کرانے والا ہے کے لئے۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ۔

اسم دوئم برائے نفس لوامہ:۔ نفس لوامہ وہ نفس ہے۔ جو نور دل کی ہدایت کے باعث گناہ کے وقوع پذیر ہونے پر اپنے آپ کو سخت ملامت کرتا ہے اور یہ نفس صلحا اور اولیا کو حاصل ہے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کی قسم اٹھائی ہے۔ لَا اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَہ

اسم سوم برائے نفس ملہمہ:۔ نفس ملہمہ وہ نفس ہے۔ جو از قسم نیکی کے خیالات دل میں ڈالتا ہے اور خواب میں ظاہر کرتا ہے۔

اسم چہارم برائے نفس مطمئنہ:۔ نفس مطمئنہ وہ نفس ہے۔ جو بری خصلتوں سے پاک اور نیک خصلتوں سے متصف ہو کر حضور الٰہی میں فائز ہو کر اطمینان کو پہنچتا ہے اس لئے اس کا نام نفس مطمئنہ رکھا گیا ہے مصداق آیہ کریمہ یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ تا آخر

اسم پنجم برائے نفس راضیہ:۔ نفس راضیہ وہ نفس ہے جو مصداق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کی ماہیت پر آکرتا ہے ارضائے الٰہی پر راضی ہو جانے کی ترغیب دیتا ہے۔

اسم ششم برائے نفس مرضیہ:۔

اسم ہفتم برائے نفس کاملہ:۔

مرید کے لئے لازم ہے کہ پہلے مطابق تعداد معینہ اسم اصول متعلقہ ہر نفس کا ورد کرے۔ اس کے بعد اسم توحید جو کہ وردشدہ اسم اصول کی طرف منسوب ہے۔ نیز یہ کہ جو اسم مقرر کئے گئے ہیں۔ ان کی جگہ کوئی دوسرا اسم نہ بدلا جائے جب تک اس اسم کی جگہ دوسرا اسم بدلنے

کا مستحق نہ ہو جائے یعنی مرشد کے اشارہ سے یا جناب باری تعالیٰ کی امداد و فیض سے جو
نشانوں اور علامتوں سے تجھ پر ظاہر ہوں۔ یا بحکم ظاہری مرشد کے جو اس نے بتلایا ہو
تبدیل کر۔ پس یہ اسمائے متبرکہ ان طریقوں اور ترکیبوں علامتوں کے ساتھ پڑھ تاکہ پڑھنے والے کو
مجلّٰی و منور کر کے چمکا دیں۔ اور ہر نفس کے متعلقہ اطوار، علامتیں اور رنگ وغیرہ جیسے معلوم
ہیں۔ پس اس بھید کو یاد رکھ اور مخفی رکھ مگر جو مستحق ہے اس پر بیشک ظاہر کر۔ پھر جب ساتواں قسم کے
اسماء اصول کے ورد سے فراغت حاصل کر لے تو پھر اسم فروع ہر شش قسم یکے بعد دیگرے
کا ورد شروع کر۔ جب ان کا ورد بھی ختم ہو جائے تو پھر شروع سے اسم اوّل اصول شروع کر
دے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے راز کھول دے۔ پس لازمی امر یہ ہے کہ
نیّت خالص کے ساتھ اور تن تنہائی کی حالت میں عاجزی اور گڑگڑاہٹ کے ساتھ ذکر میں مشغول
رہے۔ وَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

(۱) اسم اوّل اصول یہ ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اس کے ورد کی تعداد ایک لاکھ
بار ہے اور اس کی توجہ یہ ہے: اِلٰهِیْ اَظْهِرْ عَلٰی ظَاهِرِیْ سُلْطَانَ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحَقِّقْ بَاطِنِیْ بِحَقَائِقِ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْرِقْ
ذَاتِیْ ظَاهِرِیْ بِاِحَاطَةِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَاحْفَظْنِیْ اَللّٰهُمَّ لَکَ فِیْ مَرَاتِبِ وُجُوْدِکَ بِشُهُوْدِکَ
وَصِفَاتِکَ حَتّٰی لَآ اَشْهَدُ غَیْرَ اَفْعَالِکَ وَصِفَاتِکَ بِوُجْهِکَ

اَلْحَقُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ھُو — یہ اسم خاص نفس امارہ کے لیے ہے۔ تسیر اس کی اِلیٰ اللّٰہ یعنی اللہ کی طرف اور جہاں اس کا یہ جہاں اور جائے رہائش (محل) اس کی سینہ اور حال بھی اس کا توجہ و خواہش جانب خدا اور ورد اس کا شریعت ہے اور نور اس کا نیلا مائل سیاہی (کبود) ہے۔

(۲) اسم دوم اصول اللہ ہے تعداد ورد اس کی اٹھتر ہزار چوراسی بار ہے۔ اور توجہ اس کی یہ ہے۔ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ اِلٰهِیْ دُلَّنِیْ بِكَ عَلَیْكَ وَارْزُقْنِی الثَّبَاتَ عِنْدَ وُجُوْدِكَ لِاَكُوْنَ مُتَاَدِّبًا بِهٖ بَیْنَ یَدَیْكَ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ اِلٰهِیْ بِعَظَمَتِكَ وَجَلَالِكَ اُرْزُقْنِیْ حُبَّكَ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ اِلٰهِیْ اِجْعَلْ قَلْبَ عَبْدِكَ الضَّعِیْفِ مَظْهَرًا لِذَاتِكَ وَمُتَّبِعًا لِاٰیَاتِكَ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ۔

مذکورہ بالا اسم نفسِ لوامہ کے لئے ہے پس سیر اس کی للّٰہ ہے اور عالم اس کا برزخ ہے یعنی میانہ یا بیچ وہ زمانہ کہ مرنے کے وقت سے لے کر قیامت تک ہے اور محل اس کا دل ہے جو بائیں جانب پستان کے نیچے بقدر چار انگل یا دو انگل کے ہے اور حال اس کا محبت ہے اور وارد یعنی آنا اور راہ بتلانا اس کا طریقت ہے اور نور اس کا زرد ہے۔

(۳) اسم سوم اصول ھُو ہے اور اس کے ورد کی تعداد چوالیس ہزار چھ سو چھتیس بار ہے اور توجہ اس کی یہ ہے۔ یَاھُوَ یَاھُوَ یَاھُوَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ یَاھُوَ یَاھُوَ یَاھُوَ حَقِّقْ بَاطِنِیْ بِسِرِّ هُوِیَّةِ ذَاتِكَ وَافْنِ مِنِّیْ اَنَانِیَّتِیْ اِلٰی اَنْ

اَنْ تَصِلَ اِلٰی هُوِیَّتِهٖ ذَاتِکَ الْعُلِیَّةِ یَا مَنْ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ اَفْنِنِیْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ غَیْرِکَ وَخَفِّفْ عَنِّیْ ثِقَلَ کَثَائِفِ الْمَوْجُوْدَاتِ وَامْحُ عَنِّیْ نُقْطَةَ الْغَیْرِیَّةِ لَا شَاهِدَ کَ وَلَا اَوْیَ غَیْرُکَ یَاهُوَ یَاهُوَ یَاهُوَ لَا سِوَاکَ مَوْجُوْدٌ لَا سِوَاکَ مَعْبُوْدٌ لَا سِوَاکَ مَقْصُوْدٌ یَا وَاجِدَ الْوُجُوْدِ یَا اَللّٰهُ یَاهُوَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

مندرجہ بالا اسم ھو نفس لمہمہ کے لئے ہے اس کی سیر ورفتار علی اللہ عالم اس کا ارواح ہے۔ عالم سے مراد اصطلاح صوفیہ کرام میں عالم حقیقت یا عالم غائب یا عالم ملائکہ و عالم ارواح بھی پر جاوی ہے۔ اور محل یا مقام اس کا روح ہے جو سینہ کے دائیں جانب عین قلبی لطیفہ کے مقابل ہے اور حال اس کا عشق ہے اور دارد (آنا اور راہ بتلانا) اس کا معرفت ہے اور نور اس کا سرخ ہے۔

(۴) اسم چہارم اصول حیؔ ہے۔ اس کے ورد کی تعداد بیس ہزار یا نوے بار ہے۔ ۲۰۰۹۲
اور توجہ اس کی یَا حَیُّ یَا حَیُّ یَا حَیُّ اِلٰھِیْ اَحْیِنِیْ حَیٰوةً طَیِّبَةً وَ اَسْقِنِیْ شَرَابَ مُحَبَّتِکَ اَعْذَبَهٗ وَ اَطْیَبَهٗ یَا حَیُّ یَا حَیُّ یَا حَیُّ اِلٰھِیْ حَقِّقْ حَیَاتِیْ یَا حَیُّ یَا حَیُّ یَا حَیُّ اِلٰھِیْ اَحْیِ رُوْحِیْ بِکَ حَیَاةً اَبَدِیَّةً وَمَتِّعْ سِرِّیْ بِسِرِّکَ فِی الْحَضْرَةِ الشُّهُوْدِیَّةِ وَامْلَأْ قَلْبِیْ بِالْمَعَارِفِ الرَّبَّانِیَّةِ وَاَطْلِقْ لِسَانِیْ بِالْعُلُوْمِ اللَّدُنِّیَّةِ یَا حَیُّ یَا حَیُّ یَا حَیُّ۔

یہ اسم چہارم خاص نفس مطمئنہ کے لیے ہے۔ سیر اس کی مِنَ اللّٰہِ ہے۔ اور عالم اس کا حقیقت محمدی ہے اور محل یا جگہ یا لطیفہ اس کا سر ہے جو مابین دائیں اور بائیں پہلو کے، کہ فم معدہ ہے۔ اور حال اس کا وصل ہے اور وارد اس کا یعنی آنا اور راہ بتلانا حقیقت سے ہے اور نور اس کا سفید ہے۔

(۵) اسم پنجم اصول وَاحِدٌ ہے اور تعداد ورد اس نام کی تر انوے ہزار چار سو بیس ہے۔ اور توجہ اس کی۔ یَا وَاحِدُ یَا وَاحِدُ یَا وَاحِدُ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْمَوْجُوْدُ اِجْعَلْنِیْ مَوْجُوْدًا بِنُوْرِ وَحْدَانِیَّتِكَ مُؤَیَّدًا بِالشُّھُوْدِ اَسْئَلُكَ یَا وَاحِدُ یَا وَاحِدُ یَا وَاحِدُ اِلٰھِیْ اَنْتَ الْمَوْجُوْدُ فِیْ ذَاتِكَ الْعَلِیَّۃِ بِاُلُوْھِیَّتِكَ یَا وَاحِدُ یَا وَاحِدُ یَا وَاحِدُ۔

یہ اسم مذکورۃ الصدر نفس راضیہ کے لئے مخصوص ہے اور سیر اس کی فی اللہ ہے اور عالم اس کا لاہوت یعنی عالم ذات الٰہی ہے جہاں سالک کو اس مقام میں مرتبہ فنا فی اللہ کا حاصل ہوتا ہے اور مرتبہ صفات کو جبروت اور مرتبہ اسماء کو ملکوت کہتے ہیں۔ محل اس کا سر السر یعنی مغز ہے اور حال اس کا فنا ہے اور وارد اس کا نہیں ہے اور نور اس کا سبز ہے

(۶) اسم ششم اصول یا عزیز ہے۔ اس کے ورد کی تعداد چھ ہتر ہزار چار سو چالیس ہے۔ توجہ اس کی یَا عَزِیْزُ یَا عَزِیْزُ یَا عَزِیْزُ اِجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِكَ الْعَزِیْزِ الذَّاكِرِیْنَ یَا عَزِیْزُ یَا عَزِیْزُ یَا اِلٰھِیْ عَزِّزْنِیْ بِعِزَّتِكَ یَا عَزِیْزُ یَا عَزِیْزُ یَا عَزِیْزُ اِلٰھِیْ وَاجْعَلْنِیْ مُکَرَّمًا یَا عَزِیْزُ یَا عَزِیْزُ

یَا عَزِیْزُ۔

اسم مذکورۃ الصدر نفسِ مرضیہ کے لئے ہے۔ سیر اس کا عَنِ اللہ ہے عالم اس کا شہادت
ہے۔ اس کو عالم مشاہدہ اور عالم مخلوق بھی کہتے ہیں۔ جو کہ عرش و کرسی سات آسمان اور ساتوں
زمینوں معہ اس کے فرشتے کے جو تمام زمین کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر سنگ مرمر پہ
کھڑا ہے اور معہ اس گائے کے کہ جس نے سنگِ مرمر کو اپنے سینگوں پر رکھ کر ایک سیاہ
پتھر پہ کھڑا ہے۔ معہ اس بڑی مچھلی کے کہ جس نے اس سیاہ پتھر کو اپنی گردن پہ رکھا ہوا ہے۔
اور معہ ایک دریائے عظیم کے جو ساکن ہے۔ کہ معہ اس ہوا کے جس پہ وہ دریا قائم ہے یہ
سب کچھ عالم مشاہدہ میں محسوس ہے۔ اور حال اس کا حیرت اور ورد اس کا بعض اسرار شریف
ہیں اور نور اس کا سیاہ ہے۔

(۱۱) اسم ہفتم اصول یَا وَدُوْدُ ہے، اس کے ورد کی تعداد بیس ہزار دس ہے۔ توجہ اس
کی یہ ہے۔ یَا وَدُوْدُ یَا وَدُوْدُ یَا وَدُوْدُ اِلٰھِیْ اَعْطِنِیْ وَدًّا فِیْ قَلْبِیْ
اِلٰھِیْ اجْعَلْ لِیْ عِنْدَكَ عَھْدًا وَّاجْعَلْ لِیْ فِیْ صُدُوْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ
الْعَارِفِیْنَ مَوَدَّۃً اِلٰھِیْ اَکْفِنِیْ شَیْئًا مَنْ کَفَیْتَہٗ وَکَفَیْتَہٗ
بِیَدِكَ۔

اسم اصول مذکورۃ الصدر نفس کاملہ کے لئے۔ سیر اس کی با اللہ ہے اور عالم اس کا
وحدت کو کثرت میں اور کثرت کو وحدت میں دیکھنا ہے۔ اس کی جگہ یا لطیفہ اخفا ہے۔ اور
مقام اس کا سر کی پیشانی یعنی سر کا اگلا حصہ ہے۔ اور حال اس کا بقا ہے۔ اور ورد اس

کا تمام نیک اوصاف جو نفسوں کے ذکر میں بیان ہو چکے ہیں۔ اصول السبع ختم ہو چکے۔

اسمائے فروع کی تفصیل

اسمائے فروع یہ چھ ہیں۔ حَقٌّ۔ قَهَّارٌ۔ قَیُّوْمٌ۔ وَهَّابٌ۔ مُهَیْمِنٌ۔ بَاسِطٌ۔ پس اسمائے اصول و اسمائے فروع متذکرۃ الصدر کل تیرہ ہوئے اور انہی میں اسم اعظم ہے اور ہر ایک چیز اللہ تعالےٰ کے علم میں ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اسمائے فروع کے ہر ایک اسم کے ورد کی تعداد ایک ایک لاکھ ہے۔ یعنی حَقٌّ ایک لاکھ بار قَهَّارٌ ایک لاکھ بار۔ قَیُّوْمٌ ایک لاکھ بار وَهَّابٌ ایک لاکھ بار مُهَیْمِنٌ ایک لاکھ بار بَاسِطٌ ایک لاکھ بار

پس میرے اس کو غیر سے پوشیدہ رکھنا اور محفوظ رکھنا تم پر لازم ہے اور ہر ورد کو اس کے معینہ محل میں بطور امانت رکھنا اور پرہیزگاری پہ قائم رہنا ضروری ہے۔ تاکہ اپنے مطلب کو پہنچے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

جاننا چاہیئے۔ کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرمایا کرتے تھے اور جہان کے لئے نصیحت فرماتے تھے۔ کہ اے مخلوق عالم تمہارا رب ایک ہے۔ باپ تمہارا ایک ہے۔ عربوں کو عجمیوں پر کوئی فضیلت نہیں، نہ عجمیوں کو عربوں پر ہر ایک کی بزرگی پرہیزگاری پر ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ یعنی تم میں سب سے بزرگ خداوند تعالےٰ کے نزدیک

سب سے زیادہ پرہیزگاری ہے۔ پس سب سے زیادہ بزرگ و قابل تعظیم وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار اور نیکوکار ہے ان وجوہ کے باعث وہی خدا کا مخلص ہوگا۔ چنانچہ حضور مرشد پاک فرماتے ہیں۔ اگر تقوےٰ اعمل ریاضت اور مجاہدہ کے ساتھ ہو۔ تو وہ شخص یقیناً ولی حقانی ہے۔ پس تقوےٰ سے مراد اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہنا ہے۔ اس کی ہر حکم کی تعمیل پر مستعد رہنا اور اس کی رضا پر راضی رہنے کا نام ہے۔

بعض کتابوں میں اسمائے اصول ہفتگانہ اس طرح درج ہیں۔ اول لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دوئم اَللّٰہُ سوئم ھُوْ چہارم حَقٌّ پنجم حَیٌّ ششم قَیُّوْمُ ہفتم قَہَّارٌ یا صَمَدٌ

پس ان اسماء اصول و فروع کا ورد کرنے سے پہلے سالک کو لازم ہے کہ اپنے مرشد سے اجازت حاصل کرے تفاوت الفاظی کو دفع کر کے حقیقی اسم کا سبق دے کر اجازت ورد دے گا۔ ورد کرنے کے بعد یہ درود شریف کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النُّوْرِ الذَّاتِیِّ السَّارِیْ سِرُّہٗ فِیْ جَمِیْعِ اٰثَارِ الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِکَ مُضَاعَفًا بِدَوَامِ مُلْکِکَ وَاَمْلِ یَنْلَکَ۔

اس درود شریف کا ایک بار پڑھنا ثواب کے لحاظ سے ہزار درودوں کے پڑھنے کے برابر ہے اس کے متعلق بزرگان اور اہل کشف نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تمام دینی و

دنیاوی مقاصد برآری کے لیے پڑھا جاتا ہے۔ وَبِاللّٰہِ التَّوفِیق
نیز ایک اور روایت میں اسمائے مندرجہ سات اور بھی ہیں یہ دونوں مل کر چودہ
ہو جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ حَیٌّ قَیُّومٌ۔ سَرِیعٌ مُبِینٌ کَبِیرٌ مُتَعَالٌ
فَتَّاحٌ عَلِیمٌ۔ عَزِیزٌ قَدِیرٌ مَلِکٌ قُدُّوسٌ۔ ھَادِیٌ
خَبِیرٌ پس بروز اتوار حَیٌّ قَیُّومٌ کا ورد ۱۹۴ بار۔ بروز سوموار سَرِیعٌ
مُبِینٌ کا ورد ۲۲۴ بار اور بروز منگل کَبِیرٌ مُتَعَالٌ کا ورد ۷۷۳ بار
بروز بدھ فَتَّاحٌ عَلِیمٌ کا ورد ۶۲۹ بار بروز جمعرات عَزِیزٌ قَدِیرٌ کا
ورد ۴۸۰ بار۔ بروز جمعہ ملک قدوس کا ورد ۲۹۰ بار بروز ہفتہ
ھَادِیٌ خَبِیرٌ کا ورد ۲۳۲۰ بار بروز اتوار کرنا ضروری ہے جو نماز تہجد کے
بعد ہونا چاہیئے اللہ تعالیٰ اس کو جو راہ مستقیم کی طرف جانا چاہے اپنے فضل و کرم سے راہ
دکھائے گا۔

ساتوں نفسوں اور اُن کی صفتوں کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ
حمد و درود کے بعد جاننا چاہیئے کہ اس قالب انسانی میں سات نفس

یں۔ اور ہر نفس اپنی اپنی صفت سے متصف ہے۔ ان میں سے ہر ایک کا نام علیحدہ علیحدہ
ہے۔ اور ہر ایک کا کام بھی بلحاظ صفت جدا جدا ہے۔ چنانچہ ان سے نجات حاصل
کرنے کا واحد ذریعہ خلوت (چلہ کشی) ہی ہے۔

(۱) نفس امارہ ہے۔ اس کی صفتیں کنجوسی، بخیلی، حرص و آز، بیوقوفی، بدی، کینہ اور
غضب و غصہ وغیرہ ہیں۔ اور ان صفات سے نجات حاصل کرنا اسم اول سے ممکن ہے وہ اسم لا الٰہ
الا اللہ ہے اس کے ورد کی تعداد ستر ہزار بار ہے۔ چنانچہ بعد طہارت و وضو دو رکعت نماز نفل گزارے
ہر رکعت میں ایک بار سورۃ فاتحہ اور بعد اس کے جو سورت کہ چاہیئے پڑھے۔ پس سلام پھیرنے کے بعد یہ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَشْتَرِیْ مِنْكَ نَفْسَ الْاَمَّارَۃَ بِھٰذِہٖ السبعین اَلْفًا

یعنی اے خداوند تعالےٰ میں ان ستر ہزار اسم گرامی کے عوض اپنا نفس امارہ تجھ سے خرید رہا
ہوں۔ پھر فرمان مرشد کے مطابق روزانہ ورد کرے۔

(۲) نفس لوامہ ہے اس کی صفتیں مکر، ہوا، خود بینی، اور خواہشات نفسانی اور
ہے۔ اور ان سے رہائی پانا اسم دوم سے ممکن ہے وہ اسم اللہ ہے اور اس کا ورد
ساٹھ ہزار بار ہے۔ پس اس کے ورد کرنے سے قبل پہلے کی طرح نماز گزارے اور کہے۔

اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اِشْتَرِیْ مِنْكَ نَفْسِیْ اللَّوَّامَہ بِھٰذِہٖ السِّتِّیْنَ اَلْفًا

یعنی اے خدا تعالےٰ میں ساٹھ ہزار اسم کے عوض اپنا نفس لوامہ خرید رہا ہوں۔
مطابق طریقہ اسم اور ورد شروع کرکے میعاد معینہ تک ختم کرکے اگلا اسم شروع کرے۔

(۳) نفس ملہمہ ہے اس کی صفتیں قناعت، سخاوت، علم، تواضع، توبہ اور صبر و

تحمل ہیں۔ اور ان سے رہائی پانا اسم سوم سے ممکن ہے اور وہ اسم ھُو ہے۔ تعداد
ورد اس کی پچاس ہزار ہے۔ پس پہلے کی طرح نماز ادا کرے۔ اور کہے۔ اَللّٰھُمَّ
اِنِّی اشْتَرِیْ مِنْكَ نَفْسِی الْمُلْهِمَةَ بِهٰذِهٖ الْخَمْسِیْنَ اَلْفًا
اے بارِ خدا میں پچاس ہزار اسم کے عوض اپنا نفس ملہمہ خرید رہا ہوں۔ پھر مطابق
طریقۂ اسم اوّل ورد شروع کر کے میعاد معینہ تک ختم کر کے اگلا اسم شروع کرے۔

(۴) نفس مطمئنہ ہے اس کی صفتیں بخشش۔ توکل۔ بردباری حقیقت و رضا اور شکر ہے۔
اور ان سے رہائی پانا اسم چہارم سے ممکن ہے اور وہ اسم حق ہے اور تعداد ورد اس
کے چالیس ہزار ہے۔ پس پہلے کی طرح نماز گزارے۔ اور کہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّی
اِشْتَرِیْ مِنْكَ نَفْسِی الْمُطْمَئِنَّةَ بِهٰذِهٖ الْاَرْبَعِیْنَ اَلْفًا
یعنی اے خداوند تعالےٰ میں تجھ سے اپنے نفسِ مطمئنہ کو ان چالیس ہزار اسم
کے عوض خریدتا ہوں۔

(۵) نفس راضیہ ہے اور اس کی صفتیں کرامات۔ زہد و ریاضت، ذکر و فکر اور عشق
ہے اور اس سے رہائی پانا اسم پنجم سے ممکن ہے اور وہ اسم حیّ ہے۔ اور اس کے
ورد کی تعداد تیس ہزار بار ہے۔ پس پہلے کی طرح نماز گزارے۔ اور کہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّی
اِشْتَرِیْ مِنْكَ نَفْسِی الرَّاضِیَةَ بِهٰذِهٖ الثَّلَاثُوْنَ اَلْفًا
یعنی اے بارِ خدا میں تجھ سے اپنے نفسِ راضیہ کو ان تیس ہزار اسم کے عوض خریدتا
ہوں۔ پھر مطابق طریقۂ اسم اول میعاد معیّنہ تک ختم کر کے اگلا اسم شروع کرے۔

(۶) نفس مرضیہ۔ اس کی صفتیں حسنِ خلق۔ نرمی۔ قربِ خدا۔ متابعت سنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اس سے رہائی پانا اسم ششم سے ممکن ہے۔ اور وہ قیُّومُ ہے اور اس کے ورد کی تعداد بیس ہزار ہے۔ پس پہلے کی طرح نماز گزارے اور کہے:۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَشْتَرِیْ مِنْکَ نَفْسِیَ الْمَرْضِیَّۃَ بِھٰذِہِ الْعِشْرُوْنَ اَلْفاً

یعنی اے بار خدا میں تجھ سے اپنے نفسِ مرضیہ کو ان بیس ہزار اسم کے عوض خریدتا ہوں۔ پھر مطابق طریقہ اسم اوّل میعاد معینہ تک ختم کر کے اگلا اسم شروع کرے۔

(۷) نفسِ کاملہ ہے جس کو صافیہ کہتے ہیں۔ اس کی صفتیں گوشہ نشینی عبادت زن و فرزند سے مفارقت ہے۔ خاموشی، سچائی۔ مددگاری۔ وفائے عہد اور فرمانبرداری وغیرہ احکام الٰہی ہیں اور وہ اسم قہار یا صمد ہے اس سے رہائی پانا اسم ہفتم سے ہے۔ اور اس کے ورد کی تعداد دس ہزار ہے پس پہلے کی طرح نماز ادا کرے۔ اور کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَشْتَرِیْ مِنْکَ نَفْسِی الصَّحِیْحَۃَ وَالصَّافِیَۃَ بِھٰذِہِ الْعَشَرَۃِ الْاٰلَافِ۔

یعنی اے بارِ خدا میں تجھ سے اپنے نفس کاملہ کو جو کہ خالص و خلوص و مصفا ہے ان دس ہزار اسم کے عوض خریدتا ہوں۔ جب تو ان نفسوں سے خلاص ہو جاوے تو خاصوں اور کاملوں سے ہو گا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

جدول مقامات صوفیہ اور اسما و صفات نفس ہائے ہفتگانہ

نمبر شمار								
۱	مقام	اول	دوم	سوم	چہارم	پنجم	ششم	ہفتم
۲	نفس	امارہ	لوامہ	ملہمہ	مطمئنہ	راضیہ	مرضیہ	کاملہ
۳	سیر	الی اللہ	للہ	علی اللہ	مع اللہ	فی اللہ	عن اللہ	باللہ
۴	عالم	شہادت	برزخ	ارواح	حقیقت محمدیہ	لاہوت	شہادت	کثرت در وحدت وحدت در کثرت
۵	محل	سینہ	دل	روح	سر	سر السر	خفی	اخفا
۶	حال	میل	محبت	عشق	وصل	فنا	حیرت	بقا
۷	وارد	شریعت	طریقت	معرفت	حقیقت	×	راز شریعت	تمام اکار
۸	نور	نیلا	زرد	سرخ	سفید	سبز	سیاہ	×
۹		کنجوسی حرص	تکبر ہوا	سخاوت	بخشش	کرامات	حسن خلق	گوشہ نشینی
۱۰	صفات	نادانی جہالت	خود بینی	قناعت	توکل	زہد و ذکر	و	زن و فرزند
۱۱		بدی کینہ	خواہشات نفس	علم	بردباری	عشق و	نرمی	سے تنہائی
۱۲		غصہ	قہر	تواضع	عبادت	پرہیزگاری	و	عبادت اور
۱۳		غفلت	غضب	توبہ صبر	رضا	و	اخلاق حسنہ	خاموشی سچائی
۱۴		اور	تکبر	تحمل مزاجی	اور	ترک ما سوی اللہ	قرب الٰہی	وفائے عہد
۱۵		شہرت	اور	اور	شکر	اور	اور متابعت	فرمانبرداری
۱۶		×	اغراض	خلوص	×	وفا	رسول اللہ	اللہ و رسول

بذریعہ خواب کشف ہائے سربستہ کے حالات کا اظہار اور انکا علاج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

امابعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (اَیْ لِيَعْرِفُوْنِ)۔ یعنی میں نے انسان اور جنوں کو پیدا نہیں کیا مگر عبادت اور پرستش کے لیے تاکہ وہ مجھے پہچانیں اور میری طرف مشغول ہوں۔

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام نے پروردگار سے عرض کی کہ اے باری تعالیٰ خلقت کو کیوں پیدا کیا جس کے جواب میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: كُنْتُ كَنْزًا مَّخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ یعنی میں ایک خزانہ مخفی تھا مجھے محبت ہوئی کہ پہچانا جاؤں بدیں وجہ خلقت کو پیدا کیا پس لفظ خَلَق کا اطلاق تمام مخلوق حتیٰ کہ پتھر، بت، مٹی وغیرہ پر ہے مگر مقصود و مراد انسان ہے اسی واسطے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ یعنی انسان کو ہم نے نہایت اعلیٰ ترکیب اور صورت پہ پیدا کیا۔ پس انسان کو معرفتِ خداوندی کے قابل بنایا اور دل انسان کو اپنے آپ کو ظاہر کرنے کے لیے آئینہ بنایا، تاکہ خداوند تبارک و تعالیٰ کے انوار جمال کے حصول کے لیے انسان نیکی اور صلاحیت کی طرف متوجہ ہوں۔

آدم علیہ السلام کی مٹی اللہ تبارک و تعالےٰ کے دست قدرت نے چالیس دن میں گوندھی
اور خمیر کی گئی پس اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا: اذا سویتہٗ ونفخت فیہ من روحی
یعنی کہ جب شکل و صورت درست کر لوں اور اس میں پھونکوں اپنا روح کہ میرا پیدا کردہ ہے
انسان کے درجہ کمال و بلند ترین احوال اور روشن ترین مقال کی طرف اشارہ ہے
اسی واسطے انسان تمام موجودات بلکہ ملائکہ مقربین سے بھی مخصوص شدہ ہے لہذا اللہ
تبارک و تعالیٰ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم دیا ہے۔ ان پر کتابیں بھیجی ہیں اور
پیغمبر مبعوث فرمائے ہیں جیسا کہ پیغمبروں میں سے ہر ایک پیغمبر نے ان کو راہ راست دکھایا
اور سکھایا ہے اور خاص طور پر اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جملہ پیغمبروں
سے افضل و اعلیٰ منتخب فرما کر ان کو راہ ہدایت و توکل کی طرف لانے کے لیے بھیجا ہے
کیونکہ انسان خود بخود اپنے نفس کی اصلاح نہیں کر سکتا۔ اور معارف حقیقی کی طرف متوجہ نہیں
ہو سکتا ہے۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔
یعنی جس کسی نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے خدا کو پہچان لیا پس ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین۔ سیدنا حضرت ابی بکر صدیقؓ حضرت عمر خطابؓ
حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہٗ اہل یقین ہیں۔ خداوند تعالیٰ ہمیشہ ان پر راضی
ہو۔ کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف خاص اسلام کا راستہ بتلایا۔ ان کے بعد مشائخ بزرگوار
ہیں جنہوں نے پروردگار عالم کے راستہ حق کی طرف گمراہوں کو ہدایت فرمائی جس طرح کہ
انہوں نے امت ہائے گزشتہ کے حال و قال اور تعبیر دیا اور حوادث و حوال کو دیکھا۔

اور حاصل کیا۔ پس مریدوں سے کوئی مرید اپنے نفس کی شکل خواب میں دیکھے (خدا تعالےٰ ان کے اخلاق کو پاک کرے اور ان کے نفسوں کو صلاحیت بخشے) تو مرید فی الفور اپنے واقع کو اپنے مرشد کے حضور میں ظاہر کرے۔ مرشد اس واقع کی پہچان کرے کہ کس دائرہ کے متعلق ہے اور مرید کو بتلائے تاکہ اس کو اپنا حال کما حقہٗ ظاہر ہو جائے۔ پس دائروں کے نام اور صفتیں حسبِ ذیل ہیں:۔

چنانچہ اول دائرہ امارہ ہے۔ دوم دائرہ لوامہ سوم دائرہ ملہمہ۔ چہارم دائرہ مطمئنہ، پنجم دائرہ راضیہ ششم دائرہ مرضیہ۔ ہفتم دائرہ کاملہ۔

اول دائرہ نفس امارہ ہے جو بدی کی طرف سخت ترین مائل کرنے والا۔ اور کفر و عناد کی صفتوں سے متصف ہے۔ پس جب انسان خواب میں سور یا کتا یا ہاتھی یا بچھو یا سانپ یا چوہا یا پسو یا جوں یا چرچڑیا گدھا یا ٹٹی خانہ یا اصطبل یا شراب یا بھنگ یا افیون یا اس کی مثل کوئی چیز شراب سے ملتی جلتی ہوئی ہو۔ گندھا پانی یا کیچڑ یا ٹھہرا ہوا پانی مثلاً تالاب یا جوہڑ یا جاری پانی جس کا رنگ سیاہ یا مٹی کے رنگ کا ہو۔ دیکھے تو سمجھے کہ یہ تمام صفتیں نفس امارہ کی ہیں پس انسان ان صفتوں سے متصف ہو۔ تو وہ خاص طور پر اپنے نفسیاتی خواہشوں کے تابع ہے۔ پس اس کو اپنے نفس امارہ کی صفائی کے لیے خدا کی یاد و عبادت کی سخت ترین ضرورت ہے اور ذکر کلمہ پاک کی طرف متوجہ ہونا لازمی ہے پس اس دائرہ امارہ کو حصولِ اسم سے پہلے منقطع کرے۔ اور ذکر کے تین اصول ہیں:۔ اوّل لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اس کا فروع لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ لَا مَحْبُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ

لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہ لَا مَطْلُوْبَ اِلَّا اللّٰہ لَا مُرَادَ اِلَّا اللّٰہ۔ اور ان
کے ورد کی تعداد ہر ایک کی پانچ پانچ لاکھ ہے۔ اسم نہ گانہ سے اسم اول ہے۔

دوسرا اصول اللّٰہ اور اس کا فروع یَا نُوْرُ یَا بَاسِطُ یَا اَللّٰہُ یَا نُوْرُ یَا
هَادِیْ یَا اَللّٰہُ یَا نُوْرُ یَا اللّٰہ یَا هَادِیَ یَا اللّٰہُ اور ان میں سے
ہر ایک کے ورد کی تعداد پانچ پانچ لاکھ ہے۔ تیسرا اصول هُوْ ہے اور اس کا
فروع یَا هُوْ اَنْتَ هُوْ یَا هُوْ اَنْتَ هُوْ یَا هُوْ اَنْتَ هُوْ یَا اَللّٰہ پس
ان میں ہر ایک کے ورد کی تعداد پانچ پانچ لاکھ ہے۔ یہ اصول اسمائے حسنہ سے ہے
جو اپنے اپنے مواقع پر ذکر کئے جاتے ہیں۔ یہ نہ گانہ اسماء سے اسم دوم ہے۔

مثال کے طور پہ دائرہ نفس امارہ اگر خنزیر کو خواب میں دیکھے۔ تو یہ صفت حرام ہے
اگر کتا دیکھے تو یہ صفت غضب و غصہ کی ہے۔ اگر ہاتھی دیکھے تو یہ صفت غرور کی ہے اور
سانپ صفت منافق کی ہے۔ اور بندر صفت سخن چینی کی ہے۔ اور بچھو صفت عذاب کی
ہے۔ اور ریچھ کی صفت خلقت سے پوشیدہ رہتی ہے محض اللہ تعالٰی کو معلوم ہوتی
ہے۔ لہذا وہ اپنے نفس کی خواہش کے تابع ہے۔ اور ریچھ اور جوں۔ چچڑی پیٹ سے
مراد ایسا گناہ کرنا ہے جو مکروہ ہو۔ اور گدھی کے ساتھ مباشرت کرنا ایسا کام کرے۔
جس سے اسے نفع نہ ہو۔ اور بٹی خانہ سے مراد محبت دنیا میں غرق ہونا ہے۔ پس جب شراب
کو چکھے۔ تو یہ صفت حرام کاری پہ دلالت کرتی ہے۔ اگر شراب دیکھے۔ مگر اس کو نہ چکھے
تو اس کے خیالات حرام کی طرف مائل ہوں گے۔ اگر شراب خانہ دیکھے تو اس کے

خیالات فاسدہ موجزن رہیں گے۔ ایسی قسم کی دوسری چیزیں خواب میں دیکھنے کا مطلب بھی دائرہ نفس امارہ سمجھ لیجئے۔ ہم نے کتاب ہذا کے طویل ہو جانے کے خوف سے قلیل الالفاظ اور کثیر المعنی عبارت پر اکتفا کیا ہے۔

دوم دائرہ نفس لوامہ ہے اس کی شکلیں اور صورتیں یہ ہیں۔ بھیڑ۔ بکری۔ گائے اونٹ۔ مچھلی۔ کبوتر۔ بطخ۔ مرغی۔ درخت کھجور۔ طعام ہائے پختہ۔ میوئے۔ کپڑا اسباب ہوا گھوڑا بے زین یا بجھا ہوا دیا یا لالٹین یا شمع۔ یا پکی ہوئی روٹی یا دوکانات یا عمارات یا محل یا بارہ دری یا ان کی مانند دیگر عمارات یا شہد یا گنا یا شربت تو ان کو دائرہ نفس لوامہ کہا جاتا ہے پس جب ان صفتوں اور خیالات سے متصف ہو۔ اور ساتھ ہی اس کا ارادہ دائرہ سوم کی طرف ہو۔ تو وہ اصول سہ گانہ میں سے اسم اللہ ھو کا ذکر کرے جس ترکیب سے مرقوم و مذکور ہو چکا ہے۔

اب دائرہ نفس لوامہ کے حالات کی تفصیل بیان کرتا ہوں پس بھیڑ حلال ہے اور گائے کی صفت کام کرنا ہے۔ جس سے انسان کو نفع پہنچتا ہے۔ اور اونٹ کی صفت بوجھ اٹھانا اور تکلیف برداشت کرنا ہے جیسا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

یعنی مومن کی شرط یہ ہے کہ تکلیف برداشت کرے۔ مچھلی کی صفت یہ ہے کہ حلال روزی کھاتی ہے۔ نیز بطخ آبی مرغی۔ کبوتر۔ اور ان کے مانند پاکیزہ جانور حلال ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اور خرما اور شہد اخلاق پسندیدہ اور حمیدہ کی دلیل ہیں۔ اور پکے ہوئے کھانے اپنے کی خواہش کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور جملہ قسم کے میوے بے معنی کلام سے نجات پانے پر اور گھر اور دوکانیں اپنے نفس کے عیش و آرام پر دلالت کرتے ہیں

سوم، دائرہ نفس ملہمہ۔ جب خواب میں انسانوں سے ایسے ناقص انسان مثلاً عورتیں اور کافر، ملحد، فاسق، بے دین اور بداعتقاد (یعنی ایک دین کو چھوڑ کر دوسرے دین کی طرف رغبت کرنے والا) یا سپاہی، داڑھی منڈہ، یا لنگڑا یا بے ریش (کھودا) بہرا یا گونگا یا جاسوس یا مست یا ہیجڑا یا غلام آزاد شدہ یا مسخرہ یا ایسی چیز جسکو دیکھنے پر ہنسی آوے یا پہلوان (کشتی گزیدہ) یا چوکیدار یا قصہ گو یا دلال یا قصاب یا بہانہ ساز یا بھینگا یا اندھا یا مریض دق یا بندر دیکھے تو یہ شکلیں دائرہ نفسِ ملہمہ پر دلالت کرتی ہیں پس اس جیسے کیلئے ریاضت اور عبادت کرنے اور دنیاوی تعلقات سے باہر آنے کی ضرورت ہے۔ اور اس سے رہائی پانا اسم ھُو کے شغل سے ہے۔ اور اس کا فروع یہ ہے۔ یَا ھُوَ اَنْتَ ھُوَ یَا ھُوَ یَا ھُوَ یَا مَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَحَدٌ ھُوَ اَحَدٌ مَوْجُوْدٌ۔ اور ان ہر دو کے دور کے ورد کی تعداد پانچ پانچ لاکھ ہے پس جو کوئی شخص عورتوں کو خواب میں دیکھتا ہے تو اس شخص کے نقصان عقل کی دلیل ہے۔ اور کافروں کو دیکھنا اس کے دین میں نقصان کی دلیل ہے۔ اور بے دین سپاہی رافضی اس کے مذہب میں نقصان کی دلیل ہے اور داڑھی منڈا یا نزاشیدہ کا دیکھنا اس کی شرع میں نقصان کی علامت ہے۔ اور لنگڑے کو دیکھنا یہ ہے کہ خلقت کو خدا کی طرف بلاوے۔ مگر خود اس کی فرمانبرداری نہ کرے۔ اور کھودے کو دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل نہ کرے۔ اور اندھے کا دیکھنا یہ کہ سچی گواہی کو چھپائے رکھے اور بہرے کا دیکھنا یہ کہ شریعت کی باتیں نہ سنے اور نہ وعظ کی طرف کان دھرے اور گونگے کا دیکھنا یہ کہ سچی بات نہ کہے۔ اور غلام کا دیکھنا یہ کہ کسی کے روبرو جوبات

کیے اس کے عیب ہی کی کیے۔ اور جاسوس کا دیکھنا یہ کہ سنت کا تارک ہوا ور مدہوش کا دیکھنا عشق مجازی میں مبتلا ہونا ہے اور قمار باز اور پہلوان مسخرہ اور قصے گو کا دیکھنا ترک عبادت اور مباشرت بالزنا پر دلالت کرتا ہے اور چور کا دیکھنا یہ ہے کہ جو عبادت کرے۔ دکھلاوے کی غرض سے خلقت کے سامنے کرے۔ اور دلال کا دیکھنا یہ کہ مجرموں سے اپنی نظر کو نہ بد کتا ہے۔ اور دروغ گوئی پر دلالت کرتا ہے۔ اور قصاب کا دیکھنا دل کی سیاہی پڑنے بھنگی کا دیکھنا دیکھنے والے کی گمراہی پر دلالت کرتا ہے۔ اور ان سے رہائی پانے کے لیے اسم ھُوَ کا شغل لازمی ہے۔ جو اسماء نہ گانہ سے اسم سوم ہے۔

چہارم دائرہ نفس مطمئنہ جب کوئی شخص خواب میں قرآن مجید پڑھتے ہوئے یا پیغمبر یا بادشاہ یا عالم یا پیر یا قاضی یا کعبہ شریف یا مدینہ منورہ یا بیت المقدس یا جامع مسجد یا مدرسہ یا نیک لوگوں کا مکان یا ان کی جائے رہائش یا انکی مانند اور چیزیں یا تیر و کمان یا تلوار یا خنجر یا بندوق یا کتابیں دیکھتا ہے تو اس کے نفس مطمئنہ پر دلالت کرتی ہیں۔ اور اس سے رہائی پانا اسم حقؐ کے ورد وظائف میں ہر وقت مشغول و معروف رہنے سے ہے۔ اور وہ اسم چہارم اصول نہ گانہ کے نو اسموں میں سے ہے اور فردع اس کا یہ ہے۔ یَا مُغِیْثُ هُوَ الْحَقُّ یَا فَرْدُ هُوَ اَنْتَ الْحَقُّ یَا حَقُّ اَنْتَ الْحَقُّ حَقٌّ الْحَقُّ یَا مُجِیْبُ الْحَقِّ۔ پس ان میں سے ہر ایک کے ورد وظائف کی تعداد پانچ پانچ لاکھ ہے یہ صورتیں اور نشان اور علامتیں وہی مرید دیکھتا ہے۔ جو صادق اور کامل ہوتا ہے۔ پس جب قرآن مجید دیکھتا ہے تو اس کے اپنے دل کی صفائی پر دلالت کرتا ہے یہ بھی ممکن

ہے کہ خواب میں قرآن مجید سے وہی سورت دیکھے یا تلاوت کرے جو اس کے مطابق حال ہو۔ یا آئندہ کے لیے خوش خبری ہو۔ پیغمبروں کا دیکھنا ایمان اور اسلام کا نشان ہے اور بادشاہوں کا دیکھنا اللہ تعالیٰ کی عبادت در یاضت کی طرف رجوع کرنے کی علامت ہے اور عاشق حق یا شیفتہ و شیدائے کا دیکھنا خدا تعالےٰ کی عبادت میں استقامت اور توجہ باطنی کا رجوع کرنا ہے اور خیریت کرنا اور پیروں مرشدوں کا دیدار اپنے نفس کی رہنمائی کی علامت ہے۔ اور قاضیوں کا دیکھنا اللہ تعالےٰ کے احکام کی فرمانبرداری کی نشانی ہے اور بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ اور بیت المقدس کی زیارت بحالت خواب اپنا دل وہم اور وسوسوں سے پاک ہونے کی دلیل ہے اور جامع مسجد اور مسجد اور جھنڈا کمر بند اور تیر و کمان کا دیکھنا شیطانی وسوسوں پر دلالت کرتا ہے اور ان سے رہائی حاصل کرنا اسم حق کے شغل سے ممکن ہے جس طرح بیان کیا جا چکا ہے۔

پنجم دائرہ نفس راضیہ۔ جب کوئی شخص فرشتے۔ غلمان، حور، براق، جنت، زیور خواب میں دیکھے۔ پس وہ اسم حیّ" کا ورد شروع کرے جو نہ گانہ اسماء کا اسم پنجم ہے۔ اور فروع اور اس اسم کا یَا حَیُّ لَا غَیْرُہٗ یَا حَیُّ اَنْتَ الْحَیُّ یَا عَلِیُّ بِالْجَمِیْلِ اَنْتَ الْحَیُّ یَا عَظِیْمُ الْاَلْطَافِ حَیُّ یَا حَیُّ آخِذْنِیْ عَنِّیْ وَاَنْقِنِیْ بِکَ وَبِاَنَّ ذٰلِکَ فَالْحُوْرُ وَالْجَنَّةُ وَالْمَلٰئِکَةُ اس خواب کی تشریح یہ ہے کہ جب کوئی حور یا جنت یا فرشتہ دیکھے، تو اس کے عقل کل یا عقل تمام کے کمال اور تقرب خداوند تعالےٰ کے حصول پر دلالت کرتی ہے۔ اور آفتاب و ماہتاب کا

دکھنا کبھی نہ کبھی معرفت خداوندی حاصل ہونے کی اور مرشد کے مرشادوں کی طرف رجوع
کرنے کی دلیل ہے۔ پس اسم حیّ کا ورد کرے تا مطلوب کو پہنچے۔

ششم دائرہ نفس مرضیہ ہے اور اس کی صفات میں ساتوں آسمان سورج چاند
ستارے اور رعد اور جلتی ہوئی شمع یا مشعل یا قندیل جو کہ روشن ہوں خواب میں دیکھے۔
پس اسم قیوم کا ورد کرے پس یہ اسم اسمائے نہ گانہ سے اسم ششم ہے۔ اور اس کا فروع
یَا کَافِیُ یَا غَنِیُّ یَا مُغْنِیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا قَادِرُ یَا قَیُّوْمُ اَنْتَ الْاَزَلُ
یَا الْاَزَلُ یَا قَیُّوْمُ الْاَزَلِیُّ یَا اَللّٰہُ۔ اسم ہے اور بیان نفس مرضیہ کا یہ
ہے کہ جب خواب میں سات آسمان دیکھے تو اس کی نظر ہمیشہ خداوند تعالیٰ کی طرف
لگی رہتی ہے اور ستارے دیکھنا اس کے نفس کا نور ہے اور لوگ دیکھنا اپنے نفس کے
فنا ہونے کی علامت ہے۔ اور رعد کا سننا یا دیکھنا کسی چیز یعنی راہ حق سے آگاہی
پانے کی دلیل ہے، اور آفتاب اور نور چراغ اور چاند کا دیکھنا دل کی روشنائی کی
علامت ہے پس مرید کامل ہادی و رہنما کی طرف رجوع کرے تاکہ وہ اس کو دائرہ
ہفتم کی طرف پہنچا دے اور اس کو اسم قیوم کی تلقین فرما دے۔

ہفتم دائرہ نفس صافیہ الکاملہ اس کی صفات بارش، برف، اولے، ندی اور
نہر اور کنواں خواب میں دیکھنا ہے۔ اور یہ تمام راہ حق کے کھل جانے کی نشانیاں ہیں۔
پس چاہیئے کہ مرید شیخ کامل کی طرف رجوع کرے، اور مرشد کو چاہیئے کہ اس کو قہار
کی تلقین کرے۔ جو کہ نہ گانہ سے ساتواں اسم ہے اور اس کا فروع یہ۔

قَیُّوْمٌ قہارٌ جبّارٌ قہّارٌ عظیمٌ قادرٌ قہّارٌ الحُکْمُ لِلّٰہِ الواحِدِ القَہّارِ نَادِ عَلِیًّا مَظْہَرِ العَجَائِبِ تَجِدْہُ لَکَ عَوْنًا فِی النَّوَائِبِ کُلِّ ھَمٍّ دَغَمٍّ سَیَنْجَلِی بِقُدْرَتِکَ یَا اَللّٰہُ دَبِنُبُوَّتِکَ یَا مُحَمَّدُ بِوَلَایَتِکَ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ۔

تفصیل اس دائرہ کی یہ ہے۔ بارش کا خواب میں دیکھنا رحمت کی دلیل ہے اور برف بارش سے زیادہ رحمت کی نشانی ہے۔ اور نہر اور دریا اور چشمہ سے مراد خدا تعالیٰ کی معرفت کے ذریعہ اخلاص حاصل کرنا ہے۔ پس مرید تصدیق اور رجوع اسم قہّارٌ کی ورد کی طرف کرے۔ پس یہی کافی ہے۔ کیونکہ دائرہ ہائے ہفتگانہ مشکل ہیں۔

اسمائے نہ گانہ

۵	۴	۳	۲	۱
حَیٌّ	حَقٌّ	ھُوْ	لِلّٰہ	لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
۳۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۵۰۰۰۰	۶۰۰۰۰	۷۰۰۰۰

۹	۸	۷	۶
صَمَدٌ	دَائِمٌ	قَہّارٌ	قَیُّوْمٌ
	۵۰۰۰۰	۱۰۰۰۰	۲۰۰۰۰

درمیان اسمائے فروع

اسمائے فروع کا ذکر و ترکیب ورد وغیرہ پہلے بھی لکھا جا چکا ہے، اب پھر مختصر طور پر

ان کا تذکرہ مرشد و مریداں کی ہدایت کے لئے کیا جاتا ہے اس کو مدنظر رکھیں اور پوشیدہ اور چھپا کر رکھیں اور امانت سمجھیں اور موزوں جگہوں پر استعمال کریں۔ وہ اسمائے فروغ یہ ہیں۔

حَقٌّ۔ قَھَّارٌ۔ قَیُّومٌ۔ وَھَّابٌ مُھَیْمِنٌ۔ بَاسِطٌ اور سات اسم اصول ہیں پس دونوں مل کر ۱۴ ہوئے اور انہی میں اسم اعظم ہے۔ پس اے بھائی تجھ پر ان کو پوشیدہ لکھنا اور چھپا رکھنا اور اپنی اپنی جگہ پر امانت رکھنا لازم ہے اور تجھے تقویٰ اور اخلاص اختیار کرنا ضروری ہے تاکہ مطلوب کو پہنچے جو کہ سب سے بڑا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔

بیان تصور شیخ

تصور شیخ ذکر سے افضل ہے۔ یعنی صورتِ مرشد کو نگاہ میں رکھنا اور خیال میں یاد کرنا تصور کہلاتا ہے اور یہ امر مرید کے لئے سب سے زیادہ بمقابلہ ذکر مفید اور مناسب تر ہے کیونکہ مرید کے لئے جنابِ الٰہی کی طرف واصل ہونے کا یہی ذریعہ ہے اور صحیح وسیلہ ہے جوں جوں مرید کا تعلق اور نسبت مرشد کے ساتھ زیادہ ہوتی جائے گی۔ اسی قدر باطن میں اس کو فیض بڑھتا جائے گا اور تھوڑی مدت میں وہ اپنے مطلوب تک انشاءاللہ تعالیٰ پہنچ جائے گا۔ پس مرید کو لازم ہے کہ وہ مرشد میں فنا ہو جانے کی کوشش کرے اگر ذاتِ مرشد میں فنا ہو جائے گا تو خدائے تعالیٰ تک پہنچ جائے گا۔

وظائف القادریہ (سہل العمل)

۱- ہر فرض نماز کے بعد ۱۱ مرتبہ الحمد شریف، ۱۱ مرتبہ سورۂ اخلاص، اول اور آخر گیارہ گیارہ دفعہ درود شریف تحفہ یعنی اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی الِ سیدنا محمد وبارک وسلمہ ؕ

۲- ہر فرض نماز کے اختتام پر ۷۵ مرتبہ نفی اثبات لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ضروری طور پر اور دیگر اوقاتِ فرصت میں جتنا بھی ہو سکے ورد کرے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہٗ نے فرمایا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے پس جو کوئی اس قلعہ میں داخل ہوا اس نے میرے عذاب سے نجات پائی۔

۳- عموماً فرصت و رغبت کے اوقات میں ۱۱۱ مرتبہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ بسم اللہ وباللہ وما شا اللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ؕ

۴- بعد نماز عشاء اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی الہ وصحبہ وازواجہ واھل بیتہ وتابعین وتبع تابعین باحسانک الی یوم الدین ۱۰ مرتبہ

۵- کم از کم ایک تسبیح روزانہ ضرور پڑھا کریں۔ استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

استعین باللہ وتوکلت علی اللہ رب العالمین اللہ لا الٰہ الا
حی القیوم الملک القدوس السلام المومن المھیمن العزیز
جبار المتکبر الودود ذوالجلال والاکرام یاکریم وصلی اللہ
خیر خلقہ النبی الصادق وعلی الہ واصحابہ الطاھرین و
جہ امھات المومنین وذریتہ وتبع التابعین ومن اتبعھم
حسان الی یوم الدین وعلی وارث حالہ سیدنا الامین المکین
سنا السید الشیخ محی الدین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیھما اجمعین ؕ
یہ وظیفہ ۱۱ دفعہ روزانہ بعد نماز عشا یا بعد نماز تہجد پڑھا جائے تو ہر ایک مقصد
ہے تمام حاجتوں کے پورا کرنے کے لئے یہی کافی ہے؛

درود ہزارہ ہر مقصد کیلئے اور خاص طور پر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
زیارت کے لئے اکسیر ہے۔ اللھم صل علی سیدنا ومولٰنا محمدٍ بعدد
رۃ مائۃ الف الف مرۃ یاشیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ

ہر قسم کے دکھ اور مرض کے بچاؤ کے لئے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ
قولا من رب الرحیم ؕ سلام علی نوح فی العالمین۔ سلام علی
ہیم ؕ سلام علی موسٰی وھارون ؕ سلام علی الیاسین ؕ سلام
طبتم فادخلوھا خالدین ؕ سلام ھی حتی مطلع الفجر ؕ
یہ وظیفہ صبح وشام تین تین دفعہ اول وآخر درود شریف گیارہ گیارہ دفعہ پڑھا جائے

اللہ کے فضل وکرم سے ہر مصیبت اور بلا سے محفوظ رہیگا۔ حضرت غوث الاعظم قدس سرہ
کے اسرار سے ہے ـــــ اَللّٰھُمَّ صَحًّا صَحًّا صَحًّا وَحًّا وَبَحًّا حٰمٓ لَا یُبْصِرُوْنَ
وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِھِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَ
فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ کٓھٰیٰعٓصٓ حٰمٓعٓسٓقٓ لَا یُصَدَّعُوْنَ عَنْھَا وَلَا یُنْزِفُوْنَ
یَارَبِّ یَارَبِّ یَارَبِّ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ؕ

ختم القادریہ

۱۰۔ ترکیب اس کے پڑھنے کی شام کے بعد سے لیکر عشا کی نماز تک ایک دفعہ بطریق
بلاناغہ روزانہ اور تمام مہمات ظاہری و باطنی جبکہ کوئی مہم درپیش ہو تمام رات میں ایک
دفعہ درمیان شام و عشا جب تک یہ کام سرانجام نہ ہو جاوے یا مصیبت دور
ہو جائے۔ ختم شریف یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ
۱۱۱ مرتبہ ـــ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ
شَیْئًا لِلّٰہِ یَا حَضْرَتْ سُلْطَانْ شَیْخ سَیِّدْ عَبْدُ الْقَادِرْ جِیْلَانِیْ ۱۱۱ مرتبہ
سورہ یٰسٓ شریف ۱ مرتبہ۔ سُوْرَۃُ اَلَمْ نَشْرَحْ ۱۴۱ مرتبہ۔ یَا بَاقِیْ اَنْتَ الْبَاقِیْ ۱۱۱ مرتبہ
یَا غَوْثُ اَغِثْنِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ ۱۱۱ مرتبہ۔ یا حضرت مُحْیِ الدِّیْن مشکل کشا بالخیر
۱۱۱ مرتبہ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ ۱۱۱

قصیدہ مبارک غوثیہ یا احمریہ

۱۱۔ یہ قصیدہ شریف خاص حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کا فرمودہ ہے جسکے متعلق
ذاہب بھی تسلیم کرتے ہیں۔ جتنے وظائف وقصائد اس کتاب میں درج ہوئے ہیں سب کے
ں حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کے فرمودہ اور عمل پذیر فتہ ہیں اور انکا ورد حضور کا روز کا
ل تھا۔ یہ قصیدہ مبارک تمام دینی و دنیاوی حاجتوں کو پورا کرنے مشکلات کو آسان کرنے
وں کی زیارت بلکہ اللہ تعالیٰ کے حصولِ دیدار اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
ستفید ہونے کیلئے بلکہ تمام امور دینی و دنیوی کے برلانے میں یکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ صاحبِ
کسی کامل بزرگ سے اجازت ہو جلالی جمالی اشیائ سے باپرہیز ہو۔ شریعت کا پابند اور درست گو
ل حلال پر عمل پیرا ہو۔ اس کے ہر حصے کی کئی ترکیبیں ہیں۔ پہلی ترکیب سالم کے سالم قصیدہ ۳۰
۱۲ ابیات مسلسل دور کرنے کی ہے یعنی سالم قصیدہ مبارک ہر ماہ قمری کی پہلی تاریخ بعد از نماز عشا
از نماز تہجد شروع کرے اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ دفعہ پڑھے اور پڑھنے کے بعد
ریف بارواحِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حضور پاک و بارواحِ بزرگان سلسلہ قادری
ے اگر ہوسکے تو پہلے بھی شروع کرنے سے پہلے ختم شریف ان ارواحِ ممدوح الصدر
ہادے۔ تصورِ مرشد کو ہمراہ رکھے اور انکم ۴۱ بار روزانہ ورد کرے۔ یا جو مرشد فرمائے اسپر
ے اور دوسری ترکیب شعر شعر کی الگ الگ ہے جو ہر مطلب کیلئے ورد کیا جاتا ہے وہ
ہ قمری کی پہلی تاریخ کو شروع کرے اور لکھی ہوئی ترکیب کے مطابق روزانہ ورد کرے انشاءاللہ
صیدہ شریف لکھ کر پھر نمبروار شعروار ترکیب وظیفہ درج کرتا ہوں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

سقاني الحب كاسات الوصال ١ فقلت لخمرتي نحوي تعالي

سعت ومشت لنحوي في كؤوس ٢ فهمت بسكرتي بين الموالي

فقلت لسائر الاقطاب لموا ٣ بحالي وادخلوا انتم رجالي

وهموا واشربوا انتم جنودي ٤ فساقي القوم بالوافي ملالي

شربتم فضلتي من بعد سكري ٥ ولا نلتم علوي واتصالي

مقامكم العلى جمعا ولكن ٦ مقامي فوقكم ما زال عالي

انا في حضرة التقريب وحدي ٧ يصرفني وحسبي ذو الجلال

انا البازي اشهب كل شيخ ٨ ومن ذا في الرجال اعطي مثالي

كساني خلعة بطراز عزم ٩ وتوجني بتيجان الكمال

واطلعني على سر قديم ١٠ وقلدني واعطاني سؤالي

وولاني على الاقطاب جمعا ١١ فحكمي نافذ في كل حال

فلو القيت سري في بحار ١٢ لصار الكل غورا في الزوال

ولو القيت سري في جبال ١٣ لدكت واختفت بين الرمال

ولو القيت سري فوق نار ١٤ لخمدت وانطفت من سر حالي

ولو القيت سري فوق ميت ١٥ لقام بقدرة المولى تعالى

وما منها شهوراً أو دهوراً ١٦ تمر وتنقضي إلا أتى لي

وتخبرني بما يأتي ويجري ١٧ وتعلمني فأقصر عن جدالي

مريدي هم وطب واشطح وغني ١٨ وافعل ما تشاء فالاسم عالي

مريدي لا تخف الله ربي ١٩ عطاني رفعة نلت المعالي

طبولي في السماء والأرض دقت ٢٠ وشاؤوس السعادة قد بدا لي

بلاد الله ملكي تحت حكمي ٢١ ووقتي قبل قلبي قد صفا لي

نظرت إلى بلاد الله جمعاً ٢٢ كخردلة على حكم التصالي

درست العلم حتى صرت قطباً ٢٣ ونلت السعد من مولى الموالي

رجالي في هواجرهم صيام ٢٤ وفي ظلم الليالي كاللآلي

وكل ولي له قدم وإني ٢٥ على قدم النبي بدر الكمال

نبي هاشمي مكي حجازي ٢٦ وهو جدي به نلت الموالي

مريدي لا تخف واش فإني ٢٧ عزوم قاتل عند القتال

أنا الجيلي محي الدين اسمي ٢٨ وأعلامي على رأس الجبال

أنا الحسني والمخدع مقامي ٢٩ وأقدامي على عنق الرجال

وعبد القادر المشهور اسمي
٣٠
وجدي صاحب العين الكمالي

وظائف درج ذیل ہے۔ عمل

میں لائیں۔

۱۔ سقانی الحب الخ برائے معرفت الٰہی ہزار بار گیارہ روز و برائے رجوعِ محبوب ہر روز پانچصد بار اوّل و آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار بعد نماز عشا یا تہجد گیارہ روز پڑھیں پرہیز جلالی وجمالی اشیاء سے لازمی ہے منہ قبلہ کی طرف کریں۔

۲۔ برائے مقاصد دینی و دنیوی ہر روز ایک ہزار پانچصد بار ۴۱ روز شعر نمبر ایک کے طریقہ پر ورد کریں اگر ایک صد بار روزانہ ورد کرتے رہیں طرح طرح کے فوائد خزانۂ غیب سے ظاہر ہوں گے۔ اگر ننگے سر چلہ میں روزانہ ہزار بار پڑھے اول و آخر درود شریف مطابق ترکیب شعر نمبر ا پڑھنا چاہیئے انشاء اللہ بہ طفیل غوث پاک قدس سرہ العزیز بارش ہو گی۔

۳۔ فَقُلْتُ لِسَائِرُ الخ برائے تسخیر خلائق ہر روز پانچصد بار گوشہ میں بیٹھ کر پڑھے جلالی وجمالی سے پرہیز؛

۴۔ وَهِيمُوا الخ برائے افزونی ہمت وطاقت براہِ خدا سو بار روزانہ پڑھے؛

۵۔ شربتم الخ برائے طلبِ فنافی الشیخ جو کوئی پانچصد بار گوشۂ تنہائی میں رہ کر جلالی وجمالی سے پرہیز پڑھے انشاء اللہ کامیاب ہوگا۔

۶۔ مقامکم العلٰی الخ برائے بلندیٔ درجات ہر روز ایک ہزار ایک سو بار گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر با پرہیز ورد کرے، مراد کو پہنچے؛

۷۔ انا فی حضرتہ الخ برائے حصول مقامِ یکتائی ہر روز ۱۵ سو بار با پرہیز ورد کرے

۸۔ انا البازی الخ برائے تسخیر خلائق ہر روز گیارہ دن پڑھے باپرہیز،

۹۔ کسانی خلعتہ الخ برائے طلب کمال درجات پندرہ سو بار باپرہیز گوشہ تنہائی میں پڑھے۔

۱۰۔ وَاَطلعنیٰ الخ برائے عطا وانکشاف رموزات وواردات الٰہی پندرہ سو بار گیارہ روز باپرہیز گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر پڑھے۔

۱۱۔ وو کانی الخ برائے تسخیر خلائق ہر روز ہزار بار گیارہ روز باپرہیز ورد کرے اور بعدہ سو بار بلاناغہ عمل کرے۔ نیز بانجھ عورت کے لئے نقش عدادیں بیت زعفران اور عرق گلاب سے مربعہ لکھ کر تعویز بنا کر زیر ناف بندھوائے۔ بعد فراغت حیض انشاءاللہ حمل ہو جائے گا۔ نقش مذکور کے نیچے گیارہ اسم قطب بھی لکھے نیز دشمن کے نیست و نابود کرنے کے لئے گیارہ روز گیارہ سو گیارہ مرتبہ ورد کرے۔ پرہیز جلالی و جمالی و گوشہ تنہائی لازمی امر ہے بلکہ ہر شعر قصیدہ شریف کے ورد میں یہ شرط لازمی ہے؛

۱۲۔ فلوا المقیت سرّی فی بحارِ الخ برائے شکستن و تفرقہ دشمن گیارہ دن پانچصد بار باپرہیز پڑھے؛

۱۳۔ ولو القیت سری فی جبال الخ برائے ہلاکی دشمن گیارہ سو بار باپرہیز پڑھے؛

۱۴۔ والو القیت سری فوق نار الخ۔ برائے امراضِ مزمنہ ولاعلاج گیارہ روز ۱۱ سو بار ورد کرے اور مریض کو دم کر کے پلاتا رہے۔ انشاءاللہ صحت سے ہمکنار ہو۔

۱۵ ولو القیتُ سِرّی فوق میّت الخ برائے دفعیہ زخمِ چشم گیارہ بار پڑھ کر پا
پہ دم کرکے اور مریض کا منہ دھلائے اور تھوڑا سا پلائے اگر کسی کا دِل مرجھایا ہوا
غمناک رہتا ہو تو ہر روز گیارہ سو دفعہ گیارہ روز با پرہیز گوشہ نشین ہو کر ورد کرے عشقِ الٰہی
۱۶ وما منھا الخ۔ برائے تسخیر کواکب با پرہیز گیارہ سو بار روزانہ با پرہیز ورد کرے
۱۷ وتخبرنی الخ برائے اطلاع اسرار و اخبار غیبی ہر روز گیارہ سو بار گیارہ دن با پر
ورد کرے؛

۱۸ مُویْدِیْ ھیم الخ برائے حصول مقاصد و مراتب دینی و دنیوی ایک سو بار ر
ورد باپرہیز کرے اور گناہوں کی معافی کے لئے اسی طرح عمل کرے؛
۱۹ مریدی لاتخف اللہ الخ برائے دفع خوف وخطر شیطانی ہر روز ایک ہز
بار پرہیز کے ساتھ گیارہ روز ورد کرے؛
۲۰ طبولی فی السماء الخ برائے تسخیر خلائق و برائے طلب جاہ و جلال و مال و
وبلند آوازگی وحصولِ نیک بختی ہر روز بلاناغہ پانچصد بار ہمیشہ ورد کرے؛
۲۱ بلاد اللہ ملکی الخ برائے تسخیر جملہ خلائق و برائے حصول جاہ و جلال گیارہ
روز ایک ہزار بار باپرہیز ورد کرے اور خطراتِ شیطانی کے دفعیہ کے واسطے سو با
روزانہ مداومت رکھے؛

۲۲ نظرت الیٰ بلاد الخ برائے کشود وحدت وجود گیارہ روز پانچہزار پانچص
بار روزانہ ورد کرے اور بعدہٗ یک صد بار روزانہ مداومت کرے نیز برائے

موافقت مرد اور عورت کے گیارہ دفعہ شکر پر دم کرکے کھلا دے انشاء اللہ موافقت ہو جائیگی۔

۲۳ درست العلم الخ برائے حصولِ علمِ ظاہری اور باطنی ایک سو گیارہ مرتبہ بعد نماز صبح بلا ناغہ ورد کرے۔

۲۴ رجالی فی الخ برائے حصول شوقِ ریاضت وعبادت ۴۰ یوم با پرہیز ورد کرے اور بعدہ ایک سو مرتبہ روزانہ مداومت کرے۔

۲۵ وکل ولی اللہ الخ برائے زیارت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت غوث الاعظم قدس سرہ العزیز یَا رَزَّاقُ یَا فَتَّاحُ یَا وَھَّابُ یَا عَزِیْزُ یَا غَنِیُّ یَا مُغْنِیُّ یَا اَللّٰہُ یَا مُعِزُّ ہر بار شعر کے بعد ملا کر پڑھے اس جگہ جہاں کسی کی آواز کان میں نہ پڑے اور ہزار دفعہ روزانہ چلّہ میں بیٹھ کر چالیس یوم پڑھے انشاء اللہ مطلب حاصل ہوگا۔

۲۶ نبی ہاشمی الخ زیارتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بطریق شعر نمبر ۲۵ عمل کرے۔

۲۷ ہو مریدی لاتخف واش الخ برائے فتح ونصرت بر اعداء صد بار گیارہ روز متواتر

انا الجیلی الخ ۔ یَا بَاسِطُ یَا دَافِعُ یَا عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ حَسْبِیَ اللّٰہُ مَالِیْ

۲۸ انا الجیلی الخ شعر ہذا کے ہمراہ یَا بَاسِطُ یَا دَافِعُ یَا عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ حَسْبِیَ اللّٰہُ مَالِیْ گیارہ اور گیارہ سو بار برائے خلقت میں مشہوری کے لئے پڑھے نیز اس شعر کے عدد نکال کر مربعہ پر کر کے نوز ائیدہ

کے گلے میں باندھے انشاء اللہ تمام آفات سے محفوظ و مامون رہے گا۔

۲۹ اَنَا الْحَسَنِیْ الخ برائے حصولِ بلندیِ مراتب روزانہ باپرہیز ایک سو گیارہ دفعہ معمول بنائے۔

۳۰ وَعَبْدُ الْقَادِرِ الخ برائے ہر مقصد و دفع دشمن و بلیات ایک سو دفعہ روزانہ ورد رکھے اور بعد وظیفہ ختم شریف پڑھ کر ثواب روح پر فتوح پر پہنچاوے۔

دستر خوانِ قادری

اس ورد کا نام دستر خوانِ قادری ہے اور حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کے خاص اوراد سے ہے فراخی رزق اور تمام دینوی کاروبار اور حصولِ مراتب اخروی کے لئے اس سے بہتر وظیفہ کم ملیگا ترکیب یہ ہے کہ ۴۱ روز اول تو ۱۰۰ بار یومیہ کم از کم ۴۱ بار کسی ایسی جگہ میں خلوت کے اندر جہاں کسی کی آواز نہ پہنچی ہو ورد کرے اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے جلالی و جمالی اشیاء سے پرہیز رکھے اور وقت اس کا تہجد کے بعد صبح طلوع ہونے تک ہے اگر باروزہ رہے اور بہت جلدی مراد کو پہنچے، تمام حاجات سے مستغنی کردے گا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ اَجِبْ یَا اِسْرَافِیْلُ اِعْتَصَمْتُ بِاللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الْقَائِمُ الدَّائِمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ حَاضِرًا نَاظِرًا وَّلَا نَوْمٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ قَادِرٌ قَدِیْرٌ عَلٰی کُلِّ مَخْلُوْقٍ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ

عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ کَرِیْمٌ رَحِیْمٌ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
وَلَا خِلَافٌ وَلَا کِذْبٌ غَفَّارٌ سَتَّارٌ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا
بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا یَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ
هُوَالْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝ حَافِظٌ حَفِیْظٌ عَلٰی کُلِّ رَقِیْبٌ وَکِیْلٌ نَاصِرٌ
نَصِیْرٌ عَلٰی کُلِّ اَمْرٍ بِحَقِّ اللّٰهِ الَّذِیْ یَا اِسْرَافِیْلُ لَا زَوَالَ لِمُلْکِهٖ مُلْکِهٖ وَلَا
فَنَا لِحُکْمِهٖ حَکَمٌ حَکِیْمٌ حَاکِمٌ بِحَقِّ اللّٰهِ الَّذِیْ وَبِحَقِّ النَّبِیِّ نَبِیِّ اللّٰهِ حَبِیْبُ
اللّٰهِ مَحْبُوْبُ اللّٰهِ اِسْمُهٗ اَحْمَدُ مُحَمَّدٌ مُحَمَّدٌ مَحْمُوْدٌ حَامِدٌ فِی
التَّوْرَاتِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْفُرْقَانِ الْاَعْظَمِ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالصِّدِّیْقِ وَالْفَارُوْقِ وَالذِّ والنُّوْرَیْنِ وَالْمُرْتَضٰی
وَالْفَاطِمَةِ وَالْحَسَنَیْنِ وَالْاَئِمَّةِ رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ ۝
اِلٰهِیْ بِحَقِّ حَضْرَتْ شَیْخ عَبْدُ الْقَادِرْ جِیْلَانِیْ سَخِّرْلِیْ مِنْ اَهْلِ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ بِقُدْرَتِ یَا اَقْدَرَ الْقَادِرِیْنَ بِقُدْرَتِ اللّٰهِ تَعَالٰی
وَبِحُکْمِكَ یَا اَحْکَمَ الْحَاکِمِیْنَ بِحُکْمِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَغِثْنِیْ یَا قَادِرُ یَا قَدِیْرُ
یَا حَاکِمُ یَا حَکِیْمُ یَا فَاتِحُ یَا فَتَّاحُ یَا عَالِمُ یَا عَلِیْمُ یَا حَافِظُ یَا حَفِیْظُ
یَا نَاصِرُ یَا نَصِیْرُ یَا رَازِقُ یَا رَزَّاقُ یَا مَالِكُ یَا مَلِیْكُ یَا رَاحِمُ یَا
رَحِیْمُ یَا غَافِرُ یَا غَفُوْرُ یَا غَفَّارُ یَا اَللّٰهُ یَا بَاسِطُ یَا رَقِیْبُ یَا قَرِیْبُ
بِحُرْمَتِ نَبِیٍّ وَاٰلِهِ الْاَمْجَادِ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝

یہ سورۂ فاتحہ با محل ہے اس کو روزانہ ہر نمازِ پنجگانہ کے بعد بہ ترتیب ذیل بعد نماز صبح ۳۰ مرتبہ نماز ظہر ۲۵ مرتبہ بعد نماز عصر ۲۰ مرتبہ بعد نماز مغرب ۱۵ مرتبہ بعد نماز عشاء ۱۰ مرتبہ پڑھے اور جب سو بار پڑھ چکے تو دعا مخصوص جو آخر میں درج ہے تین بار پڑھے اور ہمیشہ اس کا ورد رکھے انشاء اللہ تعالیٰ عجائب وغرائب فوائد ہوں گے۔ اوّل عروج ماہ شروع کرے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ) مُنَوِّرِ اَبْصَارِ الْعَارِفِیْنَ بِنُوْرِ الْمَعْرِفَۃِ وَالْیَقِیْنِ۔ وَجَاذِبِ اَزِمَّۃِ اَسْرَارِ الْمُحَقِّقِیْنَ بِجَذَبَاتِ الْقُرْبِ وَالتَّمْکِیْنِ۔ فَاتِحِ اَقْفَالِ قُلُوْبِ الْمُوَحِّدِیْنَ بِفَاتِحَۃِ التَّوْحِیْدِ وَالْفَتْحِ الْمُبِیْنِ الَّذِیْ اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَہٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ۔ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَہٗ مِنْ سُلَالَۃٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّھِیْنٍ۔ (اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ الْاَوَّلِ الْقَدِیْمِ۔ خَاطِبِ مُوْسَی الْکَلِیْمِ بِخِطَابِ التَّکْرِیْمِ وَشَرَّفَ نَبِیَّہٖ الْکَرِیْمِ بِالنَّصِّ الشَّرِیْفِ وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ (مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ) طُغَاۃَ الْجَبَابِرَۃِ وَالْمُتَمَرِّدِیْنَ وَمُبِیْدِ الطُّغَاۃِ الْجَاھِدِیْنَ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ فَیَا مَنْ لَّا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ (اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ) مُعْتَرِفِیْنَ عَنِ الْقِیَامِ بِحَقِّکَ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ وَّحِیْنٍ ۔ یَا بَاعِثَ

يم العظيم يا محيي العظام وهي رميم (اهدنا الصراط المستقيم)
راط اهل الاخلاص والتسليم (صراط الذين انعمت عليهم)
راط الذين تمسكوا بالهدى وفرحوا بما لديهم (غير المغضوب
يهم) هب لنا اللهم منك مواجب الصديقين واشهدنا مشاهد
شهداء ولا تجعلنا ضالين ولا مضلين ولا تحشرنا في زمرة
ظالمين (ولا الضالين (آمين)

ایک سو بار ختم ہونے پر تین بار یہ دعا پڑھے :-

اللهم بحق هذه الفاتحة افتح لنا فتحا قريبا اللهم بحق هذه
شافية اشفنا من كل آفة وعاهة في الدنيا والآخرة بحق هذه
كافية اكفنا ما اهمنا من امر الدنيا والآخرة واجز تعلقاتي وتعلقات
بادك المؤمنين على اجل عوائدك واشفع لنا بنفسك عند نفسك
الدنيا والآخرة اذ لا ارحم بنا وبهم منك يا ارحم الراحمين
صلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم تسليمات كثيرا
يوم الدين والحمد لله رب العالمين ۝

چہل قاف

کیب :- نماز تہجد کے بعد روزانہ بلاناغہ اسی بار اوّل وآخر درود شریف گیارہ گیارہ

مرتبہ ورد کیا جاوے، بدبودار اشیائے خوردنی سے پرہیز لازمی۔ صدقِ مقال واکلِ حلال کا ہونا لازمی ہے رو بقبلہ ہونا چاہیئے بلکہ جتنے وظائف درج ہیں یا آئندہ کسی جگہ بھی درج ہوں گے سب کے لئے یہ شرط لازمی ہے۔ زیارت حضرت غوث پاک قدس سرہ العزیز ودیگر اولیائے کرام کے لئے ورد کیا جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ قَادِرٌ رَبٌّ قَدَّرَ قَضَاءً فَقَهْقَرَ اَقُوْلُ بِقَوْ قَادِرٍ مَعَ قُوَّتِشْ فِيْ قَيْقُوْشٍ بِحَقِّ قِلَاسٍ هِ الْقُطْبِ الْقَمْقَامِ الْقَنَاقِنِ فَقَوْ قُرَيْبِيْ تَقَبَّلْ بِقَبُوْلٍ قُوْبٍ قَدَّسَ عَنِ الْقَوَامِ بِقُوْقَامِهَا فِيْ قَانٍ بِقَفْقَفَةٍ فَقْفَقَةً فَقَهْرٍ وَقَاطِيْ وَقَسِيْمُ قُنْتَةٍ يَا قَوِيُّ۔

چہل کاف

ترکیب :- نمازِ مغرب کے بعد ۱۴ بار بومیہ اوّل آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف روزانہ ورد کرے۔ جنات وغیرہ کے شر اور جادو ٹونہ کے شر سے خود بلکہ تمام گھر محفوظ رہے گا۔ بلکہ مداومت کرنے سے جنات مطیع ہو سکتے ہیں۔ ایسی صورت باپرہیز چلہ میں بیٹھکر عمل کرنا پڑے گا اور تا حصولِ مطلب کوئی آواز کان میں نہ پڑنی چاہیئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ كَفَاكَ رَبُّكَ كَمْ يَكْفِيْكَ وَاكِفَةٌ كِفْكَافُهَا كَكَمِيْنَ كَانَ مِنْ كَلِكٍ تُكَرُّ كَرًّا كَكَرِّ الْكَرِّ فِيْ كَبَدٍ يُحْكِيْ مُشَكْشِكَةً كَلَّتْ لَكَ الْكَلَكُ كَفَاكَ مَا بِيْ كَفَانِ الْكَافُ كُرْبَتَهُ كَانَ يَحْكِيْ كَوْكَبًا فَلَكَا

كَفَاكَ الْكَافُ كُرْبَتَهُ كَانَ يَحِلُّ كَوْكَبُ الْفَلَكَا۔

سبع کاف

ترکیب:۔ نماز تہجد کے بعد روزانہ ہر نیک مقصد کے لیے ایک ہزار ایک سو بار ورد کرے اعمال موافق شریعت رکھے دینی و دنیوی مرادوں کے حصول کے لیے اکسیر اعظم ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ قَصَدْتُ الْكَافِیْ۔ وَجَدْتُ الْكَافِیْ۔ نِعْمَ الْكَافِیْ۔ بِكُلِّ كَافِیْ۔ كَفَانِیْ الْكَافِیْ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

اَوْرَادُ السَّبُوْع یعنی ہفتہ وار اوراد

یہ اوراد بھی مثل اوراد سابقہ مصنفہ حضرت محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے معمولات سے ہیں روزانہ صبح کی نماز کے بعد شام تک یوم وار اس کے ورد کی اجازت ہے شروع کرنے سے پہلے سورہ اخلاص و سورہ فلق اور سورہ الناس ایک ایک دفعہ اور سورہ بقر الم۔ ذالک الکتاب سے اولئک ھم المفلحون تک ایک بار اور آیتہ الکرسی ایک بار پڑھ کر ہر روز کا ورد پڑھنا چاہیے اور ختم ہونے پر اس کا ثواب آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم و اصحابہ کرام و تابعین و تبع اور آئمۃ الاربعہ مجتہدین اور حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز اور آپ کی ذریت اور آپ کے خلفائے و مریدوں اور تمام عمال اور بزرگان تمام مسلمین و مسلمات اور بادشاہان اسلام اور لشکر اسلام بلکہ تمام مومنین و مومنات

کے ارواحِ مبارکہ کو پہنچا دینا چاہیئے ؛

وِرْدُ الاحَدْ (یعنی اتوار کے روز کا وظیفہ)

هُوَاللّٰهُ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَالجَلِیلُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیمُ اللَّطِیفُ الحَلِیمُ الوَدُودُ
العَفُوُّ المُؤمِنُ النَّصِیرُ المُجِیبُ المُغِیثُ القَرِیبُ السَّرِیعُ الکَرِیمُ ذُوا
الاِکرَامِ ذُوالطَّولِ رَبِّ اکسُنِی مِنْ جَمَالِ بَدِیعِ الاَنوَارِ الجَمَالِیَّتِ
مَا یُدْهِشُ اَلبَابَ الذَّوَاتِ الکَونِیَّةِ فَتَوَجَّهُ اِلیٰ حَقَائِقِ المُکَوَّنَاتِ
تَوَجُّهَ المَحَبَّةِ الذَّاتِیَّةِ الجَاذِبَةِ الیٰ شُهُودِ مُطْلَقِ الجَمَالِ الَّذِی
لَا یُضَادُّهُ قُبْحٌ وَلَا یَقْطَعُ عَنْهُ اَبَدًا مُرَادًا جْعَلْنِی مَرحُومًا مِنْ کُلِّ رَاحِمٍ
بِحُکْمِ العَطْفِ الحُبِّیِّ الَّذِی لَا یَشُوبُهُ اِنْتِقَامٌ وَلَا یَنْقُصُهُ غَضَبٌ
وَلَا یُقْطَعُ مَدَدُهُ سَبَبٌ وَتَوَلَّ ذَالِکَ بِحُکْمِ اَبَدِیَّةٍ وَارْثِیَّتِکَ اِلیٰ
غَیْرِ نِهَایَةٍ تَقْطَعُهَا غَایَةٌ یَارَحِیمُ هُوَالرَّحِیمُ رَبَّاهُ رَبَّاهُ غَوثَاهُ
یَاخَفِیًّا لَا یَظْهَرُ یَاظَاهِرًا لَا یَخْفیٰ لَطُفَتْ اَسْرَارُ وُجُودِکَ الاَعْلیٰ فَتَرَیٰ
فِی کُلِّ مَوجُودٍ وَعَلَتْ اَنْوَارُ ظُهُورِکَ الاَقْدَسِ فَبَدَتْ فِی کُلِّ مَشْهُودٍ
فَاَنْتَ الحَلِیمُ المَنَّانُ بِالرَّأْفَةِ وَالعَفُوِّ السَّاتِرِ بِالمَغْفِرَةِ مَأْمَنُ الخَا
ئِفِینَ نَصِیرُ المُسْتَغِیثِینَ القَرِیبُ بِمَحْوِ جِهَاتِ القُرْبِ وَالبُعْدِ
عَنْ عُیُونِ العَارِفِینَ یَاکَرِیمُ یَاذَاالجَلَالِ وَالاِکْرَامِ سَلَامٌ قَوْلًا

ن رب رحیم والحمد للہ رب العالمین ہ

وِرْدُ الاثنین (سوموار کا وظیفہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہو اللہ الذی لا الٰہ الا ہو
الحلیم الرحیم الفعال اللطیف الولی الحمید الصبور الرشید
الرحمن رب اذقنی برد حلمک علی حتی ابتہج بہ فی عوالمی فلا
اشہد فی الکون الا ما یقتضی سکوتی ورضائی فانک الحق وامرک
الحق وانت الحلیم الرحیم ہ رب اشہد فی مطلق فاعلیتک فی
کل مفعول حتی لا ارٰی فاعلاً غیرک لاکون مطمئنا کت جریان اقتدارک
نفاذ الکل حکم وجود غیبی وغیبی وبرزخی یا فاخذ اروح امرہ فی کل عین اجعلنی
منفعلاً فی کل حال لما یحولنی عن ظلمات تکوینا تی الی الحق فعلی وفعل الفاعلین
فی احدیۃ فعلک وتولنی بجمیل حمیدِ اختیارک لی فی توجہاتی
وافق منی اراداتی وصبرنی وسددنی وارحمنی واصبحنی
یا لطیف العنایۃ بمعیۃ خاصۃ منک وحققنی بقربک الذی
لا وحشۃ معہ یا رحمن یا سلام والحمد للہ رب العالمین ہ

وِرْدُ یَوْمِ الثَّلٰاثَاءِ (یعنی منگل وار کا وظیفہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اِلٰھِیْ مَا اَحْلَمَکَ عَلٰی مَنْ عَصَاکَ وَمَا
اَقْرَبَکَ مِمَّنْ دَعَاکَ وَمَا اَعْطَفَکَ عَلٰی مَنْ سَئَلَکَ وَمَا اَرْاَفَکَ بِمَنْ
اَمَّلَکَ مَنْ ذَالَّذِیْ سَاَلَکَ فَحَرَمْتَہٗ اَوِالْتَجَاءَ اِلَیْکَ فَاَسْلَمْتَہٗ اَوْ
تَقَرَّبَ مِنْکَ فَاَبْعَدْتَہٗ اَوْھَرَبَ اِلَیْکَ فَطَرَدْتَہٗ لَکَ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ
اِلٰھِیْ اَتُرَاکَ تُعَذِّبُنَا وَتَوْحِیْدُکَ فِیْ قُلُوْبِنَا وَمَا اِخَالُکَ
تَفْعَلُ وَلَئِنْ فَعَلْتَ اَتَجْمَعُنَا مَعَ قَوْمٍ طَالَ مَا اَبْغَضْنَاھُمْ
لَکَ فَبِالْمَکْنُوْنِ مِنْ اَسْمَاءِکَ وَمَا وَارَتْہُ الْحُجُبُ مِنْ بَھَائِکَ
اَنْ تَغْفِرَ بِھٰذَا النَّفْسِ الْھَلُوْعِ وَلِھٰذَا الْقَلْبِ الْجَزُوْعِ الَّذِیْ لَا
یَصْبِرُ لِحَرِّ الشَّمْسِ فَکَیْفَ یَصْبِرُ لِحَرِّ نَارِکَ یَاحَلِیْمُ یَاعَظِیْمُ یَا
کَرِیْمُ یَارَحِیْمُ ۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنَ الذُّلِّ اِلَّا اِلَیْکَ
وَمِنَ الْخَوْفِ اِلَّا مِنْکَ وَمِنَ الْفَقْرِ اِلَّا اِلَیْکَ ۔ اَللّٰھُمَّ کَمَا صُنْتَ
وُجُوْھَنَا اَنْ تَسْجُدَ لِغَیْرِکَ فَصُنْ اَیْدِیْنَا اَنْ تَمْتَدَّ بِالسُّؤَالِ
لِغَیْرِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ؕ
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ

وِرْدُ یَوْمِ الْاَرْبعاء (بدھ کا وظیفہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اِلٰھِیْ عَمَّدَتْ مُلْکَ حَدَقِیْ وَلَا اَنَا وَاَشْرَقَ سُلْطَانُ نُوْرِ وَجْھِکَ فَاضَاءَ ھَیْکَلَ بَشَرِیَّتِیْ فَلَا سِوَاکَ فِیْمَا دَامَ مِنِّیْ فَبَدَ وَامِکَ وَمَا فِیْ عَنِّیْ فَبِرُوْیَتِیْ اِلَیْکَ وَاَنْتَ اللّٰہُمَّ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْاَلُکَ بِالْاَنْفِ اِذَا تَقَدَّمَتْ وَبِالْھَاءِ اِذَا تَاَخَّرَتْ وَبِالْیَاءِ مِنِّیْ اِذَا انْقَلَبَتْ لَامًا اَنْ تُغْنِیَنِیْ بِکَ عَنِّیْ حَتّٰی تَلْحَقَ الصِّفَۃُ بِالصِّفَۃِ وَتَنْفَعَ الرَّابِطَۃُ بِالذَّاتِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ اَجْمَعِیْنَ ٥ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ٥ اس کے بعد ۱۴ دفعہ الحمد للّٰہ وحدہٗ ورد کرے؛

وِرْدُ یَوْمِ الْخَمِیْس (جمعرات کا وظیفہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الٓمّٓ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَعَنَتِ الْوُجُوْہُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ بِمَا سَئَلَکَ بِہٖ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا وَدُوْدُ یَا وَدُوْدُ یَا وَدُوْدُ یَا وَدُوْدُ یَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِیْدِ

يَا مُبْدِئُ يَا مُعِيدُ يَا فَعَّالُ لِمَا يُرِيدُ اَسْئَلُكَ بِنُورِ وَجْهِكَ الَّذِىْ مَلَأَ اَرْكَانَ عَرْشِكَ وَبِقُدْرَتِكَ الَّتِىْ قَدَرْتَ بِهَا عَلٰى جَمِيْعِ خَلْقِكَ وَبِرَحْمَتِكَ الَّتِىْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْئٍ عِلْماً ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ يَا مُغِيْثُ اَغِثْنَا (تین بار) اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ يَا لَطِيْفاً قَبْلَ كُلِّ لَطِيْفٍ وَّيَا لَطِيْفاً بَعْدَ كُلِّ لَطِيْفٍ وَّيَا لَطِيْفاً لَطُفْتَ بِخَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ اَسْئَلُكَ رَبِّ كَمَا لَطُفْتَ بِىْ فِىْ ظُلُمَاتِ الْاَحْشَاءِ اُلْطُفْ بِىْ فِىْ قَضَائِكَ وَقَدْرِكَ وَفَرِّجْ عَنِّىْ مِنَ الضِّيْقِ وَلَا تُحَمِّلْنِىْ مَالَا اُطِيْقُ بِحُرْمَتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِىْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ يَا لَطِيْفُ ۔ (تین بار) اُلْطُفْ بِىْ بِخَفِىِّ خَفِىِّ لُطْفِكَ الْخَفِىِّ الْخَفِىِّ الْخَفِىِّ اِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ وَهُوَ الْقَوِىُّ الْعَزِيْزُ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ٥

وِرْدُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ (یعنی جمعہ کا وظیفہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ بِعَظِيْمِ قَدِيْمِ كَرِيْمِ مَكْنُوْنِ مَخْزُوْنِ اَسْمَائِكَ وَبِاَنْوَاعِ اَجْنَاسِ رُقُوْمِ نُقُوْشِ اَنْوَارِكَ وَبِعِزَّتِكَ وَبِحَوْلِ طَوْلِ جَوْلِ شَدِيْدِ قُوَّتِكَ وَبِقُدْرَةِ مِقْدَارِ اقْتِدَارِ قُدْرَتِكَ وَبِتَاْيِيْدِ تَحْمِيْدِ تَمْجِيْدِ عَظَمَتِكَ وَبِسُمُوِّ عُلُوِّ نُمُوِّ رِفْعَتِكَ ۔ وَبِقَيُّوْمِ

وَبِدَوَامِ دَوَامِ مُدَّتِكَ وَبِرِضْوَانِ غُفْرَانِ أَمَانِ مَغْفِرَتِكَ - وَبِرَفِيعِ
بَدِيعِ مَنِيعِ سُلْطَانِكَ وَسَطْوَتِكَ - وَبِرَهَبُوتِ عَظَمُوتِ جَبَرُوتِ
جَلَالِكَ وَبِصَلَاةِ سَعَاةِ سَعَةِ بِسَاطِ رَحْمَتِكَ - وَبِلَوَامِعِ بَوَارِقِ
صَوَاعِقِ عَجِيجِ هَجِيجِ رَهِيجِ وَهِيجِ بَهِيجِ نُورِ ذَاتِكَ وَبِبَهِيمِ
نَهْرِ جَهْرِ مَيْمُونِ ارْتِبَاطِ وَحْدَانِيَّتِكَ - وَبِهَدِيرِ هَيَاتِ تَيَّارِ أَمْوَاجِ
بَحْرِكَ الْمُحِيطِ بِمَلَكُوتِكَ وَبِاتِّسَاعِ انْفِسَاحِ مَيَادِينِ بَرَازِخِ
كُرْسِيِّكَ - وَبِهَيْكَلِيَّاتِ عُلْوِيَّاتِ رُوحَانِيَّاتِ أَمْلَاكِ أَفْلَاكِ عَرْشِكَ
وَبِأَمْلَاكِ الرُّوحَانِيِّينَ الْمُدِيرِينَ الْكَوَاكِبَ الْمُنِيرَةَ بِأَفْلَاكِكَ وَ
بِحَنِينِ أَنِينِ تَسْكِينِ قُلُوبِ الْمُرِيدِينَ لِقُرْبِكَ - وَبِخَضَعَاتِ حَرَارَاتِ
زَفَرَاتِ الْخَائِفِينَ مِنْ سَطْوَتِكَ وَبِآمَالِ نَوَالِ أَقْوَالِ الْمُجْتَهِدِينَ
فِي مَرْضَاتِكَ - وَبِتَخْضِيخِ تَقْطِيعِ تَقَطُّعِ مَرَائِرِ الصَّابِرِينَ بِلَائِكَ
وَبِتَعَبُّرِ تَمَجُّدِ تَجَلُّدِ الْعَابِدِينَ عَلَى طَاعَتِكَ يَا أَوَّلُ يَا آخِرُ يَا ظَاهِرُ
يَا قَدِيمُ يَا مُقِيمُ اِطْمِسْ بِطِلَسْمِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ فَشَرَ سَوْدَاءِ قُلُوبِ
أَعْدَائِنَا وَأَعْدَائِكَ وَدُقَّ أَعْنَاقَ رُؤُسِ الظَّلَمَةِ بِسُيُوفِ نَقِمَاتِ
قَهْرِكَ وَسَطْوَتِكَ وَاحْجُبْنَا بِحُجُبِكَ الْكَثِيفَةِ بِحَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ
مِنْ لَحَظَاتِ لَمَحَاتِ لَمَعَاتِ أَبْصَارِهِمُ الضَّعِيفَةِ بِعِزَّتِكَ وَسَطْوَتِكَ
وَاحْجُبْنَا يَا اللهُ (تین بار) وَصُبَّ عَلَيْنَا مِنْ أَنَابِيبِ مَيَازِيبِ

التوفيقِ فِي روضاتِ السّعاداتِ آناءَ ليلِكَ وأطرافَ نهارِكَ. وا
غمِسْنا فِي حياضِ سواقِي مساقِي بِرِّكَ ورحمتِكَ. وقيِّدْنا بقيودِ السّلامة
عَنِ الوقوعِ فِي معصيتِكَ يا أوّلُ يا آخرُ يا ظاهرُ يا باطنُ يا قديمُ يا
قيّومُ يا مولائِي يا قادرُ يا مولائِي يا غافرُ يا لطيفُ يا خبيرُ اللّهمّ
ذهلتِ العقولُ وانحصرتْ أفهامُ الأبصارِ وحارتِ الأوهامِ و
بعُدتِ الخواطرُ وقصرتْ عَنْ إدراكِ كُنهِ كيفيّةِ ذاتِكَ وما ظهر
مِنْ بوادِي عجائبِ أصنافِ قدرتِكَ دونَ البلوغِ تلألؤُ لمعاتِ
بروقِ متروقِ أسمائِكَ يا اللّهُ يا اللّهُ يا اللّهُ يا أوّلُ يا آخرُ يا ظاهرُ
يا باطنُ يا قديمُ يا قيّومُ يا مقيمُ يا نورُ يا هادِي يا بديعُ يا باقِي
يا ذا الجلالِ والإكرامِ لا إلٰهَ إلّا أنتَ برحمتِكَ أستغيثُ يا غياثَ
المستغيثينَ أغثْنا - لا إلٰهَ إلّا أنتَ برحمتِكَ ارحمْنا - اللّهمّ
محرّكَ الحركاتِ ومبدِئَ نهاياتِ الغاياتِ ومخرجَ ينا
بيعَ قبضانِ قصباتِ النّباتاتِ - ومشقّقَ صمّ جلامِيدِ الصّخورِ
الرّاسياتِ وأنبعَ منها ماءً معينًا للمخلوقاتِ والمحيِي منها سائرِ
الحيواناتِ كالنّباتاتِ والعالمَ بما اختلجَ فِي صدورِهِمْ مِنْ
أسرارِهِمْ وأفكارِهِمْ ونكتَ رمزَ نطقِ إشاراتِ خفيّاتِ لغاتِ
السّابحاتِ مِنْ سبحتْ وتقدّستْ ومجّدتْ وكبّرتْ وحمدتْ

بِجَلَالِ جَمَالِ كَمَالِ اِقْدَامِ اَقْوَالِ اِعْظَامِ عِزِّكَ وَجَبَرُوْتِكَ وَمَلَا
تِكَ سَمٰوَاتِكَ اجْعَلْنَا فِيْ هٰذَا الْعَامِ وَفِيْ هٰذَا الشَّهْرِ وَفِيْ هٰذِهِ
الْجُمُعَةِ وَفِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَفِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ وَفِيْ هٰذَا الْوَقْتِ
الْمُبَارَكِ مِمَّنْ دَعَاكَ فَاَجَبْتَهٗ وَسَئَلَكَ فَاَعْطَيْتَهٗ وَتَضَرَّعَ اِلَيْكَ
فَرَحِمْتَهٗ وَاِلٰى دَارِكَ دَارِ السَّلَامِ اَدْنَيْتَهٗ بِفَضْلِكَ يَا جَوَادُ يَا جَوَادُ يَا جَوَادُ
جُدْ عَلَيْنَا وَعَامِلْنَا بِمَا اَنْتَ اَهْلُهٗ وَلَا تُقَابِلْنَا بِمَا نَحْنُ اَهْلُهٗ اِنَّكَ اَنْتَ
اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ـ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ
يَا اَوَّلُ يَا آخِرُ يَا ظَاهِرُ يَا بَاطِنُ يَا قَدِيْمُ يَا قَوِيُّمُ يَا مُقِيْمُ يَا نُوْرُ يَا
هَادِيْ يَا بَدِيْعُ يَا بَاقِيْ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِيْثُ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ اَغِثْنَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَ
حْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَرْحَمْنَا اَسْئَلُكَ ـ اَللّٰهُمَّ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ وَاَنْ تَقْضِيَ حَوَائِجَنَا يَا
اللّٰهُ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝

وِرْدِ يَوْمِ السَّبْتِ (ہفتہ کا وظیفہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَللّٰهُمَّ يَا مَنْ نِعْمَةُ لَا تُحْصٰى وَ
اَمْرُهٗ لَا يُعْصٰى وَنُوْرُهٗ لَا يُطْفٰى وَلُطْفُهٗ لَا يُخْفٰى يَا مَنْ فَلَقَ

الْبَحْرَ لِمُوسٰى وَاَحْيَا الْمَيِّتَ لِعِيسٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَجَعَلَ النَّارَ
بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاجْعَلْ لِيْ
مِنْ اَمْرِيْ فَرَجًا وَمَخْرَجًا . اَللّٰهُمَّ بِتَلَأْلُؤِ نُوْرِ بَهَاءِ حُجُبِ عَرْشِكَ
مِنْ اَعْدَائِيْ احْتَجَبْتُ وَبِسَطْوَةِ الْجَبَرُوْتِ مِمَّنْ يَكِيْدُنِيْ تَحَصَّنْتُ
وَبِحَوْلِ طَوْلِ حَوْلِ شَدِيْدِ قُوَّتِكَ مِنْ كُلِّ سُلْطَانٍ تَحَصَّنْتُ وَ
بِدَيْمُوْمِ قَيُّوْمِ دَوَامِ اَبَدِيَّتِكَ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ اُسْتَعِذْتُ وَبِمَكْنُوْنِ
السِّرِّ مِنْ سِرِّكَ مِنْ كُلِّ هَامَّةٍ تَخَلَّصْتُ وَتَحَصَّنْتُ يَا حَابِسَ الْوَحْشِ يَا
شَدِيْدَ الْبَطْشِ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اُنِيْبُ اَحْبِسْ عَنِّيْ مَنْ
ظَلَمَنِيْ وَاَغْلِبْنِيْ عَمَّنْ غَلَبَنِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اِنَّ
اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَعَزُّ مِنْ خَلْقِهٖ جَمِيْعًا اللّٰهُ
اَعَزُّ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ مُمْسِكُ
السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ
وَجُنُوْدِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۝ اَللّٰهُمَّ كُنْ
لِيْ جَارًا مِنْ شَرِّهِمْ جَلَّ ثَنَاؤُكَ وَعَزَّ جَارُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ
وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ تَفْعَلُ مَا تَشَاءُ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ . اَلْحَمْدُ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝

وِرْدُ الصَّلٰوۃِ الْکُبْرٰی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ
عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ اَعْبُدُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَلَا اُشْرِکُ
بِہٖ شَیْئًا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَدْعُوْکَ بِاَسْمَائِکَ الْحُسْنٰی کُلِّھَا لَا
اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ
مَّجِیْدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ ۨالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ
صَحْبِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا وَّصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
صَلٰوۃً ھُوَ اَھْلُھَا اَللّٰھُمَّ یَا رَبَّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلِّ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاجْزِ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ مَا ھُوَ اَھْلُہٗ اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ
الْعَظِیْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَّمُنْزِلَ التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ
وَالزَّبُوْرِ وَالْفُرْقَانِ الْعَظِیْمِ ۝ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ
قَبْلَکَ شَیْءٌ وَّاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَکَ شَیْءٌ وَّاَنْتَ الظَّاھِرُ
فَلَیْسَ فَوْقَکَ شَیْءٌ وَّاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَکَ شَیْءٌ فَلَکَ

الحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ ۝ مَاشَاءَ اللّٰهُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَاء لَمْ یَکُنْ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ صَلٰوةً مُبَارَکَةً طَیِّبَةً کَمَا اَمَرْتَ اَنْ نُصَلِّیَ عَلَیْهِ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنْ صَلَاتِكَ شَیْءٍ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنْ رَحْمَتِكَ شَیْءٍ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنْ بَرَکَاتِكَ شَیْءٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَاَفْلِعْ وَاَنْجِمْ وَاَتِمَّ وَاَصْلِحْ وَزَکِّ وَاَرْبِحْ وَاَوْفِ وَاَرْجِعْ وَاَعْظِمْ وَاَفْضَلِ الصَّلٰوةِ وَاَجْزِلِ الثَّمَنِ وَالتَّحِیَّاتِ عَلٰی عَبْدِكَ وَنَبِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ اَلَّذِیْ هُوَ فَلَقُ صُبْحِ اَنْوَارِ الْوَحْدَانِیَّةِ وَطَلْعَةُ شَمْسِ الْاَسْرَارِ الرَّبَّانِیَّةِ وَبَهْجَةُ قَمَرِ الْحَقَائِقِ الصَّمَدَانِیَّةِ وَعَرْشُ حَضْرَتِ الْحَضَرَاتِ الرَّحْمَانِیَّةِ نُوْرُ کُلِّ رَسُوْلٍ وَسَنَاهُ (یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ) سِرُّ کُلِّ نَبِیٍّ وَهُدَاهُ (ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ) وَجَوْهَرُ کُلِّ وَلِیٍّ وَضِیَاهُ (سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمِ) اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْعَرَبِیِّ الْقُرَشِیِّ الْهَاشِمِیِّ الْاَبْطَحِیِّ التِّهَامِیِّ

الْمَكِّيِّ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْكَرَامَةِ صَاحِبِ الْخَيْرِ وَالْبِرِّ صَاحِبِ
السَّرَايَا وَالْعَطَايَا وَالْغَزْوِ وَالْجِهَادِ وَالْمَغْنَمِ وَالْمَقْسَمِ صَاحِبِ
الْآيَاتِ وَالْمُعْجِزَاتِ وَالْعَلَامَاتِ الْبَاهِرَاتِ صَاحِبِ الْحَجِّ
وَالْحَلْقِ وَالتَّلْبِيَةِ صَاحِبِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ
وَالْمَقَامِ وَالْقِبْلَةِ وَالْمِحْرَابِ وَالْمِنْبَرِ صَاحِبِ الْمَقَامِ الْمَحْمُودِ
وَالْحَوْضِ الْمَوْرُودِ وَالشَّفَاعَةِ وَالسُّجُودِ لِلرَّبِّ الْمَعْبُودِ صَاحِبِ
رَمْيِ الْجَمَرَاتِ وَالْوُقُوفِ بِعَرَفَاتٍ صَاحِبِ الْعِلْمِ الطَّوِيلِ
وَالْكَلَامِ الْجَلِيلِ صَاحِبِ كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ وَالصِّدْقِ وَالتَّصْدِيقِ
اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَاةً تُنْجِينَا بِهَا مِنْ
جَمِيعِ الْمِحَنِ وَالْإِحَنِ وَالْأَهْوَالِ وَالْبَلِيَّاتِ وَتُسَلِّمُنَا بِهَا مِنْ
جَمِيعِ الْفِتَنِ وَالْأَسْقَامِ وَالْآفَاتِ وَالْعَاهَاتِ وَتُطَهِّرُنَا
بِهَا مِنْ جَمِيعِ الْعُيُوبِ وَالسَّيِّئَاتِ وَتَغْفِرُ لَنَا بِهَا جَمِيعَ الذُّنُوبَاتِ
وَتَمْحُو بِهَا عَنَّا جَمِيعَ الْخَطِيئَاتِ وَتَقْضِي لَنَا بِهَا جَمِيعَ مَا
نَطْلُبُهُ مِنَ الْحَاجَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ أَعْلَى الدَّرَجَاتِ
وَتُبَلِّغُنَا أَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيَاةِ وَبَعْدَ
الْمَمَاتِ يَا رَبُّ يَا اللهُ يَا مُجِيبَ الدَّعَوَاتِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ
أَنْ تَجْعَلَ لِي فِي مُدَّةِ حَيَاتِي وَبَعْدَ مَمَاتِي أَضْعَافَ أَضْعَافِ

ذَالِكَ اَلْفَ اَلْفِ صَلَاةٍ وَسَلَامٍ مَضْرُوْبِيْنَ فِيْ مِثْلِ ذَالِكَ وَاَمْثَالِ
اَمْثَالِ ذَالِكَ عَلٰى عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ
الْاُمِّيِّ وَالرَّسُوْلِ الْعَرَبِيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ
وَذُرِّيَاتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَصْحَارِهٖ وَاَنْصَارِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ
وَمَوَالِيْهٖ وَخُدَّامِهٖ وَحُجَّابِهٖ۔ اِلٰهِيْ اَجْعَلْ كُلَّ صَلٰوةٍ
مِنْ كُلِّ ذَالِكَ تَفُوْقُ وَتَفْضُلُ صَلَاةَ الْمُصَلِّيْنَ عَلَيْهِ مِنْ
اَهْلِ السَّمٰوَاتِ وَاَهْلِ الْاَرْضِيْنَ اَجْمَعِيْنَ كَفَضْلِهِ الَّذِيْ
فَضَّلْتَهٗ عَلٰى كَافَّةِ خَلْقِكَ يَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ وَيَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِيْنَ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ
عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَكَرِّمْ
عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ
الْاُمِّيِّ السَّيِّدِ الْكَامِلِ الْفَاتِحِ الْخَاتِمِ حَاءِ الرَّحْمَةِ وَمِيْمِ الْمُلْكِ
وَدَالِ الدَّوَامِ بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ
وَعُرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَعَيْنِ اَعْيَانِ خَلِيْقَتِكَ وَصَفِيِّكَ
السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُوْرُهٗ الرَّحْمَةِ لِلْعٰلَمِيْنَ ظُهُوْرُهُ الْمُصْطَفَى الْمُجْتَبٰى
الْمُنْتَقٰى الْمُرْتَضٰى عَيْنُ الْعِنَايَةِ وَزَيْنُ الْقِيَامَةِ وَكَنْزُ الْهِدَايَةِ
وَاِمَامُ الْحَضْرَتِ وَاَمِيْنُ الْمَمْلَكَةِ وَطِرَازُ الْحُلَّةِ وَكَنْزِ

الْحَقِيقَةِ وَشَمْسُ الشَّرِيعَةِ كَاشِفُ دَيَاجِى الظُّلْمَةِ وَنَاصِرُ
الْمِلَّةِ وَنَبِىُّ الرَّحْمَةِ وَشَفِيعُ الْاُمَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَ تَخْشَعُ
الْاَصْوَاتُ وَتَشْخَصُ الْاَبْصَارُ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا
نَبِيِّنَا مُحَمَّدِ النُّورِ الْاَبْلَجِ وَالْبَهَاءِ الْاَبْهَجِ نَامُوسِ تَوْرَاةِ
مُوسٰى وَقَامُوسِ اِنْجِيلِ عِيسٰى صَلٰوةُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ
اَجْمَعِيْنَ. طِلَسْمِ الْفَلَكِ الْاَطْلَسِ فِى بُطُونِ كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا
فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ طَاوُسِ الْمَلَكِ الْمُقَدَّسِ فِى ظُهُورِ فَخَلَقْتُ
خَلْقًا فَتَعَرَّفْتُ اِلَيْهِمْ فَبِى عَرَفُونِى قُوتِ قُوَّةِ عَيْنِ نُورِ الْيَقِيْنِ
مِرْآةِ اُولِى الْعَزْمِ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلٰى شُهُودِ الْمَلِكِ الْحَقِّ
الْمُبِيْنِ نُورِ اَنْوَارِ اَبْصَارِ بَصَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ الْمُكَرَّمِيْنَ وَمَحَلِّ
نَظْرِكَ وَسِعَةِ رَحْمَتِكَ مِنَ الْعَوَالِمِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اِخْوَانِهِ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى
اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَاَتْحِفْ
وَاَنْعِمْ وَامْنَحْ وَاَكْرِمْ وَاَجْزِلْ وَاَعْظِمْ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ
وَاَوْفٰى سَلَامِكَ صَلَاةً وَسَلَامًا يَتَنَزَّلَانِ مِنْ اُفُقِ كُنْهِ
بَاطِنِ الذَّاتِ اِلٰى فَلَكِ سَمَاءِ مَظَاهِرِ الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ وَ
يَرْتَقِيَانِ عِنْدَ سِدْرَةِ مُنْتَهَى الْعَارِفِيْنَ اِلٰى مَرْكَزِ جَلَالِ النُّورِ

الْمُبِيْنِ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ
عِلْمِ يَقِيْنِ الْعُلَمَاءِ الرَّبَّانِيِّيْنَ وَعَيْنِ يَقِيْنِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ
وَحَقِّ يَقِيْنِ الْاَنْبِيَاءِ الْمُكَرَّمِيْنَ الَّذِيْ تَاهَتْ فِيْ اَنْوَارِ جَلَالِهٖ
اُوْلُوا الْعَزْمِ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ وَتَحَيَّرَتْ فِيْ دَرْكِ حَقَائِقِهٖ عُظَمَاءُ
الْمَلَائِكَةِ الْمُهَيْمِنَ الْمُنْزَلِ عَلَيْهِ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ بِلِسَانٍ
عَرَبِيٍّ مُبِيْنٍ - لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ
رَسُوْلًا مِنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُبِيْنٍ ۝
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ صَلَاةً ذَاتِيَّةً عَلٰى حَضْرَةِ صِفَاتِكَ الْجَامِعِ
بِكُلِّ الْكَمَالِ الْمُتَّصِفِ بِصِفَاتِ الْجَلَالِ وَالْجَمَالِ مَنْ تَنَزَّهَ عَنِ
الْمَخْلُوْقِيْنَ فِي الْمِثَالِ يَنْبُوْعِ الْمَعَارِفِ الرَّبَّانِيَّةِ وَخَيْطَةِ الْاَسْرَارِ
الْاِلٰهِيَّةِ غَايَتِ مُنْتَهَى السَّائِلِيْنَ وَدَلِيْلِ كُلِّ حَائِرٍ مِنَ
السَّالِكِيْنَ مُحَمَّدِ الْمَحْمُوْدِ بِالْاَوْصَافِ وَالذَّاتِ وَاَحْمَدَ مَنْ
مَضٰى وَمَنْ هُوَ اٰتٍ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمَ بِدَايَةِ الْاَوَّلِ وَغَايَةِ
الْاَبَدِ حَتّٰى لَا يَحْصُرُوْهُ عَدَدٌ وَلَا يُنْهِيْهِ اَمَدٌ وَارْضَ
عَنْ تَوَابِعِهٖ فِي الشَّرِيْعَةِ وَالطَّرِيْقَةِ وَالْحَقِيْقَةِ مِنَ الْاَصْحَابِ
وَالْعُلَمَاءِ وَاَهْلِ الطَّرِيْقَةِ وَاجْعَلْنَا يَا مَوْلَانَا مِنْهُمْ حَقِيْقَةً

امين - اللّٰهمّ صلّ وسلّم على سيدنا محمّدٍ وعلى آل سيدنا محمّد فتح
ابواب حضرتك وعين عنايتك بخليقتك ورسولك الى خلقك
وانيسك وحضرتك في الذات المنزل عليه الآيات الواضحات مقيل
العثرات وسيد السادات ماحي الشبهات والضلالات السيوف
القاطعات الآمر بالمعروف والناهي عن المنكرات الشربل من
شراب المشاهدات سيدنا ومحمّد خير البريّة صلّى الله عليه
وسلّم اللّٰهمّ صلّ وسلّم على من له الاخلاق المرضية و
الاوصاف المرضية والاقوال الشرعية والاحوال الحقيقية
والعنايات الازلية والسعادات الابدية والفتوحات
المكية والظهورات المدنية والكمالات الالهية في
العالم الربانية وسر البرية وشفيعنا يوم بعثنا المستغرق
لنا عند ربنا الداعي اليك والمقتدي لمن اراد الوصول
اليك الانيس والمستوحش من غيرك حتى تمتع من نور
ذاتك ورجع بك لا بغيرك وشهد وحدتك محترمك
ثلث له بلسان حالك وقوته بجمالك فاشرع بما تغمر
اعوش عن المشرعين الذي كولك لبلك والصائم لك

نَهَانَا لَكَ الْمَعْرُوْفِ عِنْدَ مَلَائِكَتِكَ إِنَّهُ خَيْرُ خَلْقِكَ اَللّٰهُمَّ
إِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِالْحَرْفِ الْجَامِعِ لِمَعَانِيْ جَمَالِكَ نَسْئَلُكَ إِيَّال
بِكَ أَنْ تُرِيَنَا وَجْهَهُ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْ تَمْحُوَ عَنَّا
وُجُوْدَ ذُنُوْبِنَا لِمُشَاهَدَةِ جَمَالِكَ وَتُغْنِيَنَا عَنَّا فِيْ بِحَارِ أَنْوَارِكَ
مَعْصُوْمِيْنَ مِنَ الشَّوَاغِلِ الدُّنْيَوِيَّةِ رَاغِبِيْنَ إِلَيْكَ غَائِبِيْنَ بِكَ
يَا اَللّٰهُ (ثَلَاثًا) لَا إِلٰهَ غَيْرُكَ اِسْقِنَا مِنْ شَرَابِ مَحَبَّتِكَ وَاغْمِسْنَا
فِي الْبِحَارِ أَحَدِيَّتِكَ حَتّٰى نَرْفَعَ فِيْ بُحْبُوْحَةِ حَضْرَتِكَ وَتَقْطَعَ عَنَّا
أَوْهَامَ خَلِيْقَتِكَ بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ وَنَوِّرْنَا بِنُوْرِ طَاعَتِكَ وَ
اِهْدِنَا وَلَا تُضِلَّنَا وَبَصِّرْنَا لِعُيُوْبِنَا عَنْ عُيُوْبِ غَيْرِنَا بِحُرْمَةِ
نَبِيِّنَا وَسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ
مَصَابِيْحِ الْوُجُوْدِ وَأَهْلِ الشُّهُوْدِ. يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. نَسْئَلُكَ
أَنْ تُلْحِقَنَا بِهِمْ وَتَمْنَعَنَا حُبَّهُمْ يَا اَللّٰهُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا
ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ
وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَهَبْ لَنَا مَعْرِفَةً نَافِعَةً
إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ
نَسْئَلُكَ أَنْ تَرْزُقَنَا رُؤْيَةَ وَجْهِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ

سَامِنَا وَيَقْظَتِنَا وَاَنْ تُصَلِّيَ وَتُسَلِّمَ عَلَيْهِ صَلَاةً دَائِمَةً إِلَى
يَوْمِ الدِّيْنِ وَاَنْ تُصَلِّيَ عَلَى خَيْرِنَا وَكُنْ لَنَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَفْضَلَ
صَلَوَاتِكَ اَبَدًا وَاَنْمَى بَرَكَاتِكَ سَرْمَدًا وَاَزْكٰى تَحِيَّاتِكَ فَضْلًا
وَعَدَدًا عَلَى اَشْرَفِ الْحَقَائِقِ الْاِنْسَانِيَّةِ وَالْجَانِيَّةِ وَمَجْمَعِ
الدَّقَائِقِ الْاِيْمَانِيَّةِ وَطُوْرِ التَّجَلِّيَاتِ الْاِحْسَانِيَّةِ وَ
مَهْبِطِ الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِيَّةِ وَعُرُوْسِ الْمَمْلَكَةِ الرَّبَّانِيَّةِ
وَاسِطَةِ عِقْدِ النَّبِيِّيْنَ وَمُقَدَّمِ جَيْشِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ
قَائِدِ رَكْبِ الْاَوْلِيَاءِ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَاَفْضَلِ الْخَلَائِقِ
اَجْمَعِيْنَ حَامِلِ لِوَاءِ الْعِزِّ الْاَعْلٰى وَمَالِكِ اَزِمَّةِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰى
شَاهِدِ اَسْرَارِ الْاَزَلِ وَمُشَاهِدِ اَنْوَارِ السَّوَابِقِ الْاُوَلِ وَ
تَرْجُمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ وَمَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِكَمِ وَمَظْهَرِ
سِرِّ الْوُجُوْدِ الْجُزْئِيِّ وَالْكُلِّيِّ وَاِنْسَانِ عَيْنِ جَوِّ الْعُلْوِيِّ
وَالسُّفْلِيِّ رُوْحِ جَسَدِ الْكَوْنَيْنِ وَعَيْنِ حَيَاةِ الدَّارَيْنِ الْمُتَحَقِّقِ
بِاَعْلٰى رُتَبِ الْعُبُوْدِيَّةِ وَالْمُتَخَلِّقِ بِاَخْلَاقِ الْمَقَامَاتِ الْاِصْطِفَائِيَّةِ
الْخَلِيْلِ الْاَعْظَمِ وَالْحَبِيْبِ الْاَكْرَمِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا حَبِيْبِنَا
مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ

وَأَصْحَابِهِ عَدَدَ مَعْلُومَاتِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُونَ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا دَائِمًا كَثِيرًا - اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنُورِهِ السَّارِي فِي الْوُجُودِ أَنْ تُحْيِيَ قُلُوبَنَا بِنُورِ حَيَاةِ قَلْبِهِ الْوَاسِعِ لِكُلِّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا وَهُدًى وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ وَتَشْرَحَ صُدُورَنَا بِنُورِهِ الْجَامِعِ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ وَضِيَاءً وَذِكْرَى لِلْمُتَّقِينَ وَتُطَهِّرَ نُفُوسَنَا بِطَهَارَةِ نَفْسِهِ الزَّكِيَّةِ الْمَرْضِيَّةِ وَتُعَلِّمَنَا بِأَنْوَارِ عُلُومِهِ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ وَتُسْرِيَ سَرَائِرَهُ فِينَا بِلَوَامِعِ أَنْوَارِكَ حَتَّى تُفْنِيَنَا مِنَّا فِي حَقِّ حَقِيقَتِهِ فَيَكُونَ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ فِينَا بِقَيُّومِيَّتِكَ السَّرْمَدِيَّةِ تَنْتَعِشُ بِرُوحِهِ عَيْشَ الْحَيَاةِ الْأَبَدِيَّةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا كَثِيرًا - بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ عَلَيْنَا يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا رَحْمٰنُ وَبِتَجَلِّيَاتِ مُنَازَلَاتِكَ فِي مِرْآةِ شُهُودِهِ لِمُنَازَلَاتِ تَجَلِّيَاتِكَ فَنَكُونَ فِي الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ فِي وَلَايَةِ الْأَقْرَبِينَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ جَمَالِ لُطْفِكَ وَحَنَانِ عِذَائِكَ وَجَمَالِ مُلْكِكَ

وَكَمَالِ تَقْدِيسِكَ النُّورُ الْمُطْلَقُ بِسِرِّ الْمَعِيَّةِ الَّتِي لَا تَتَغَيَّرُ الْبَاقِي
الْمُغْنِي بِغِنَاكَ وَالظَّاهِرُ حَقًّا فِي شُهُودِكَ شَمْسُ الْأَسْرَارِ
الرَّبَّانِيَّةِ وَمَجْلَى حَضْرَةِ الْحَضَرَاتِ الرَّحْمَانِيَّةِ مُنَزِّلِ الْكُتُبِ
الْقَيِّمَةِ وَنُورِ الْآيَاتِ الْبَيِّنَةِ الَّذِي خَلَقْتَهُ مِنْ نُورِ ذَاتِكَ
وَحَقَّقْتَهُ بِأَسْمَائِكَ وَصِفَاتِكَ وَخَلَقْتَ مِنْ نُورِهِ الْأَنْبِيَاءَ
وَالْمُرْسَلِينَ وَتَعَرَّفْتَ إِلَيْهِمْ بِأَخْذِ الْمِيثَاقِ عَلَيْهِمْ بِقَوْلِكَ
الْحَقِّ الْمُبِينِ وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ
كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ
بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي
قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ اللَّهُمَّ
صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى بَهْجَةِ الْكَمَالِ وَتَاجِ الْجَلَالِ وَبَهَاءِ الْجَمَالِ
وَشَمْسِ الْوِصَالِ وَعَبَقِ الْوُجُودِ وَحَيَاةِ كُلِّ مَوْجُودٍ عِزِّ
جَلَالِ سَلْطَنَتِكَ وَجَلَالِ عِزِّ مَمْلَكَتِكَ وَمَلِيكِ صُنْعِ قُدْرَتِكَ
وَطِرَازِ صَفْوَةِ الصَّفْوَةِ مِنْ أَهْلِ صَفْوَتِكَ وَخُلَاصَةِ الْخَاصَّةِ
مِنْ أَهْلِ قُرْبِكَ سِرِّ اللَّهِ الْأَعْظَمِ وَحَبِيبِ اللَّهِ الْأَكْرَمِ
وَخَلِيلِ اللَّهِ الْمُكَرَّمِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمْ - اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَتَوَسَّلُ بِهٖ اِلَيْكَ وَنَتَشَفَّعُ بِهٖ
لَدَيْكَ صَاحِبِ الشَّفَاعَةِ الْكُبْرٰى وَالْوَسِيْلَةِ الْعُظْمٰى
وَالنُّوْرِ بِعِنَّةِ الْغَرَّ وَالْمَكَانَةِ الْعُلْيَا وَالْمَنْزِلَةِ الزُّلْفٰى وَقَابَ
قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى اَنْ تُحَقِّقَنَا بِهٖ ذَاتًا وَاَسْمَاءً وَاَفْعَالًا
وَاٰثَارًا حَتّٰى لَا نَرٰى وَلَا نَسْمَعُ وَلَا نُحِسُّ وَلَا نَجِدُ اِلَّا اِيَّاكَ
اِلٰهِىْ وَسَيِّدِىْ بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ اَنْ تَجْعَلَ هُوِيَّتَنَا
عَيْنَ هُوِيَّتِهٖ - فِىْ اَوَائِلِهٖ وَنِهَايَتِهٖ بِوُدِّ خُلَّتِهٖ وَصَفَاءِ
مَحَبَّتِهٖ وَفَوَاتِحِ اَنْوَارِ بَصِيْرَتِهٖ وَجَوَامِعِ اَسْرَارِ
سَرِيْرَتِهٖ وَرَحِيْمِ رُحْمَاتِهٖ وَنَعِيْمِ نِعْمَاتِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِجَاهِ
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْفِرَةَ وَالرِّضَا وَالْقَبُوْلَ
قَبُوْلًا تَامًّا لَا تَكِلْنَا فِيْهِ اِلٰى اَنْفُسِنَا طَرْفَةَ عَيْنٍ يَا نِعْمَ الْمُجِيْبُ فَقَدْ دَخَلَ
الدَّخِيْلُ يَا مَوْلَاىَ بِجَاهِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ
غُفْرَانَ ذُنُوْبِ الْخَلْقِ بِاَجْمَعِهِمْ وَاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ بِرِّهِمْ وَ
فَاجِرِهِمْ كَقَطْرَةٍ فِىْ بَحْرِ جُوْدِكَ الْوَاسِعِ الَّذِىْ لَا سَاحِلَ لَهٗ
فَقَدْ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً
لِّلْعٰلَمِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ -

رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُنْ

بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا ○ رَبِّ إِنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ

رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ ـ يَا عَوْنَ الضُّعَفَاءِ يَا

عَظِيمَ الرَّجَاءِ يَا مُنْقِذَ الْغَرْقَى يَا مُنْجِيَ الْهَلْكَى يَا نِعْمَ الْمَوْلَى يَا

أَمَانَ الْخَائِفِينَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيمُ الْحَكِيمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا

اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ط اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى

الْجَامِعِ الْأَكْمَلِ وَالْقُطْبِ الرَّبَّانِيِّ الْأَفْضَلِ طِرَازِ حُلَّةِ الْإِيمَانِ

وَمَعْدِنِ الْجُودِ وَالْإِحْسَانِ صَاحِبِ الْهِمَمِ السَّمَاوِيَّةِ وَالْعُلُومِ

اللَّدُنِّيَّةِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى مَنْ خَلَقْتَ الْوُجُودَ لِأَجْلِهِ

وَخَصَصْتَ الْأَشْيَاءَ بِسَبَبِهِ مُحَمَّدٍ الْمَحْمُودِ صَاحِبِ الْمَكَارِمِ وَالْجُودِ

وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الْأَقْطَابِ السَّابِقِينَ إِلَى جَنَابِ ذٰلِكَ الْجَنَابِ اَللّٰهُمَّ

صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النُّورِ الْبَهِيِّ وَالْبَيَانِ الْجَلِيِّ وَ

اللِّسَانِ الْعَرَبِيِّ وَالدِّينِ الْحَنَفِيِّ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ الْمُؤَيَّدِ بِالرُّوحِ

الْأَمِينِ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ وَخَاتِمِ النَّبِيِّينَ وَرَحْمَةِ اللّٰهِ لِلْعٰلَمِينَ

وَالْخَلَائِقِ أَجْمَعِينَ ط اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى مَنْ خَلَقْتَهُ مِنْ

نُوْرِكَ وَجَعَلْتَ كَلِمَتَهُ مِنْ كَلَامِكَ وَفَضَّلْتَهُ عَلَى أَنْبِيَائِكَ

وَجَعَلْتَ السَّعَادَةَ مِنْكَ إِلَيْهِ وَمِنْهُ إِلَيْهِمْ كَمَالِ كُلِّ وَلِيٍّ لَكَ

وَهَادِيْ كُلِّ مُفْتَقِرٍ عَنْكَ هَادِي الْخَلْقِ إِلَى الْحَقِّ تَارِكِ الْأَشْيَاءِ

لِأَجْلِكَ وَمَعْدِنِ الْخَيْرَاتِ بِفَضْلِكَ وَخَاطَبْتَهُ عَلَى بِسَاطِ قُرْبِكَ

وَكَانَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا - الْقَائِمِ لَكَ فِيْ لَيْلِكَ وَالصَّائِمِ

لَكَ فِيْ نَهَارِكَ وَالْهَائِمِ بِكَ فِيْ جَلَالِكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ

عَلَى نَبِيِّكَ الْخَلِيْفَةِ فِيْ خَلْقِكَ الْمُشْتَغِلِ بِذِكْرِكَ الْمُتَفَكِّرِ فِيْ

خَلْقِكَ وَالْأَمِيْنِ بِسِرِّكَ وَالْبُرْهَانُ لِرُسُلِكَ الْحَاضِرِ فِيْ

سُرَادِقِ قُدْسِكَ وَالشَّاهِدِ لِجَمَالِ جَلَالِكَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا

مُحَمَّدِ الْمُفَسِّرِ لِاٰيَاتِكَ وَالظَّاهِرِ فِيْ مُلْكِكَ وَالتَّائِبِ فِيْ مَلَكُوْتِكَ

وَالْمُتَخَلِّقِ بِصِفَاتِكَ وَالدَّاعِيْ إِلَى جَبَرُوْتِكَ الْحَضْرَةِ الرَّحْمَانِيَّةِ

وَالْبُرْدَةِ الْجَلَالِيَّةِ وَالسَّرَابِيْلِ الْجَمَالِيَّةِ الْعُرَيْشِ الشَّقِيِّ

وَالنُّوْرِ الْبَهِيِّ وَالْحَبِيْبِ النَّبَوِيِّ وَالدُّرِّ النَّقِيِّ وَالْمِصْبَاحِ

الْقَوِيِّ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرٰهِيْمَ

وَعَلَى اٰلِ إِبْرٰهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا

مُحَمَّدٍ بَحْرِ الْوَارِدِكَ وَمَعْدِنِ أَسْرَارِكَ وَرُوْحِ أَرْوَاحِ عِبَادِكَ اللَّذَّةِ

الْفَاخِرَةِ وَالْعَقَبَةِ النَّافِخَةِ وَالْمَوْجُوْدَاتِ

رحماءِ الرَّحْمَاتِ وَالْجِيْمِ اللّٰهِ رَحْمَاتِ وَسِيْنِ السَّعَادَاتِ وَنُوْنِ

الْعِنَايَاتِ وَكَمَالِ التَّجَلِّيَاتِ وَمُنْشَاءِ الْاَزَلِيَّاتِ وَخَتْمِ الْاَبَدِيَّاتِ

الْمَشْغُوْلِ بِكَ عَنِ الْاَشْيَاءِ الدُّنْيَوِيَّاتِ الطَّاعِمِ مِنْ ثَمَرَاتِ

الْمُشَاهَدَاتِ وَالْمُشْفِقِ مِنْ اَسْرَارِ الْقُدْسِيَّاتِ الْعَالِمِ بِالْمَاضِيْ وَ

الْمُسْتَقْبَلَاتِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهِ الْاَبْرَارِ وَ

اَصْحَابِهِ الْاَخْيَارِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَعَلٰى رُوْحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْاَرْوَاحِ

وَعَلٰى جَسَدِهٖ فِي الْاَجْسَادِ وَعَلٰى قَبْرِهٖ فِي الْقُبُوْرِ وَعَلٰى سَمْعِهٖ فِي الْمَسَامِعِ

وَعَلٰى حَرَكَتِهٖ فِي الْحَرَكَاتِ وَعَلٰى سُكُوْنِهٖ فِي السَّكَنَاتِ وَعَلٰى قُعُوْدِهٖ

فِي الْقُعُوْدَاتِ وَعَلٰى قِيَامِهٖ فِي الْقِيَامَاتِ وَعَلٰى لِسَانِهِ النَّاشِقِ الْاَزَلِيِّ

وَالْخَتْمِ الْاَبَدِيِّ صَلِّ۔ اَللّٰهُمَّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ عَدَدَ

مَا عَلِمْتَ وَمِلْءَ مَا عَلِمْتَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِيْ

اَعْطَيْتَهٗ وَكَرَّمْتَهٗ وَفَضَّلْتَهٗ وَنَصَرْتَهٗ وَاَمِنْتَهٗ وَقَرَّبْتَهٗ وَ

اَدَّبْتَهٗ وَسَقَيْتَهٗ وَمَكَّنْتَهٗ وَمَلَأْتَهٗ بِعِلْمِكَ الْاَنْفَسِ وَبَسَطْتَهٗ

بِحُبِّكَ الْاَطْوَسِ وَزَيَّنْتَهٗ بِقُوَّتِكَ الْاَقْبَسِ فَخْرِ الْاَفْلَاكِ وَ

مِلَاكِ الْاَخْلَاقِ وَنُوْرِكَ الْمُبِيْنِ وَعَبْدِكَ الْقَدِيْمِ وَ

حَبِيْبِكَ الْقَدِيْمِ وَحَقِيْقَتِكَ الْحَصِيْنِ وَجَلَالِكَ الْحَكِيْمِ

وَجَمَالِكَ الْكَرِيْمِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِهِ وَأَصْحَابِهِ
مَصَابِيْحِ الْهُدٰى وَقَنَادِيْلِ الْوُجُوْدِ وَكَمَالِ السُّعُوْدِ الْمُطَهَّرِيْنَ
مِنَ الْعُيُوْبِ ـ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ صَلَاةً تَحُلُّ بِهِ الْعُقَدَ وَ
وَدِيْمَةً تُفَرَّجُ بِهَا الْكُرُوْبُ وَتَرْحَمُنَا تُزِيْلُ بِهَا الْعَطَبَ وَتُكَوِّنُ بِهَا تُقْضَى
بِهِ الْأَرَبُ يَا رَبَّنَا يَا اللّٰهُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ نَسْئَلُكَ
ذَالِكَ مِنْ فَضَائِلِ لُطْفِكَ وَغَرَائِبِ فَضْلِكَ يَا كَرِيْمُ يَا رَحِيْمُ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ
الْأُمِّيِّ وَالرَّسُوْلِ الْعَرَبِيِّ وَعَلٰى اٰلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ وَأَهْلِ
بَيْتِهِ صَلَاةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًى وَلَهُ جَزَاءً وَلِحَقِّهِ أَدَاءً وَأَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ
وَالْفَضِيْلَةَ وَالشَّرَفَ وَالدَّرَجَةَ الْعَالِيَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ
الَّذِيْ وَعَدْتَهُ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ـ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَتَوَسَّلُ بِكَ وَ
نَسْئَلُكَ وَنَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِكِتَابِكَ الْعَزِيْزِ وَنَبِيِّكَ الْكَرِيْمِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِشَرَفِهِ الْمَجِيْدِ وَأَبَوَيْهِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيْمَ وَسَيِّدِنَا
إِسْمٰعِيْلَ وَبِصَاحِبَيْهِ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَذِي النُّوْرَيْنِ عُثْمَانَ وَاٰلِهِ فَاطِمَةَ
وَعَلِيٍّ وَوَلَدَيْهِمَا الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَعَمَّيْهِ الْحَمْزَةِ وَالْعَبَّاسِ وَ
زَوْجَتَيْهِ خَدِيْجَةَ وَعَائِشَةَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلٰى أَبَوَيْهِ
سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيْمَ وَسَيِّدِنَا إِسْمٰعِيْلَ وَعَلٰى اٰلِ

نَبِيٍّ وَصَحْبٍ كُلَّ صَلَاةٍ يُتَرْجِمُهَا لِسَانُ الْأَزَلِ فِي رِيَاضِ الْمَلَكُوتِ وَ
رُقِيِّ الْمَقَامَاتِ وَنَيْلِ الْكَرَامَاتِ وَرَفْعِ الدَّرَجَاتِ وَيَنْطِقُ بِهَا لِسَانُ الْأَبَدِ
فِي حَضِيضِ النَّاسُوتِ وَلِغُفْرَانِ الذُّنُوبِ وَكَشْفِ الْكُرُوبِ وَدَفْعِ الْمُهِمَّاتِ
كَمَا هُوَ اللَّائِقُ بِأَهْلِيَّتِكَ وَشَأْنِكَ الْعَظِيمِ وَكَمَا هُوَ اللَّائِقُ بِأَهْلِيَّتِهِمْ
وَمَنَاصِبِهِمُ الْكَرِيمِ بِخُصُوصِ خَصَائِصَ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللهُ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ. اَللّٰهُمَّ حَقِّقْنَا بِسِرِّ إِبْرَاهِيمَ فِي مَدَارِجِ مَعَارِفِهِمْ
بِمَثُوبَةِ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنْكَ الْحُسْنَى آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ وَالْفَوْزِ بِالسَّعَادَةِ الْكُبْرَى بِمَوَدَّةِ الْقُرْبَى وَعُمَّنَا فِي زُمْرَةِ الْمَقْصُودِ
فِي مَقَامِهِ الْمَحْمُودِ وَتَحْتَ لِوَائِهِ الْمَعْقُودِ وَاسْقِنَا مِنْ حَوْضِ عِرْفَانِ
مَعْرُوفِهِ الْمَوْرُودِ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوُرُودِ
بِشَارَةِ قُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ بِظُهُورِ بِشَارَةِ وَلَسَوْفَ
يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ. اَللّٰهُمَّ إِنَّا
نَعُوذُ بِعِزِّ جَلَالِكَ وَبِجَلَالِ عِزَّتِكَ وَبِقُدْرَةِ سُلْطَانِكَ وَبِسُلْطَانِ
قُدْرَتِكَ وَبِحُبِّ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْقَطِيعَةِ وَالْأَهْوَاءِ
الرَّدِيَّةِ يَا ظَهِيرَ اللَّاجِينَ يَا جَارَ الْمُسْتَجِيرِينَ أَجِرْنَا مِنَ الْخَوَاطِرِ

النفسانية وحفظنا من الشهوات الشيطانية وطهرنا من
قاذورات البشرية وصفنا بصفاء المحمدية القدسية بتصفية من صدأ الغفلة
ووهدة الجهل حتى تضمحل رسومنا بفناء الأنانية ومباينة الظلمة
الإنسانية في حضرة الجمع والتخلية والتخلي بالوهبية الأحدية و
التجلي بالحقائق الصمدانية في شهود الوحدانية حيث لا حيث ولا
أين ولا كيف ويبقى الكل لله وبالله ومن الله وإلى الله ومع الله
غرقا بنعمة الله في بحر منة الله منصورين بسيف الله محفوظين
بعناية الله بعصمة الله من كل شاغل يشغل من الله وخاطر يخطر
لغير الله يا رب يا الله (ثلاثا) ربي الله وما توفيقي إلا بالله عليه
توكلت وإليه أنيب - اللهم اشغلنا بك وهب لنا همة لا سعة فيها
لغيرك ولا مدخل فيها لسواك وسعة بالعلوم الإلهية و
الصفات الربانية والأخلاق المحمدية وتوج عقائدنا بحسن
الظن الجميل وحق اليقين وحقيقة التمكين وسدد أحوالنا
بالتوفيق والسعادة وحسن اليقين وشد قواعدنا على صراط
الصديقين والاستقامة وقواعد العز الراسخين صراط
الذين أنعمت عليهم من النبيين والصديقين والشهداء و

والصالحين وشيد مقاصدنا في المجد الأثيل على أعلى درجات الكرام
وعزائم أولي العزم من المرسلين يا صريخ المستصرخين يا غياث
المستغيثين أغثنا بألطاف رحمتك من ضلال البعد واشملنا
بنفحات عنايتك في مقام القرب واسعفنا بأنوار هدايتك
في خطائر القلوب وأيدنا بنصرك العزيز نصرا مؤيدا
بالقرآن المجيد بفضلك ورحمتك يا أرحم الراحمين ربنا
تقبل منا إنك أنت السميع العليم وتب علينا إنك أنت التواب
الرحيم - اللهم صل وسلم على سيدنا محمد النبي الأمي وأزواجه
أمهات المؤمنين وذريته وأهل بيته كما صليت على إبراهيم
وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد - يا عماد من لا عماد له ويا سند
من لا سند له يا ذخر من لا ذخر له يا جابر كل كسير يا
صاحب كل غريب يا مونس كل وحيد لا إله إلا أنت
سبحانك إني كنت من الظالمين أنت ولي في الدنيا و
الآخرة توفني مسلما وألحقني بالصالحين وأصلح لي في ذريتي
إني تبت إليك وإني من المسلمين صلوات الله وملئكته و

وَأَنْبِيَائِهِ وَرُسُلِهِ وَجَمِيعِ خَلْقِهِ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ
مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ اللَّهُمَّ
أَدْخِلْنَا مَعَهُ بِشَفَاعَتِهِ وَضَمَانِهِ وَرِعَايَتِهِ مَعَ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ
بِدَارِكَ دَارِ السَّلَامِ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ
يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَأَتْحِفْنَا بِمُشَاهَدَتِهِ بِلَطِيفِ مَنَازِلِهِ
يَا كَرِيمُ يَا رَحِيمُ أَكْرِمْنَا بِالنَّظَرِ إِلَى جَمَالِ سُبُحَاتِ وَجْهِكَ
الْعَظِيمِ وَاحْفَظْنَا بِكَرَامَتِهِ بِالتَّكْرِيمِ وَالتَّبْجِيلِ وَالتَّعْظِيمِ وَأَكْرِمْنَا
بِنُزُلِهِ نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ فِي رَوْضِ رِضْوَانِي أُحِلُّ عَلَيْكُمْ
فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ أَبَدًا إِذْ أَعْطَاكُمْ مَفَاتِحَ الْغَيْبِ لِخَزَائِنِ السِّرِّ الْمَكْنُونِ
جَنَّاتِ صِفَاتِ الْمَعَانِي بِأَنْوَارِ ذَاتِ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ وَلَهُمْ
مَا يَدَّعُونَ سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ الرَّحِيمِ بِالْعَطَاءِ وَالْفَتْحِ الْوَاضِحِ
الْمُحَمَّدِيِّ بَيِّنًا مِنْ عَيْنِ عِنَايَتِهِ فَضْلًا مِنْ رَبِّكَ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ
الْمُبِينُ فِي مَحَاسِنِ قُصُورِ ذَخَائِرِ سَرَائِرِ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ
لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ فِي مُنْعَمَّتِهِ مَحَاسِنِ
خَوَاتِمِ دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ
وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

درود شریف مذکورہ بالا کم از کم ایک بار یومیہ بعد نماز صبح یا بعد از تہجد پڑھے اور ثواب اسکا حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی بارگاہ عالیہ میں پیش کرے نفع ہائے گوناگوں سے مستفید اور زیارت سے مشرّف ہو۔

صلوٰۃ کنز الاعظم

یہ درود شریف بھی صلوٰۃ الکبریٰ کی طرح حضور غوث الاعظم جیلانی قدس سرہٗ العزیز کی تصنیف ہے۔ ایک دفعہ اسکا ورد کرنا ہزار دفعہ دوسرے درود شریف پڑھنے سے افضل ہے۔ روزانہ کم از کم ایک بار پڑھنا چاہیئے۔ زیارتِ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حضورِ غوث پاک قدس سرہٗ العزیز کے لئے زود اثر ہے۔ عروج ماہِ جمعہ کی رات کو شروع کرنا چاہیئے۔ جسم و کپڑے ہر وقت صاف رکھے جائیں درود شریف یہ ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَفْضَلَ صَلَوٰتِکَ اَبَدًا وَّاَنْمٰی بَرَکَاتِکَ سَرْمَدًا وَّاَزْکٰی تَحِیَّاتِکَ فَضْلًا وَّعَدَدًا عَلٰی اَشْرَفِ الْخَلَائِقِ الْاِنْسَانِیَّۃِ وَمَجْمَعِ الْحَقَائِقِ الْاِیْمَانِیَّۃِ وَطُوْرِ التَّجَلِّیَاتِ الْاِحْسَانِیَّۃِ وَمَھْبِطِ الْاَسْرَارِ الرُّوْحَانِیَّۃِ وَعُرُوْسِ الْمَمْلَکَۃِ الرَّبَّانِیَّۃِ وَاسِطَۃِ

عَقْدِ النَّبِيِّينَ وَمُقَدَّمِ جَيْشِ الْمُرْسَلِينَ وَقَائِدِ رَكْبِ الْأَنْبِيَاءِ الْمُكَرَّمِينَ وَأَفْضَلِ الْخَلْقِ أَجْمَعِينَ۔ حَامِلِ لِوَاءِ الْعِزِّ الْأَعْلَى وَمَالِكِ أَزِمَّةِ الْمَجْدِ الْأَسْنَى۔ شَاهِدِ أَسْرَارِ الْأَزَلِ وَمُشَاهِدِ أَنْوَارِ السَّوَابِقِ الْأُوَلِ وَتُرْجُمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ وَمَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ۔ مَظْهَرِ الْوُجُودِ الْكُلِّيِّ وَالْجُزْئِيِّ وَإِنْسَانِ عَيْنِ الْوُجُودِ الْعُلْوِيِّ وَالسُّفْلِيِّ رُوحِ جَسَدِ الْكَوْنَيْنِ وَعَيْنِ حَيَاةِ الدَّارَيْنِ الْمُتَحَقِّقِ بِأَعْلَى رُتَبِ الْعُبُودِيَّةِ الْمُتَخَلِّقِ بِأَخْلَاقِ الْمَقَامَاتِ الْاِصْطِفَائِيَّةِ الْخَلِيلِ الْأَكْرَمِ وَالْحَبِيبِ الْأَعْظَمِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ۔ عَدَدَ مَعْلُومَاتِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُونَ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا كَثِيرًا إِلَى يَوْمِ الدِّينِ۔

دعائے استغاثہ

استغاثہ بہ درگاہِ الٰہی بوساطت حضور غوثِ صمدانی محبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز

مؤلفہ

ہویدائے زماں عارفِ دوراں قطب طریقۃ الخلوتیہ سید الشریف مولٰنا محمد مکی حنفی تونسی ابن القطب الشہیر سیدنا مصطفےٰ ابن الغوث ممالک غربیہ سیدنا محمد ابن عزوزنا الشریف رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اس کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ عروج ماہ کے پہلے روز بعد نماز مغرب دو رکعت نفل صلوٰۃ الحاجات قبلہ رو پڑھے۔ رکعت اول میں الحمد شریف کے بعد گیارہ دفعہ سورۃ قُلْ یَاۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری میں گیارہ دفعہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے اور بعد فراغت استغاثہ ندا ۳ یا ۷ یا ۱۱ دفعہ رو بہ بغداد کھڑا ہو کر پڑھے اور بعد اختتام دایاں قدم اٹھا کر بتدریج گیارہ قدم بغداد شریف کی طرف چلے پھر سجدہ میں اپنی حاجت بطفیلِ غوث پاک اللہ تعالیٰ سے طلب کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ چند دنوں میں کامیابی حاصل ہوگی۔ استغاثہ شریف حسبِ ذیل ہے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مسحت بالقدم الشریفۃ ناظری — وحشاشتی فی باطنی امع ظاھری

قدم الامام المجتبیٰ غوث الوریٰ — مولای محی الدین عبد القادر

قدم لها هام الفحول تطاطات ... ولها ارتقوا معراج قرب فاخر

قدم لها سكان قاف اذ عنو ... والسد من ياجوج دون مكابر

قدم رحمها الله من سعى الى ... ما فيه شوب من مساس جائر

قدم لها من مهدها حفظ فلم ... تعيا بالعاب الصبا كاصاغر

قدم نفد احيت ليالي عمرها ... في روضة تسقى بجفن هامر

قدم مشت حفيا على شوك الفلا ... لله دهرا تحت قلب شاكر

قدم لها شهدت بصدق سياحت ... بيد العراق وكل بيت داثر

قدم افاضت كل خير عم مذ ... داست مدارج فوق شم منابر

قدم لها انقادت ملوك الجن لا ... تنه نو بقوتها الخلقت اوامر

قدم لها في الجو خطوات علت ... حسا تشاهدها عيون الباصر

قدم كم انقهرت لداعي غوثها ... ببركاب عن تحت نقع متاثر

قدم تجير من استجار فمن طغى ... يمسي ثرى والله اعظم ناصر

قدم مزاياها الجميلة طبقت ... برا وبحرا من شذاها العاطر

قدم لها الاعلام تلثم خمصها ... من قاطن او واردا وصادر

مسحت تلك على فوادي ينتشى ... وعلى مدارستي وذهني الفاتر

وعلى العلوم وما حفظت وفهمها ... والعقل والتوحيد زادا لعابر

العرض والاهلين مع ذريتي ... ومساكني ومجالسي والدائر

وعلى لسانى والشفاه وراحتى ... والرزق والراى الكليل القاصر

وعلى حياتى كلها وترحلى ... امضى لفردوس هنيى الخاطر

وعلى الاحبة اجمعين وكل ما ... ينمى لنا من غائب اوحاضر

وبها رددت الى الحسود سروره ... وبها ابردنا رمكر الماكر

وبها قصمت ظهور اعدائى وقد ... صاروا السبطوتها كامس الدابر

وبها سعيت الى المقاصد كلها ... وبها ظفرت كل خير سافر

وبها تسارعت الاجابة فى الدعا ... حصل المنافى حين حضرة طائر

بلى بذ المحبوب شارح الاصفيا ... وبجده سر الوجود الطاهر

امنن برضوان ولطف شامل ... وبلوغ ما نرجوا بطى ضمائر

فتم الصلوة على الحبيب وآله ... والصحب والجيلى كنز الذاخر

قصیدہ در توحید الٰہی

فرمودہ القطب ربانی محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز
ترکیب بعد نماز تہجد کم ازکم ایک بار اوّل و آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار شب
جمعہ سے شروع کرکے ہمیشہ پڑھتا رہے، حل مقاصد کے لیئے :-

شرعت بتوحید الالٰہ مبسملا ۔۔۔ ساختم بالذکر الحمید مجملا

واشھد ان اللہ لا غیرہ ۔۔۔ تنزہ حصر العقول تکملا

وارسل علینا احمد الحق قیدا ۔۔۔ نبیابہ قام الوجود وقد خلا

فعلمنا من کل خیر موبہ ۔۔۔ واظھر فینا الحلو والعلم والولا

فیا طالب عزا وکنزا ورفعۃ ۔۔۔ من اللہ فادعوہ باسمائہ العلا

فقل بانکسار بعد طھر وقربۃ ۔۔۔ فاسئلک اللھم نصرا معجلا

بحقک یا رحمٰن بالرحمۃ التی ۔۔۔ احاطت فکن لی یا رحیم مجملا

ویا ملک قدوس قدس سریرتی ۔۔۔ وسلم وجودی یا سلام من البلا

ویا مومن ھب لی امانا محققا ۔۔۔ وسترا جمیلا یا مھیمن مسبلا

عزیز ازل عن نفسی الذل واحتی ۔۔۔ بعزک یا جبار من کل معضلا

وضع جبلۃ الاعداء یا متکبر ۔۔۔ ویا خالق خذلی عن الشر معزلا

ویا باری النعماء ذو فیض نعمۃ ۔۔۔ افضت علینا یا مصور اولا

رجوتك يا غفار فاقبل لتوبتي — بقهرك يا قهار شيطاني اخذلا

بجعلك يا وهاب عُلما وحكمة — وللرزق يا رزاق كن لي مسهلا

وبالفتح يا فتاح نور بصيرتي — وبالعلم سلني يا عليم تفضلا

ويا قابض اقبض قلب كل معاند — ويا باسط ابسطني باسرارك العلا

ويا خافض اخفض قدر كل منافق — ويا رافع ارفعني بروحك اثقلا

سالتك عزا معز لاهله — مذل فذل الظالمين منكلا

فعلمك كاف يا سميع فكن اذا — بصيرا بحالي مصلحا متقبلا

فيا حكم عدل لطيف بخلقه — خبير بما يخفى وما هو مجتلا

فحكمك قصدي يا حليم وعمدتي — وانت عظيم عظم جودك قد علا

غفور وستار على كل مذنب — شكور على احبابه وموصلا

علي وقد اعلى مقام حبيبه — كبير كثير الخير والجود مجزلا

حفيظ فلا شي يفوت لعلمه — مقيت نقيب الخلق اعلى واسفلا

تحكمك حسبي يا حسيب تولني — وانت جليل كن لغمي منكلا

الهي كريم انت فاكرم مواهبي وكن لعدوي يا رقيب مجندلا

دعوتك يا مولى مجيبا لمن دعا — قديم العطايا يا وسع الجود في الملا

الهي حكيم انت فاحكم مشاهدي — فودك عندي يا ودود تنزلا

مجيد تهب لي المجد والسعد والولا — ويا باعث البعث لفرحتي مهرولا

شهيد على الاشياء طيب شاهدى ... وحقق لى حتى الموارد منهلا

الهى وكيل انت فاقض حوائجى ... ويكفى اذا كان القوى موكلا

متين فمتن ضعف حولى وقوتى ... اغث يا ولى عبداً اوعاك تبتلا

حمدتك يا مولى حميد اسوحدا ... ومحصى ازكات الورى وعد كلا

الهى مبدى الفتح لى انت والهدى ... معيد لها فى الكون ان بلدا وخلا

مالفتحُ يا محى حيات هنية ... امت يا مميت اعداء دينى معجلا

ويا حى احى ميت قلبى بذكرك ... قديم فكن قيوم سرى موصلا

ويا واجد الانوار اوجد مسرتى ... ويا ماجد الانوار كن لى معولا

ويا واحدٌ ما ثم الا وجوده ... ويا صمد قام الوجود به علا

ويا قادر ذو البطش اهلك عدونا ... ومقتدر قدر الحساد نا البلا

وقدم لسرى يا مقدم عافنى ... من الضر فضلا يا موخر ذا الحلا

واسبق لنا الخيرات اول اولا ... ويا آخر اختم لى اموت مهللا

ويا ظاهر اظهر لى معارفك التى ... ببا طن غيب الغيب يا باطنا ولا

ويا والى اول امرنا كل ناصح ... ويا متعال ارشد واصلح له الولا

ويا بر يا رب البرايا وهب ال ... عطايا ويا تواب تب وتقبلا

ومنتقم من ظالمى لنفوسهم ... لذالك عفوا انت فاعطف تفضلا

عطوف رءوف بالعباد وضعف ... لمن قد دعا يا مالك الملك معقلا

فاليس لنا ياذو الجلال جلالة — فجودك والاكرام مازال مهد
ويا مقسط اثبت على الحق مهجتي — ويا جامع اجمع لى الكمالات فى الم
الهى غنى انت فاذهب بفاقتى — ومغن فاغن فقر نفسى لسماخ
ويا مانع امنعنى من الذنب فاشفنى — عن السوء مهما قد جنيت تعمّ
ويا ضار كن للحاسدين موبخاً — ويا نافع انفعنى بروح محص
ويا نور انت النور فى كل ما بدا — ويا هاد كن للنور فى القلب مشع
بديع البرايا ارجو من فيض لطفه — ولم يبق الا انت باق له السول
ويا وارث اجعلنى بعلمك وارثا — ورشدا انلنى يا رشيد تحبب
صبور وستار فوق عيوبتى — على الصبر واجعل لى اختيار امر
باسمائك الحسنى دعوتك سيدى — واثنك العظمى ابتهلت توس
فاسئلك اللهم ربى بفضلها — فهى لنا منك الكمال مكم
وقابل رجائى بالرضا عنك واكفنى — صروف زمان صرت فيه مجو
اغث واشفنى من داء نفسى واهدنى — الى الخير واصلح ما بعقلى تخلل
الهى فارحم والدى واخوتى — ومن هذه الاسماء يدعو مرت
انا القادرى الحسنى عبد القادر — دعيت بمحى الدين فى روحة الع
وصل على جد الحبيب محمد — باحلى سلام فى الوجود واكم
مع الآل والاصحاب جمعا مؤبدا — وبعد محمد الله ختما وادا

باب ہشتم

شریعت اور حقیقت کا تعلق

شریعت اور حقیقت

شریعت اور حقیقت اہلِ طریقت کے لئے یہ اصطلاحات ہیں ۔ شریعت تو ظاہری عمل اور حال کی صحت کو ظاہر کرتی ہے ۔ اور حقیقت باطن کے احوال کی صحت اور ہونے یا نہ ہونے کو ، اس لئے ایک مومن حقیقی ہیں ۔ ان ہر دو کا اجتماع ضروری ہے ۔ مگر آج کل شریعت اور طریقت کے قائل اور متبع دو الگ الگ گروہ ہیں ۔ ایک تو ظاہری علماء ہیں ۔ جو شریعت کو ہی حقیقت سمجھتے ہیں ۔ دوسرا گروہ ملحدوں کا ہے جو حقیقت کو جائز اور صحیح سمجھتا ہے اور اسی کو روا رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ حقیقت سمجھ میں آ گئی ۔ تو شریعت اٹھ گئی اور یہ عقیدہ کلام مشبہ ، قرامطہ ، موسوساں ، حلولیوں ، اتحادیوں وغیرہ کا ہے ۔ حالانکہ حقیقت کتنی ہی قوت سے منکشف کیوں نہ ہو ۔ کیونکہ بجز شریعت حقیقت کا منکشف ہونا قطعی ناممکن ہے ۔ کیونکہ حقیقت تو شریعت پر مکمل طور سے مطابق سنت نبی علیہ السلام عمل درآمد کر کے نور باطنی پا لینے کا نام ہے ۔ شریعت کسی بھی حال میں کسی شخص سے خواہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہو ساقط نہیں ہو سکتی ۔ اور اس کی تعمیل ہر حالت میں فرض ہے ۔ پس حقیقت سے مراد باطنی اور حقیقی صفات کی تکمیل اور تزکیہ قلب اور مخالفت نفس مراد ہے ۔ جو تصوف یا حقیقت کا بنیادی منشا ہے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر دنیا کے فنا ہونے تک اس حکم میں تغیر و تبدل نہیں ۔ اور حصول اخلاص کے لئے ہمیشہ لازمی رہے گا کیونکہ اخلاص بھی حسن نیت کے بغیر ناممکن ہے ۔ پس یہی حقیقت ہے ، دوسری شریعت یہ بندہ کے افعال و اعمال ظاہری ہیں جبکہ حقیقت خداوند تعالیٰ کی نگہداشت توفیق

رہنمائی اور عفت و حفاظت کا نام ہے۔ لہٰذا وجودِ حقیقت کا قیام شریعت کے بغیر محال ہے۔
اور اسی طرح شریعت کا قیام حقیقت کے روحانی اور اخلاقی آداب بجالانے کے بغیر محال ہوگا۔
اس کی مثال اس طرح ہے کہ جیسے کوئی شخص جب تک کہ روح اس کے جسم میں باقی و دائر رہتی
ہے وہ زندہ ہے۔ مگر جب وہ علیحدہ ہو جاتی ہے تو وہ بے جان بلکہ مردار ہو جاتا ہے۔ لہٰذا شریعت
اور حقیقت جسمِ ایمان و انسان کے لئے بمنزلہ روح و جسم کے ہیں۔ جیسے کہ جسم اور روح کی تمام
قدر و قیمت ایک دوسرے کے وصل و اتحاد سے ہوتی ہے۔ اسی طرح شریعت بلا حقیقت ریا
اور حقیقت بلا شریعت منافقت اور گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتے ہیں۔ والذین
جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ یعنی جو لوگ ہماری راہ راست پانے میں جدوجہد کرتے
ہیں ہم اُن کو اپنا صحیح راستہ دکھا دیتے ہیں۔ پس شریعت مجاہدہ ہے اور ہدایت و مشاہدہ
اس کی حقیقت ہے جو بالفاظ دیگر ظاہر کی باطنی رہنمائی ہے جب مجاہدہ نہ ہوگا تو مشاہدہ
کہاں سے ملے گا جب شریعت ترک کر دی جائے گی تو حقیقت کے وارد ہونے کے کیا معنی
لہٰذا شریعت ایک دینی چیز ہے اور حقیقت سراسر دینی ہے اس لئے ہر دو لازم و ملزوم
ہیں جیسے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام و صحابہ کرام و بزرگان عظام حضور غوث پاک قدس سرہ
العزیز جیسے خدا رسیدہ اور واقفان حقیقت نے آخری دم تک شریعت کے احکام سے کسی حکم
کو نظر انداز نہیں کیا۔ تو حرف باطنی نماز اور روزہ کا سبق دینے والے اور شریعت پر عمل نہ کرنے والے
پیر نہیں بلکہ ملحد۔ کافر۔ بے دین۔ عیش پرست تن پرور اور شہوت پرست ہیں جو سادہ لوح
مسلمانوں کو گنہگار بنا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے مکر و شر سے بچائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور

غوث پاک قدس سرہ کے قدم بقدم چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تنزیہہ باری تعالیٰ کے متعلق

حضور قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ وہ یعنی خدا ہمارے قریب تر ہے وہ خالق کل ہے۔ اس نے اپنی حکمت کاملہ سے تمام امور مقدر کر دیئے ہیں اس کا علم تمام چیزوں پر حاوی اور اس کی رحمت سب پر عام ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ لوگ جھوٹے ہیں جو اس کی مخلوقات میں سے کسی کو بھی اس کے برابر جانتے ہیں۔ یا کسی کو اس کا شریک یا کسی کو اس کا شبیہ یا نظیر ٹھہراتے ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔

وہ ظاہر اور باطن کی تمام چیزوں کا جاننے والا اور اُن پر مہربانی اور کرم کرنے والا ہے وہ مالک مطلق ہے تمام عیبوں سے پاک سب سے غالب اور سب سے زیادہ حکمت والا ہے وہ واحد ہے صمد ہے نہ وہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ وہ خود کسی سے پیدا ہُوا۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہُوا نہ اس کی عورت ہے نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔ بمثل بے مانند بے چون وچگون ہے۔ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ کوئی چیز بھی اس جیسی نہیں وہ سب کچھ سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے نہ کوئی اس کی تشبیہہ و نظیر ہے اور نہ کوئی معاون نہ مددگار نہ وزیر نہ نائب وہ کوئی شے نہیں ہے کہ جسے کوئی چھو سکے نہ جوہر ہے کہ چمک اٹھے۔ نہ عرض ہے کہ فنا ہو جائے نہ وہ ذی ترکیب و تالیف اور نہ ذی ماہیت ہے کہ محدود ہو سکے نہ وہ طبائع سے کوئی طبیعت ہے اور نہ طلوع ہونے والی چیزوں سے کوئی طالع ہے۔ نہ وہ ظلمت ہے

ظاہر ہو نہ وہ نور ہے کہ روشن ہو۔ تمام چیزیں اس کے علم میں حاضر ہیں۔ وہ سب کو دیکھ رہا ہے۔ بدون اس کے کہ وہ اس کو چھو سکیں۔ وہ قاہر و حاکم ہے وہی سب کا معبود ہے۔ ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا نہ اسے موت ہے نہ فنا وہ حاکم اور عادل ہے وہ قادر رحیم۔ غافر۔ ستار۔ خالق اور قادر مطلق ہے اس کی سلطنت ابدی اور اس کی عظمت اور جلال دائمی ہے۔ نہ کسی کے وہم اور خیال میں آسکتا ہے نہ کسی کے فہم و قیاس میں سما سکتا ہے۔ عقلیں اس کی حقیقت دریافت کرنے سے قاصر ہیں۔ نہ وہ تشبیہہ دیا جا سکتا ہے نہ وہ کسی شے کی طرف منسوب ہو سکتا ہے وہ حلول و اتحاد سے پاک اور منزہ ہے۔ تمام سانسیں اس کے شمار میں ہیں اور سب کے اعمال و اقوال اس کی گنتی میں ہیں آسمان اور زمین کی کل چیزوں کو اس نے گن رکھا ہے وہ کھلاتا ہے اور خود نہیں کھاتا وہ سب کو روزی دیتا ہے اور خود اس کو روزی کی ضرورت نہیں۔ وہ جو چاہے سو کرے اس سے پوچھنے والا نہیں اس نے بدون کسی فکر و خیال اور نظیر و مثال محض اپنے ارادہ سے مخلوقات پیدا کی نہ اس سے کچھ فائدہ اٹھانے کی غرض سے اور نہ کوئی ضرر دور کرنے کی نیت سے بلکہ اس بنا پر کہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ قرآن پاک میں خود فرمایا ہے ذوالعرش المجید فعال لما یرید (یعنی مالک تخت بلند کا جو چاہتا ہے کرتا ہے)

جو کچھ اس نے مقدر کر دیا ہے۔ وقت مقررہ پر ضرور جاری کرتا ہے اس کی تدبیر مملکت میں کوئی اس کا معین و مددگار نہیں۔ عالم الغیب ہے وہ پوشیدہ متناہی اور محدود نہیں۔ قادر مطلق ہے اس کی قدرت کی کوئی حد نہیں۔ مدبر ہے اس کا کوئی ارادہ پوشیدہ اور ناقص نہیں۔

یاد رکھتا ہے بھولتا نہیں۔ وہ قیوم و دانا ہے اسے غفلت نہیں۔ حلیم و بردبار ہے جلدی
نہیں کرتا گرفت کرتا ہے پھر مہلت نہیں دیتا۔ وہی کشائش کرتا ہے وہی تنگی دیتا ہے غصہ ہوتا
ہے اور پھر وہی نرمی بھی کرتا ہے۔ پیدا کرنے والا اور فنا کرنے والا ہے وہ ایسا قادر ہے کہ
اس نے مخلوقات کو کامل الوصف پیدا کیا وہ ایسا پروردگار ہے کہ اس نے اپنے بندوں کے افعال
اپنے حسب ارادہ ان سے جاری کرائے ہیں۔

اس کا علم حقیقی ہے نہ کوئی اس کے مشابہ ہے نہ اس کی مثال ہے نہ اس کی ذات میں
کوئی اس سے مشابہ ہے نہ صفات ہیں عقلیں اس کی روائے معرفت میں پھنس کر رہ جاتی
ہیں اور آگے نہیں بڑھ سکتیں کہ اس کی کنہ ذات کو دریافت کر سکیں آنکھیں اس کے نور
لقا کے سامنے بند ہو جاتی ہیں اور نہیں کھل سکتیں کہ اس کی حقیقت احدیت کو معلوم کر
سکیں۔ عالم حقائق و معارف کی انتہا اور غایتیں ہاتھ باندھ کر کھڑی رہ جاتی ہیں کہ کوئی خبر
معلوم ہو اور کسی نشانی کا پتہ لگے مگر کچھ معلوم نہیں ہوتا اور تمام قوتیں بیکار رہ جاتے ہیں
اور حضرت القدس سے ہیبت طاری ہوتی ہے جو تمام عقل کو معدوم کر دیتی ہے اور علم
ظاہر ہوتا ہے جو آسمان اور زمین کو اس کو اور جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور
جو کچھ زمینوں کے نیچے اور سمندروں کی گہرائی میں اور جو کچھ کہ بالوں اور رونگٹوں اور
درختوں اور پودوں کی جڑوں کے نیچے ہے اور ہر ایک اگے اور گرے ہوئے پتوں اور
کنکریوں اور ریتوں کی تعداد کو اور پہاڑوں کے ذروں اور سمندروں کے قطروں اور
بندوں کے کاموں اور ان کے وقتوں غرضیکہ سب کو اس کا علم محیط ہے کوئی شے اس کے علم

سے خارج نہیں وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ کیفیت اور شنیت کسی طرح سے اس کی
تقدیس اور تنزیہہ میں داخل نہیں ہو سکتی۔ اپنی صفات سے خلق پر ظاہر ہے تاکہ وہ اسے
ایک جانیں اور اس کے موجود ہونے کا اقرار کریں۔ نہ اس لیے کہ وہ کسی شئے سے تشبیہہ
دیں۔ ایمان کامل اس کی صفات کو یقیناً ثابت کرتا ہے اور عقل اس کی ماہیت دریافت
کرنے سے قاصر ہے جو کچھ وہم و فہم میں یا خیال و ذہن تصور میں لا سکیں اُن سب سے
اس کی عظمت و کبریائی اور ذات بلند و بالا ہے۔ ھو الاوّل والآخر والظاہر والباطن
وھو بکل شیءٍ علیم وہی شروع سے ہے اور وہی آخر تک رہے گا اپنی قدرتوں سے
ظاہر اور اپنی ذات اور صفات سے پوشیدہ ہے اور ہر چیز سے واقف ہے۔

رُوح کے متعلق

روح کی ہستی اور کیفیت کے متعلق علم ہر مومن کے لئے ضروری ہے چنانچہ ہر شخص نے
اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اس کی ماہیت معلوم کرنے کی کوشش کی ہے قریش مکہ نے یہودیوں
کے سکھلانے پر نضر بن حارث کو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس
میں برائے استفسار کیفیت روح بھیجا اور اس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ماہیت روح
دریافت کی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی اور دریافت فرمایا کہ اے حبیب یَسْئَلُوْنَکَ
عَنِ الرُّوْحِ۔ یعنی یہ لوگ آپ سے روح کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہ کیا ہے
قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ آپ ان کو کہہ دیں کہ روح میرے خالق حقیقی کا ایک

حکم دکن ہے اور اس حکم میں حیات بخشی اور زندگی کے غیر فانی عناصر موجود ہیں جو مردہ و بے جان جسم میں داخل ہو کر زندہ بلکہ زندہ تو کر دینے والی چیز ہے بلکہ بذات خود ایک دائمی اور ناقابلِ تسخیر زندگی ہے اور ہر مادی جسم کی نشوونما اور زندگی اسی سے قائم ہے اور یہاں تو ہی روح کی تمام فاعل اور غالب قوتیں جسم ہی میں رہ کر جسم ہی کے ذریعہ ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ اور جد و جہد حرکات سکنات گفت و شنید خورد و نوش ہوش و حواس وغیرہ کے لئے دونوں عناصر یعنی روح و جسد کا یکجا ہونا لازمی امر ہے۔ کیونکہ جب روح جسم عنصری سے جدا ہوتا ہے تو جسم بیکار اور بے حس و حرکت ہو کر بعد چندے مدت گل سڑ کر تلف ہو جاتا ہے اسی طرح روح بھی جو کار ہائے نمایاں اس جسم عنصری میں رہ کر دکھاتا ہے اس کا قطعاً خاتمہ ہو جاتا ہے غرض یہ کہ زندگی کے لئے روح اور جسم عنصری کا باہمی تعلق لازم اور ملزوم ہے۔ مزید برآں روح جوہر ہے۔ جوہر اس طاقت کا نام ہے جو اس چیز یا جسم کو جس سے اس کا لگاؤ یا تعلق ہوتا ہے قائم رکھے۔ جب تک کہ بحکم الٰہی واپس جانے کا اس کو حکم نہ ہو اور چلا نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ الارواح جُنُودٌ مُّجَنَّدَۃٌ یعنی روح حرکت کرنے والے لشکر ہیں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ الْاَرْوَاحَ قَبْلَ الْاَجْسَامِ بِثَمَانِی اَلْفَ عَامٍ یعنی اللہ تعالیٰ نے جسموں سے روحوں کو دو لاکھ برس پہلے پیدا کیا۔ تو لامحالہ روح مخلوق ٹھیری اور حادث ہوئی لہذا جو بے دین اور ملحد روح کو قدیم جانتے ہیں بلکہ قل الروح ھو اللہ کہتے ہیں۔ وہ کافر ملحد اور لعنتی ہیں۔ قرآن پاک و حدیث شریف سے کہیں

بھی یہ ثابت نہیں ہے نہ ہی بزرگان دین سے کسی بزرگ بحالت سہو یا سکر ایسا فرمایا ہے۔

توحید باری تعالیٰ کے متعلق

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں بارہا فرمایا ہے۔ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ، یعنی تمہارا معبود ایک ہی ہے۔ پھر فرمایا لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا اِلٰهٌ وَّاحِدٌ یعنی کسی حالت میں دو معبود مت بناؤ۔ بلاشبہ تمہارا معبود برحق ایک ہی ہے پھر واضح طور پر فرمایا۔ کہ کہو اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یعنی بصدق دل زبان حال سے گواہی دو کہ تحقیق اللہ تبارک تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ ایک ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور یہ بھی بصدق دل گواہی دو کہ محمدؐ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر کلمہ طیبہ میں بھی جو کہ اسلام کا جزو اعظم ہے اور جس کے کہے اور تصدیق کرنے کے بغیر، مسلمان ہی نہیں بن سکتا، فرمایا ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، تو ان کلمات بیانیہ سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔ ایک یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو ایک ماننا اور حضرت محمدؐ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے برگزیدہ اور اپنا حبیب خاص اور شمس الضحیٰ بدر الدجےٰ نورٌ علیٰ نور فرمایا ہے وہ بھی ایک بندہ ہے اور اس کا بھیجا ہوا پیغمبر برحق ہے۔ آپ کی پیدائش بھی ایک انسان کی مانند ہوئی ہے اور زندگی بھی انسان کی مانند گزاری ہے اور وفات بھی اسی کی طرح۔ مگر اللہ تبارک و تعالیٰ

وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے اپنی ذات وصفات میں یکتا بے مثل اور یگانہ ہے حدوث اور حلول سے پاک بے مثل بلا تشبیہ ایک جوہر وعرض سے مبرا ہستی ہے جس بدون دیدار وہم و گمان میں آنا ناممکن ہے۔ عارف باللہ سب سے مقدم خدا کی وحدانیت پر ایمان لانے اور یقین کرنے کو سب عبادتوں پر مقدم جانتے ہیں۔ یہ اچھی طرح سمجھ لیں اور بلاشک و شبہ مطابق حکم قرآن پاک وحدیث شریف یقین کر لیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ وصل و فصل سے پاک ہے۔ دوئی کا اطلاق اس پر ہرگز جائز نہیں۔ وہ قید مکانی یا زمانی میں محدود نہیں۔ وہ لامکانی اور دائمی ہستی ہے جیسا کہ حضور غوث پاک قدس سرہٗ العزیز نے بارگاہ الٰہی میں سوال کیا کہ یا رَبِّ الغوث لَیْسَ لَہٗ مَکَانٌ یا غوث الاعظم اَنَا مُکَوِّنُ الْمَکَانِ وَلَیْسَ لَہٗ مَکَان یعنی میں ہر مکان میں ہوں مگر میرا کوئی مکان نہیں ہے لہٰذا سمجھ لیجئے کہ نہ وہ جوہر ہے نہ عرض ہے نہ روح ہے نہ جسم ہے نہ کسی چیز سے پیوندہ یا وصل ہے بلکہ حلول واتحاد سے مبرا ہے وہ کسی جسم مادی میں یا روحی میں یا جوہر میں یا عرض میں یا ہیولہ میں نہ داخل ہے نہ محلول ہے بلکہ وہ تمام نقائص سے بری اور تمام آفتوں سے پاک زن وفرزند باپ بیٹے، انگ ساک، ناطہ رشتہ، برادری کے جھمیلے سے مبرا اور اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ وَلَمْ یَلِدْ زوالا ہے اس کے مانند ہر دو جہاں میں کوئی نہیں۔ اس کی کوئی مثال نہیں۔ نہ مشابہ نہ ہمشکل یا نمونہ ہے۔ اس کی ذات ہر تغیر روا نہیں جو بچپن جوانی بڑھاپا نمودار ہو وہ ان صفات سے موصوف ہے جن کا ذکر اس نے کلام پاک میں فرمایا ہے اور جن کی وضاحت حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حدیث پاک میں فرمائی ہے وہ حی قیوم ہے وہ رؤف ورحیم ہے وہ کریم و قدیر ہے وہ سمیع و بصیر ہے غرضیکہ تمام صفاتِ مندرجہ قرآن پاک و حدیث شریف سے متصف ہے۔ اس کی صفتیں ہمیشہ قدیم ہیں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے اس کو ازل سے جانتا ہے۔ اس کا کوئی حکم بلا مقصد اور بلا نتیجہ نہیں۔ نیکی بدی کا مقدر ہونا اس کی مشیت سے ہے۔ نفع و ضرر کا خالق اور مختار وہی ہے۔ بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے دُنیا میں کسی شخص کو نہ تو اس کے دیدار اور وصل کی تاب ہے، نہ ہی اس تک پہنچنے کی طاقت۔ اس کی تشبیہ اور جہت نہیں کہ کہا جا سکے کہ ایسا ہے یا اس جیسا ہے اولیاء اللہ کو اس دنیا میں اس کی تجلیات کا مشاہدہ جائز اور درست ہے۔ مگر چادرِ نور کی آڑ میں حضور غوث اعظم قدس سرہ العزیز سے لوگوں نے آپ کے ایک مرید کے متعلق دریافت کیا کہ آپ کا مرید یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ میں خدا تعالیٰ کا دیدار کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ دیدار الٰہی کی تاب بجز حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں کسی کو نہیں یہ اللہ تعالیٰ کو نور کی چادر کی آڑ میں دیکھتا ہے جس کو یہ سمجھ رہا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توحید کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ توحید قدیم کو حادث سے جدا اور تمیز کرنے کا نام ہے یعنی قدیم کو حادث کا محل اور حادث کو قدیم کا محل نہ سمجھے کیونکہ اللہ تعالیٰ قدیم ہے اور تو اور دیگر تمام خلائق حادث ہے اس لئے تیری جنس کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے ساتھ چسپاں نہیں ہو سکتی۔ حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ وہ ذات مقدس ہر کفر و شرک سے پاک ہے۔ جس نے اپنے بندوں کو تحصیل و تکمیل معرفت کا ذریعہ عجز و انکسار اور تسلیم و رضا بنایا۔

حضرت داتا گنج بخش صاحب کشف المحجوب میں توحید کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ توحید خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بھید وارد ہونا یا ظاہر ہونا ہے عبارت میں اس کا اظہار نہیں ہو سکتا۔ تقریر و تحریر اس کے احاطہ بیان سے عاجز ہے۔ کیونکہ بیان اور بیان کرنے والا دونوں غیر (حادث) ہیں اور غیر کا ثابت کرنا توحید کے ثابت میں شرک کے مساوی ہے موحد الٰہی ضرور ہوتا ہے مگر الٰہی نہیں ہوتا۔

ایمان کے متعلق

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ یعنی اے ایماندار و خدا اور اس کے رسول پر ہر حیثیت سے پختہ یقین لاؤ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے۔ ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر، اس کی وحدانیت پر، اس کے تمام رسولوں پر، اس کی نازل کردہ کتابوں پر، اس کے تمام فرشتوں پر، روز قیامت پر، حشر و نشر پر، حساب و میزان پر، جزا و سزا پر، جنت و دوزخ پر اور تقدیر کے عوامل پر علم اور غیر متزلزل یقین رکھے یعنی دل سے تصدیق محکم اور زبان سے اقرار کرنا ہے۔ یعنی قول بلسان و تصدیق بالقلب و اطاعت احکام کے مجموعہ کا نام ایمان ہے۔ الغرض حقیقت میں ایمان یہ ہے کہ بندہ کے تمام اوصاف و اعمال خدا کی طلب

اور جستجو میں لگے ہوئے ہوں کیونکہ ایمان کا غلبہ بُرے او صاف محو کر دیتا ہے جس جگہ ایمان کامل ہوتا ہے وہاں سے بڑے اعمال از خود نیست و نابود ہو جاتے ہیں اور تمام شکوک و شبہات محو ہو جاتے ہیں اور ذات حق سے اس قدر پیوست ہو جاتا ہے کہ وہ جو کچھ دیکھتا ہے یا سنتا ہے یا کہتا ہے یا کرتا ہے سب امر الٰہی کے دائرہ میں ہوتا ہے مومن کی شناخت حضور سرور کائنات فخر موجودات آقائے نامدار حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمائی ہے کہ آپ کے اصحابی حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی خدمت میں بھری مجلس میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا اے حارث تو نے صبح کس طرح کی اس نے عرض کی کہ یا حضرت میں نے ایک مومن صادق کی حیثیت سے صبح کی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا پھر اچھی طرح غور کر کہ تو کیا کہہ رہا ہے دُنیا میں ہر شئے کے لئے ایک حقیقت اور دلیل ہوتی ہے تیرے ایمان کے لئے دلیل و برہان کیا ہے حارث نے عرض کی کہ میں نے اپنے نفس کی اس دُنیا میں اچھی طرح پہچان کر لی ہے اس کا اثر یہ ہے کہ میرے نزدیک پتھر، سونا، چاندی، مٹی کا ڈھیلا وغیرہ تمام چیزیں یکساں ہو چکی ہیں۔ پس رات کو ذکر و عبادت کے لئے جاگتا ہوں دن کو پیاسا رہتا ہوں اور روزہ رکھتا ہوں یہاں تک کہ اب میں اپنی روحانی تجلیات اور کشف کے باعث گویا اہل جنت میں ایک دوسرے کی زیارت کرتے دیکھتا ہوں اور دوزخیوں کو دوزخ میں گریہ اور زاری کرتے دیکھتا ہوں ایک اور روایت میں ہے کہ بعض آپس میں لڑتے جھگڑتے دیکھ رہا ہوں۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ صاحب ایمان کا کیا مرتبہ اور کیا شان ہے۔ پس ایمان کی روح توکل کی حفاظت ہے۔ اور ترک ماسوائے اور احکام الٰہیہ کی تکمیل و بجا آوری اور ہر حالت میں

اللہ تعالیٰ کی ذات پر متوکل رہنا ہی ایمان ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَعَلَی اللّٰہِ فَتَوَکَّلُوْٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ یعنی اگر تم سچے ایمان دار ہو تو اللہ پر ہی مکمل بھروسہ رکھنا چاہیئے پس جو شخص دل کو خدا کی معرفت کے ساتھ وابستہ کرتا ہے وہ مومن ہوتا ہے اور خدا کی ذات سے واصل ہوتا ہے۔

عشق و محبّت کے متعلق

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَهُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ؕ یعنی لوگوں سے بعض ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ مخلوقات میں سے اوروں کو معبود بنا لیتے ہیں اور ان سے اتنی محبّت کرتے ہیں جتنی خدا سے کرنی چاہیئے لیکن جو سچّے ایمان دار ہیں ان کی تمام محبّت خدا کے لئے وقف ہوتی ہے پھر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے سنا اور جبرائیل علیہ السّلام نے اللہ تعالیٰ سے سُنا وہ فرماتا ہے کہ جس شخص نے میرے دل کی توہین کی گویا اس نے میری توہین کی اور میرے دوست کی تذلیل سے میرے مقابلہ پر اُتر آیا۔ میرا بندہ یا عاشق یا محبِ فرائض اور نوافل ادا کرنے سے میرا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے اپنا دوست بنا لیتا ہوں تو جب میں اسے دوست رکھتا ہوں تو میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ دیکھتا ہے اور قدرتی طور پر بھی اللہ تعالیٰ کی محبّت بندہ کو اور بندہ کی محبّت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ شیخ شبلی علیہ رحمت فرماتے ہیں۔

جنت کا نام اس لئے محبت رکھا گیا ہے کہ محبت دلوں سے محبوب کے سوا سب کچھ مٹا دیتی ہے یعنی محبوب کی ملاقات کے لئے دل کا شوق و اضطراب اس حد تک ہو جیسا کہ تمام جسم کا روح کے ساتھ ہوتا ہے۔ اسی طرح حب کا قیام بھی محبوب کے دیدار اور وصل سے ہوتا ہے۔ الحاصل بندہ کی محبت یا عشق خاص اللہ تعالیٰ کے لئے یہ ہے کہ وہ اس کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے اور اس کے تمام اوامر و احکام کی اطاعت کرے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت یا عشق اپنے معنی میں تعظیم و احترام الٰہی کا خاص تقاضا کرتی ہے اور چاہتی ہے کہ بندہ کی توجہ اور محویت ذاتِ الٰہی کے لئے خاص ہو جائے۔ اور اس کے ذکر و فکر کی عادت پیدا کرے اور غیر اللہ کے ذکر سے بیزاری ظاہر کرے۔ پس حق تعالیٰ کے محب اس کے عشق میں محو رہتے ہیں اور اس کی محبت کو اس کے لئے خاص رکھتے ہیں۔ اس کے قرب وصل کی راحت طلب کرنے والے ہوتے ہیں۔ پس محبت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک محبت جنس کی اپنی جنس کے ساتھ اس میں محب اپنے دلی اطمینان اور قرار کی جستجو کرتا ہے تاکہ محبوب کے ساتھ آرام پائے جیسے اس کا دیدار کرنا، ہمکلام ہونا اور اس کے نزدیک ترین ہو کر محرم و راز دار بننا یہ سب چیزیں نفسانی خواہشات کے ماتحت پیدا ہوتی ہیں جو کہ آج کل عام ہے۔

دوسری قسم خدا کی محبت۔ یعنی جو اس کی تمام بخششوں اور رحمتوں کو دوستی کی وجہ سے حجاب کے محل میں رکھیں اور نعمتوں کو بھی منعم اور اس کی رضا کے حصول کا ذریعہ سمجھیں۔ یہ بہت بلند رتبہ ہے اور صاحب توحید کو عطا ہوتا ہے۔

الغرض محبت ایک حالی چیز ہے جو کبھی فانی نہیں ہو سکتی۔ یہ سراپا عشق ہے اگر تمام

جہاں چاہے کہ محبت کو تکلیف اور کوشش سے اپنا بنالے تو ہرگز نہیں کر سکتا۔ نیز جن دلوں
میں محبت اپنا مسکن بنالے ان سے تکلیف اور کوشش سے بھی دور نہیں کیا جا سکتا
کیونکہ کشف و حال اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ کہ کسب و محنت سے کیونکہ محبت ایک
خالصتاً الٰہی شے ہے اور آدمی لہو ولعب میں مصروف رہنے والا ہے اور کوئی بھی
(للاہی) محض کوشش سے نعمت الٰہی نہیں پا سکتا۔ حضرت ابوالقاسم قشیریؒ فرماتے ہیں
محبت یہ ہے کہ محب اپنے محبوب کی ذات کے اثبات کے لئے اپنی صفات بشری اور
خواہشات کو نابود کر دے۔

جب حضرت حسین بن منصور کو لوگوں نے سولی پر چڑھایا تو ان کا آخری کلام یہ
تھا حُبُّ الْوَاحِدِ اِفْرَادُ الْوَاحِدِ لَہٗ یعنی ایک ہی ذات کی محبت کا پہلا تقاضا
یہ ہے کہ اس کی ذات کو ہر جہت سے یگانہ سمجھا جائے اور ذات صفات میں اس کے ساتھ
کسی اور کو شریک نہ کیا جائے حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں محبت
یہ ہے کہ محبّت کے احترام میں اس کے اوامر و احکام کی مکمل اطاعت کی جاوے اور اس کے (نواہی)
منع کئے ہوئے کاموں سے ہمیشہ پرہیز و اجتناب کیا جائے ــــ حضرت سمنون محبؒ فرماتے
ہیں کہ محبّت کرنے والوں نے دُنیا اور عاقبت میں اللہ تعالیٰ کے نیک اور مطیع بندوں ہی کی
محبّت اختیار کی ہے کیونکہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ حشر میں بھی اس شخص کے
ساتھ ہوگا جس سے وہ دُنیا میں محبّت کرتا ہے حضرت یحییٰ معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حقیقی
محبّت یہ ہے کہ جس میں نہ تو جور و جفا ظلم و ستم سے کمی ہو نہ رحم و کرم اور بخشش و عطا سے اضافہ ہو



انسان کے متعلق

سبحان اللہ۔ اس خالق کون ومکان نے انسان کو کس عمدہ اور بہترین صورت میں بنایا۔ اُس نے اِس ضعیف البیان کے وجود میں کیا کیا اپنی حکمتیں اور صنعتیں دکھلائی ہیں۔ اگر انسان اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرے تو وہ اپنی فضیلت عقل کی وجہ سے انسان نہیں بلکہ فرشتے سے افضل ہے اگر اس میں کثافت طبعی نہ ہوتی یعنی مٹی پانی آگ ہوا اس کی طینت میں نہ ملائی جاتی تو یہ نہایت ہی لطیف ہوتا۔ یہ ایک خزانہ ہے کہ عجیب ترین حسیات اور اسرار غیبی، وجمیع اصناف غیب اس میں رکھے گئے ہیں۔ اس کا وجود ایک مکان ہے جو نور اور ظلمت دونوں سے بھرا ہے۔ یہ ایک ایسا پردہ ہے کہ جس میں طرح طرح کے پردوں سے روح کو غیروں کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھا گیا ہے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ، فرما کر اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرشتوں سے اس کی فضیلت کو بالا و برتر کر دیا ہے جس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ سے ہے۔ یعنی عالم علوی و سفلی سے مرکب ہے، اس کے اجسام کی بستیاں ارواح کے موتیوں سے بھری ہوئی ہیں جو دریائے وجود میں علم کی کشتیوں پر لدی ہوئی باد روح کے ذریعہ تو ریاضت اور مجاہدہ کی طرف اور باد نفس کے باعث خواہشات نفسانی کی جانب کھینچا تانی میں زور آزما ہیں۔ سلطان خواہش کے لشکر کا سردار نفس اور سلطان عقل کے لشکر کا سردار روح ہے۔ اب فریقین کو آمنے سامنے آنے کے بعد مؤذن الٰہی نے پکار کر کہہ دیا۔ مقابلہ کے لئے جو مرد ہو آگے بڑھو۔ اب جانبین سے ایک دوسرے پر فتح پانے کے لئے طرح طرح

کے مکر و حیلہ کئے جانے لگے ۔ اس وقت توفیق الٰہی نے بزبان غیب پکار کر دونوں لشکروں سے کہہ دیا کہ جس کی مدد میں کروں گی فتح کا میدان اسی کے ہاتھ میں ہوگا جس کے ہمراہ میں جاؤں گی پھر کبھی بھی اس سے مفارقت نہیں کروں گی اور اسے مقام اعلیٰ پر پہنچا کر رہوں گی توفیق توجہ الٰہی اور اس کے فضل و کرم کا نام ہے جو وہ اپنے اولیاء کے شامل حال رکھتا ہے ۔ اے فرزند عقل کی پیروی کر تا کہ سعادت ابدی حاصل ہو اور نفس کی پیروی کو چھوڑ کر قدرت الٰہی پر غور کر کہ روح کو جو سماوی اور عالم غیب سے ہے ۔ اور نفس کو جو ارضی اور عالم شہود سے ہے دونوں کو یکجا اکٹھا کر دیا ہے چاہیئے کہ یہ طائر لطیف عنایت الٰہی کے بازوؤں پر اس کثیف پنجرہ کو چھوڑ کر حضرت اقدس کے درخت پر اپنا آشیانہ بنائے اور تقریب الٰہی کی شاخوں پر بیٹھ کر چہچہائے اور معارف کے میدان سے ہوا پر اڑ جائے اور نفس کثیف کو ظلمت وجود میں پڑا رہنے دے ۔ پس جب اجسام خاکی فنا ہو جائیں گے ۔ تو اسرار قلوبی باقی رہ جاویں گے ۔ اگر توفیق الٰہی ایک لمحہ بھر کے لئے شامل حال ہو جائے تو اس کی نظر توجہ ہی انہیں عرش تک پہنچا دے اور تمہارے دل میں حقائق علوم بھر کر اسے اسرار معرفت کا خزانہ بنا دے اس وقت عقل کی آنکھوں سے جمال ازل نظر آئے گا ۔ تقریب الٰہی کے آئینہ میں مقام سر کی آنکھوں سے عالم ملکوت تم کو نظر آنے لگے گا اور آثار اکوان ظاہری تمہارے لوح دل سے محو ہو جائیں گے ظلمت افکار میں جوانمردوں کا چراغ اس کی عقل ہوتی ہے ۔ وہ اسباب معارف و حقائق کی دلیل ہے جب دلیلیں ناقص رہ جاتی ہیں تب ہی توفیق الٰہی شامل حال ہو کر افکار باطلہ کو دست قدرت سے مٹا دیتی ہے ۔

نفس کی ماہیت

نفس بھی روح کی مانند ایک لطیف ہستی ہے۔ جو وجود انسان میں قدرت نے ودیعت کی ہوئی ہے چنانچہ جسم انسان تین چیزوں سے مرکب ہے۔ ایک روح دوسرا نفس اور تیسرا جسم۔ چنانچہ ہر عین یعنی جوہر کے لئے ایک عرض یعنی صفت ہوتی ہے جس سے وہ قائم ہوتا ہے۔ چنانچہ روح کے لئے عقل (تلاش خدا) اور نفس کے لئے ہوا و ہوس اور جسم کے لئے حواس خمسہ صفات مخصوص ہیں۔ محققین کی آراء سے عیاں ہے کہ نفس بمثل روح تب بھی موجود تھا جب کہ اس نے جسم ظاہری نہ پایا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ھَلْ اَتیٰ عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا یعنی کیا انسان پر ایسا وقت نہیں گزرا کہ وہ ذکر کی گئی ہوئی شئے نہ تھا۔ یعنی وہ وجود نفس رکھتے ہوئے جسمانی وجود نہ رکھتا تھا اور اس بات پر بھی سبھی متفق ہیں کہ دلی اخلاق و اعمال کا اظہار اسی سے ہوتا ہے۔ اور ظہور کی دو ہی صورتیں ہیں ایک تو نیکی کی صورت اور دوسری بدی کی شکل۔ بدی کو اخلاق رذیلہ قرار دیتے ہوئے کہہ لیجئے کہ تکبر، حسد، بخل، غصہ، غضب، بغض، کینہ، کذب، افترا، غیبت، بددیانتی، چوری، جھوٹ وغیرہ اسی طرح کی ناستودہ صفات اور نیکی کی صورت میں تمام اخلاق حمیدہ مثلاً حسن خلق۔ پابندی شریعت۔ نیکی۔ ایثار۔ عدل۔ انصاف۔ جود و سخاوت۔ پرہیزگاری اکل حلال غرضیکہ اخلاق رذیلہ کے بالکل برعکس تمام عادات و خصائل حمیدہ سمجھ لیجئے۔ نفس کی بھی سات قسمیں ہیں جو الگ الگ اثرات کی حامل ہیں۔ جن کے نام حسب

ذیل ہیں۔ (۱) نفس امارہ (۲) نفس ملہمہ (۳) نفس لوامہ (۴) نفس مطمئنہ (۵) نفس راضیہ (۶) نفس مرضیہ (۷) نفس کاملہ۔ ان سب کے افعال و خواص کی علیحدہ علیحدہ تشریح حصہ گذشتہ میں کی جاچکی ہے۔ اور ان کے متعلق علاج بھی بتلایا جاچکا ہے۔ چنانچہ ان سب میں سے سب سے قوی اور بدی کی طرف راغب کرنے والا بلکہ کھینچ لے جانے والا نفس امارہ ہے جو انسان کو برائی کرنے اور احکامات الٰہیہ سے انحراف کرانے کی ترغیب دلاتا ہے۔ اور عیش پرستی، بدکاری، بد اخلاقی وغیرہ افعال مذمومہ کی طرف کھینچ لے جاتا ہے جس کے مکر و فریب سے بچنا بجز فضل و کرم ایزدی کے ممکن نہیں۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام جیسے پاک سیرت و نیک طینت پیغمبر و پسر پیغمبر و پسر زادہ پیغمبر نے بھی اس نفس امارہ کی طاقت کو ناقابل برداشت تصور کرتے ہوئے وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ۔ یعنی میں اس نفس امارہ کو برائی سے پاک نہیں سمجھتا مگر جس پر میرا رب رحم فرما دیوے۔ زبان مبارک سے فرمایا لہٰذا جب تک تائید الٰہی شامل حال نہ ہو۔ اس نفس امارہ کے شر سے ہرگز نہیں بچ سکتا چنانچہ ابلیس بھی اسی نفس امارہ کی وجہ سے راندہ درگاہ الٰہی و ملعون ہوا۔ پس شر نفس سے محفوظ رہنے اور تبارک و تعالیٰ کی معرفت کے لئے نفس کی شناخت کرنا لازمی اور ابدی ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ۔ یعنی ملت ابراہیمی سے وہی شخص روگردانی اختیار کرتا ہے جس کا نفس جہالت اور سفاہت سے موصوف ہو۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ یعنی جس کسی نے نفس کو پہچان لیا۔ اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ نفس کی پہچان کا کون سا طریقہ ہے اور اس کی کیا کیا صورتیں شکلیں ہیں۔ یاد رہے کہ ہر انسان کے لئے اس کے نفس کی علیحدہ علیحدہ شکلیں ہیں اور علیحدہ علیحدہ تاثرات۔ وہ شکلیں عموماً مجاہدہ اور ریاضت اور زہد و تقویٰ وغیرہ غرضیکہ مکمل طور پر ارشادات الٰہی کی تعمیل و فرمانبرداری کے باعث اخلاق حمیدہ سے مؤثر ہو کر نیک صورت پاکیزہ شکلوں میں اور احکام الٰہی و متابعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روگردانی اور عدم تعمیل کی صورت میں قبیح مناظر کی شکل متشکل ہو کر خواب میں رونما ہوتی رہتی ہیں۔ جنہیں عموماً اڑتے خوابوں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ پس ابتداء میں انہیں خوابوں سے اپنے اپنے نفس کو شناخت کیا جا سکتا ہے کہ کون سے دائرہ میں محیط ہے اس کے متعلق مفصل تشریح فصل باب نمبر ۱۶ میں کر دی گئی ہے۔

اس کے بعد جوں جوں سالک راہ حقیقت مرشد کامل کی رہنمائی سے زہد و ریاضت مجاہدہ اور تقویٰ اور پابندی احکام الٰہی و متابعت شریعت پہ دل لگاتا ہے تو اس پر اس کا نفس جسم ظاہری میں متشکل ہو کر سامنے بھی آ موجود ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت محمدؐ بن علیان نسوی جو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہما کے بزرگ ساتھیوں سے ہوئے ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ ابتدائی حالات میں میں اپنے نفس پہ آگاہ ہوا۔ اس طرح کہ ایک دن کیا دیکھتا ہوں کہ وہ لومڑی کے بچے کی مثال میرے حلق سے باہر نکلا میں نے سمجھ لیا کہ یہ میرا نفس ہی ہے چونکہ میرے دل میں اس کی جانب سے پہلے سے ہی نفرت تھی۔

میں نے اسے فوراً لتاڑنا شروع کیا۔ میں جتنے زیادہ پاؤں مارتا تھا وہ اتنا ہی بڑا ہوتا جاتا تھا۔
میں نے اس سے وجہ پوچھی اس نے جواب دیا کہ میری ساخت ہی خداوند تعالیٰ نے اس قسم
کی بنائی ہوئی ہے کہ جن چیزوں سے اوروں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ مجھے ان سے راحت ہوتی
ہے۔ چنانچہ یہ خاصہ میرے خمیر میں موجود ہے کہ میں مخالفت سے اور زیادہ تقویت پکڑتا ہوں
اسی طرح شیخ ابوالقاسم گورگانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنے ابتدائی حال کے متعلق فرماتے ہیں
کہ میں نے اپنے نفس کو سانپ کی صورت میں دیکھا اور ایک درویش نے فرمایا۔ کہ میں نے
اپنے نفس کو چوہے کی شکل میں دیکھا۔ میں نے کہا تو کون ہے اس نے کہا میں نفس ہوں
میں خام طبع اور غافل لوگوں کو ہلاک کرنے والا ہوں۔ کیونکہ میں برائی اور گناہ کی طرف دعوت
دیتا ہوں اور خدا کے سچے طالبوں کو نجات دلانے والا بھی ہوں۔ کیونکہ وہ مجھے برائی کی
ترغیبات پر لعنت ملامت کرتے ہیں اور میرے خلاف جہاد و مجاہدہ کر کے راہِ حق تلاش
کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمام دشمنوں سے بدترین دشمن
تیرا نفس ہے جو تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔

اب سمجھ لیں کہ نفس کی شناخت اور اس کے عیوب سے آگاہ ہو جانے پر طالب کو
اس کی موجودگی سے کچھ خوف و ہراس نہیں ہوتا کیونکہ نفس ایک بھونکنے والے کتے کی
مانند ہے جس کی وحشت پر ریاضت اور مجاہدہ کی برکت سے قابو پا لینا بلا شک و شبہ ممکن
ہے جیسا کہ اولیائے کرام اور بزرگان عظام کے حالات سے ظاہر ہے۔

مدح حضرت پیر دستگیر محبوب سبحانی غوث صمدانی حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ

للہ الحمد صاحب ایمانم — رونق افزائے باغ عرفانم
گوہرِ تاج پادشاہانم — دست گیر است غوث صمدانم

از غلامانِ شاہِ جیلانم

یارب از ماسوائے ملولم کن — پیرو حضرتِ رسولم کن
رحم اگرچہ بے فضولم کن — با ہمہ معصیت قبولم کن

از غلامانِ شاہِ جیلانم

کیستم ذرّہ حقیرم من — بکمندِ گناہ اسیرم من
شیئاً للہ کہ فقیرم من — نے غلط گفتہ ام امیرم من

از غلامانِ شاہِ جیلانم

اے فلک گرچہ تو ستمگاری — تخم کین و جفا بدل کاری،
بعد ازیں تو مرا نیازاری — من چہ گویم تو خود خبرداری

از غلامانِ شاہِ جیلانم

خوب افتادہ است اطوارم — اعتبارے برائے خود دارم
از ہمہ برتر است مقدارم — سر بکونین کے فرود آرم

از غلامانِ شاہِ جیلانم

روزِ محشر بایں ہمہ عصیاں | لب من ہمچو گل بود خنداں
پرسد از من کسے کہ اے انساں | کیستی من بگویمُ از دل و جاں

از غلامانِ شاہِ جیلانم

رخت بندد چو از وجودم ہوش | وا کنند بہر من لحد آغوش
گر بپرسد کسے از منِ مدہوش | کیستی من بگوئمش کہ خموش

از غلامانِ شاہِ جیلانم

گیتم اے سپہر میدانی | اندرِ خویش از چہ حیرانی
سر نوشتم مگر نمیخوانی | داغ بنگر مرا بہ پیشانی

از غلامانِ شاہِ جیلانم

روزِ محشر چو عاصیان خراب | ز آتش جرم خود شوند کباب
من بگویم بسالکانِ عذاب | منگر سوئے من کسے بہ عتاب

از غلامانِ شاہِ جیلانم

کسے بود از کنہ ملال مرا | خوب بین بحشر حال مرا
نبود جرم در خیالِ مرا | چرخ مشمر شکستہ بال مرا

از غلامانِ شاہِ جیلانم

مغفرت چشم از خدا دارم | کہ شفاعت ز مصطفےٰ دارم
غوثِ کونین رہنما دارم | من چہ پروائے جرم ہا دارم

از غلامانِ شاہِ جیلانم

کیست تا شد بندۂ گمراہ | عاصیِ ہرزہ کرد نامہ سیاہ
بسوئے خلد راہ برد ناگاہ | دردِ خود گر کند گہ و بیگاہ

از غلامانِ شاہِ جیلانم

دیگر

در دو عالم کیست در اقبال باشد ہمسرم | چوں شہِ جیلان ز رحمت سایہ کردہ بر سرم
چاکر شاہم ز شاہانِ جہان بالاترم | از رہِ فقر و غنا گوئی شہِ بحر و برم

تا بجان و دل گدائے شیخ عبدالقادرم

آں سوارِ ترک عجمی چوں بناز دلفریب | یک نظر کرد و ربود از دل مرا صبر و شکیب
در جنونِ عشقِ او بس والہ و شیدا شدم | ہست دائم در طوافِ کعبۂ کوئش دلم

در رہِ صدق و صفا ایں است حجِ اکبرم

اے کہ یادِ تو مرا در دل خیالت در سر است | چشم مشتاقم شہا ہر لحظہ بر راہِ در است
اے نسیمِ کوچہ تو بس مرا جاں پرور است | سینۂ من از ہوائے خلد کوئش کو تر است

آبِ حسرت میخورد رضواں ز حوضِ کوثرم

نیست ملجائے منِ مسکین بجز تو نے مفر | میرود تا کے فغانِ دلِ حزیناں بے اثر
آہ ہے سر دیدہ روئے زرد و چشم تر دارم مدام | مے ہنم گریاں رخِ خود بر درت ہر صبح و شام

رحمتے بر روئے گرد آلود و چشم ترم

باہزاراں ناز تو دامن کشاں رفتی زمن ہاں کتاب صبر را شیرازہ وا کردی زمن

رنج و غم شاہا ز حد من در فراقت بردہ ام چند روزے شد کہ محرومم ازاں روئے مہ ام

جلوۂ جاں پرورم فرما کہ تا جاں پرورم

اے نسیم صبح گر پا بوس شاہ دستت دہد از من مسکیں پیامے دہ کہ بے تو کے زید

گر خطا وارم و لے دارم امید از لطف تو اے صبا از من بآں سلطان گیلانی بگو

سوختم اکنوں بیا بر باد دہ خاکسترم

یک نظر اے سید جیلاں خدا را یک نظر الاماں اے شاہ دوراں جانم آمد در خطر

مدتے بگذشت و بیحد مضطرب شد ملتمس گر نمی بینی کنوں سوئم ز عین مرحمت

جائے آں دارد کہ دنیا نہ بینی دیگرم

بس گنہگارم پریشاں روزگارم الغیاث یک نگاہ لطف فرما بیقرارم الغیاث

در جہاں فریاد رس جز تو ندارم الغیاث مردم از غم الغیاث اے غوث اعظم الغیاث

وقت آں آمد کہ بنمائی جمال انورم

اے کرم فرما نگاہِ تو نجاتِ جان و دل الغیاث اے شاہِ جیلان پائے دل ماندہ بگل

عقدۂ من پیچ پیچ و بلکہ ایں لاینحل است بے جمالِ جانفزائت زندگانی مشکل است

رحمتے ورنہ من ایں خرقہ باہم مے درم

لائق پائے سگِ کوئت نبودم شاہِ من خود قبولم با نگاہِ مہر کردے ماہِ من

اے ز احسانت ندانستم ز عشقت راہ و رسم　　غرۂ لطفِ تو بودم کس نیاوردم بچشم

ز آں بچشم غیرت آوردید محنت بر سرم

مدتے شد در تب و تابم ز رنجوری بسے　　حاذقِ دردِ مریضاں جز تو کے دانم کسے

بہر تادیبم صعوبت ہائے ز شفقت کردہ اند　　ہر چہ بر من کردہ اند آخر ز غیرت کردہ اند

وائے بر من گر گرہہائے نہ گردد یاورم

شد پریشاں حالِ مسکیں در مصائب ہائے غم　　شاہِ جیلاں دست خود آخر بدامانت زدم

من گنہگارم شہا اللہ مگرداں گو بہ گو　　نیست یا غوثا ز من جرم و خطائے ہیچ رو

رو مکش از من کہ بس بے دل خراب و ابترم

یادم آمد از زماں کز مہر مے کردی نظر　　بر کمین کمترسگانِ کوئے خود در ہر سحر

مثلِ بلبل نغمہ ہا کردم بایام بہا　　کردمے پرواز بر گلزار کوئت چوں ہزار

چوں پرم سنگِ جفا بشکست اکنوں چوں کنم

غرقہ ام در بحرِ غم رو بر درت آوردہ ام　　رو مکن شاہا سوالم بسکہ دل آزردہ ام

بر سرِ بالیں بیا اللہ شدم بس نیم جاں　　شد ز تابِ آتشِ غم تن مرا انگشت نیل

ہست گوئی خرقہ ماتم ز حسرت در برم

داخلِ ایماں اگر سجدہ نباشد گو مباش　　واعظا اللہ نمک بر زخمِ مشتاقاں مپاش

ز سجدہ کردہ ام آخر خدا را شفقتے　　در تب و تابم شب و روز عنائت رحمتے

ہیچ زدہ خوردم غم و من ہم بغم خوں میخورم

آرزوئے یک تبسم از لبت مے داشتم　　وائے بر من شد نہ حاصل آنچہ در دل خواستم

چیست تقصیرم خدارا اے شہ جیلاں بگو　　ماندہ ام در کنج غم از بے التفاتی ہائے تو

ہمچو صدیقہ رض بمحنت روزگارے می برم

شد تباہ حالِ منِ مسکین بکش دامن ز من　　نیست شاہا بعد ازیں تابِ غم و رنج و محن

مضطرب از گردشِ افلاک گشتم بیتاب　　دارم امید آنکہ از برج سعادت باصفا

گر شود طالع بود طالع ہمایوں اخترم

شد خطا از من عطا از تو جا دارم شہا　　اے بسوئے خاک بوساں بہر یک لحظہ بیا

بر گناہِ من ز عفوت کش قلم از روئے لطف　　اے کرم فرما برائے کبریا از روئے لطف

نہ بکوئے من چہ شد آخر ہماں خاک درم

یک نگاہِ لطف فرما تا بکے سوزم شہا　　سر بپائت مے نہم آخر خدارا رو نما

ہر چہ کردم یافتم حقا شدم بس منفعل　　میکنم ختم سخن تا چند گویم سوز دل

کہ نوشتن با قلم وز نالہ آمد دفترم

گر بچشم مہر بینی سوئے من گردد چہ کم　　الغیاث اے پیر پیراں ماندہ ام در کنج غم

بر دلِ پر دردِ چشمِ تر نگوں سر کن نظر　　گر گناہے رفتہ باشد توبہ ہا کردم ز شر

عذر من بپذیر و نہ از لطف افسر بر سرم

داستانِ غم رسید آخر فقط این التجا　　در دلِ محزون است باقی ماندہ شاہ عبدالغفار

یک نگاہِ مہر فرما بر این خستہ تنی　　چیست در پیش کرم ہائے تو جرم غربتی

الکرم یا غوث اعظم بالترحم الکرم !!

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مدح غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز

بدہ دستِ یقین اے دل بدستِ شاہِ جیلانی
کہ دستِ او بود اندر حقیقت دستِ یزدانی

سگِ درگاہ میراں شو چو خواہی قربِ ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی

امیرے دستگیرے غوثِ اعظم قطبِ ربانی
حبیبے سیدِ عالم زہے محبوبِ سبحانی

نشانِ شان بے چونی بیانِ سرِ مکنونی
بسیرت مثلِ پیغمبر بصورت مرتضیٰ ثانی

نیاز اندر جنابِ پاک او از قدسیان باید
کہ آمد جبرائیل از بہر کار دربار دربانی

زمین بوس اند درگاہت نظام الدین چشتی ہم
معین الدین اجمیری بہاؤ الدین ملتانی

کسے بد خواہ تو باشد بشانت حرف در آرد
ندا ندا او الوالامرے ندارد او مسلمانی

ہدیہ سلام دربارگاہِ خیر الانام و بزرگانِ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام

معہ شجرہ پیشوائی

اے کریم و اے رحیم و اے حمید و اے مجید
صاحبِ لولاک احمد مجتبیٰ پر ہو سلام

آل پر اصحاب پر ازواج پر خدام پر
داعیانِ شرع و دین مصطفےٰ پر ہو سلام

مرتضیٰ مشکل کشا خضرِ طریقِ اتقا
صدرِ بزمِ اذکیا و اولیا پر ہو سلام

مشعلِ راہِ علیؓ، خواجہ حسن بصریؒ ولی
ساتھ ہی ان کے حبیبِ عجمیؒ پر ہو سلام

حضرتِ داؤد طائی و سری سقطی ولی
حاملانِ پرچمِ صدق و صفا پر ہو سلام

واقفانِ سرِّ حق معروف کرخیؒ و جنیدؒ
وارثانِ تخت و تاجِ اصفیا پر ہو سلام

شیخ شبلی و ابوالفضل حقیقت آشنا
باوفا و باصفا و باحیا پر ہو سلام

بوالفرح و بوالحسن، ذی شان پیرانِ زمن
راہبرانِ منزلِ زہد و ہدیٰ پر ہو سلام

آفتابِ برجِ عرفان و شریعت بوسعید
مرشدِ کامل، حبیبِ کبریا پر ہو سلام

پیرِ پیراں، شاہ جیلاں، نورِ یزداں دستگیر
شیخ عبدالقادر و غوث الوریٰ پر ہو سلام

شیخ دین عبدالعزیز راست و محمد الہتاک
مشعلانِ محفلِ علم و وفا پر ہو سلام

شاہ شمس الدین و شرف الدین شمس شرف دین
کاملان و مرشدان و راہنما پر ہو سلام

پیر زین الدین، ولی الدین تقلیبان شیوخ
پیکرانِ جود و مخزنِ اسخیا پر ہو سلام

شیخ نور الدین، و یحییٰ برگزیدہ پیشوا
بزمِ فقر و عشق کے نور و ضیا پر ہو سلام

واجب العزت ابی بکر و حسام الدین شاہ
جاودان اے کبریایانِ اتقیا پر ہو سلام

واقفِ درویش دار و درویشِ محمد پہ مدام
نیز نور الدین صغیرِ ذوالعطا پر ہو سلام

المنجیب الشریف و سید عبدالوہاب
شیخ اسماعیل مردِ باحیا پر ہو سلام

شیخ ابوبکر صغیر و عبدِ ستار نامور
زاہدان و مرشدانِ بے ریا پر ہو سلام

دستگیرِ بے کساں سید علی بدر النقیب
عبدالرحمٰن النقیب باوفا پر ہو سلام

شاہ محمود و حسام الدین نازِ خاندان
پیکرِ صدق و صفا و اتقا پر ہو سلام

طاہر و طیب علاؤ الدین زندہ پیشوا — اے خدا مخدوم و فخر الالقاب پر ہو سلام

التجلیٰ ہے ساتھ سب کے اے الہ العالمین — اس عزیز یہ دل حزین و بے نوا پہ ہو سلام

ایک اور روایت کے مطابق سلسلہ بیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے حضرت معروف کرخی تک اسطرح بھی درست ہے۔

سید الشہدا حسین ابن علی نور نبیؐ — وارث جنت شہید کربلا پر ہو سلام

پیشوائے عالمین مظلوم زین العابدیں — مقتدائے اولیاء و اذکیا پہ ہو سلام

باقر و جعفر پہ ہو دائم خداوندا درود — موسیٰ کاظم و علی موسےٰ رضا پہ ہو سلام

خاتمۃ الکتاب

الحمد للہ رب العالمین اللہ لا الہ الا ھو الملک القدوس السلام المومن المھیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان اللہ عما یشرکون والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا و نبینا وشفیعنا و کریمنا و رحیمنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و بارک علیہ و علی جمیع الانبیاء والمرسلین و علی آلہ واصحابہ واھل بیتہ و تابعین و تبع تابعین الی یوم الدین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

اما بعد۔ لاکھوں کروڑوں حمد و ثنا اس خالق یکتا کو سزاوار ہے۔ جس نے ایک حرف "کن" سے اٹھارہ ہزار عالم گوناگوں صفات اور مختلف اصناف اور رنگ برنگ شکل و اشکال و طرح طرح کی ہیئت و صورت پر تخلیق فرمایا اور ہر ایک کی پرورش کا انتظام روزِ اول سے ہی مقدر و مہیا کر دیا۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین ہ

اور صلوٰۃ و سلام بے نہایت اس محبوب کبریا حضرت سیدنا و مولانا و شفیعنا و حبیبنا منبع



ہر دو سرائے رحمتہ العالمین شفیع المذنبین مظہر کائنات مفخر موجودات نور مجسم حضرت محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنھوں نے اپنی رحیمی کریمی اور خیر خواہ دشمناں ہونے
کا بین ثبوت طائف اور جنگ احد وغیرہ نازک ترین مواقع پر اللھم اھدی قومی
کے مبارک ترین الفاظ مبارک سے فرما کر پیش کر دیا اور شفیع المذنبین اور رحمتہ للعالمین
کا اظہار السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین، در شب معراج بارگاہ
الٰہی میں پیش کر دینے میں ذرہ بھر ہچکچاہٹ محسوس نہ کی (اللھم صلی علی
سیدنا ومولانا محمد رسولہ الکریم) پھر بے انتہا درود وسلام آپ پر اور آپ
کے اصحابہ کبار و اہل البیت و آل پاک و ازواج مطہرات اور جمیع انبیا اور مرسلین علیہ السلام
اور تمام اولیائے عظام و بزرگان کرام پر خصوصاً سیدنا و مولانا شیخ الکل صاحب تصرف تامہ
سلاب الاحوال الفرد الجامع الصمدانی محبوب سبحانی قطب ربانی غوث یزدانی الحبیب
النسیب فخر الاولیا غوث الوری شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز و رضی اللہ تعالی
عنہ وارضاہ عنا اور آپ کی اولاد پاک و ازواج مطہرہ و خلفائے راشدین اور طالبان صالحین و
مریدان صادق الیقین پر جن کو آپ نے مریدی لاتخف فرما کر آغوش رحمت و دامان عاطفت
میں مامون و محفوظ کر دیا ہوا ہے" بھیجنے کے بعد احقر العباد عرض پرداز ہے۔ کہ یہ کتاب
مستطاب اللہ تبارک و تعالیٰ کے کرم و فضل اور آنحضور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے صدقہ سے اور حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز و دیگر بزرگان عظام وغیرہ ممدو
معاون الصدرکی مین و برکات کی طفیل پایۂ تکمیل کو پہنچی ہے۔ الحمد للہ رب العالمین

اس کتاب کے مصنف و مؤلف اعلیٰ حضرت سیدنا و مولانا و مرشدنا و ہادینا شیخ المشائخ زبدۃ العارفین سراج السالکین نقیب زادہ سید طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی دام ظلہ العالی ساکن باب الشیخ بغداد شریف ملک عراق اولاد اولاد حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز دگیارھویں والے پیران پیر ہیں جو کہ بحر علوم شریعت و طریقت کے شناور عارف باللہ خدا رسیدہ کامل واکمل زندگ مجدد طریقہ القادریہ العلیہ مظہر حسن و جمالِ ظاہری و مخزن کمالات باطنی صاحب کشف و کرامات معنوی یکتائے زمانہ اور فرد یگانہ ہیں۔ آپ نے محض فیض رسانی مخلق کے لئے طریقہ القادریہ کی صحیح تعلیم اور تشہیر کی خاطر زر کثیر صرف کر کے یہ کتاب شائع کرائی ہے۔ اس میں تمام مطالب و مقاصد کی برآری کے لئے ہر قسم کے درود وظائف خاندانی اور راز و رموز نہانی حالات خاندان گیلانی خطبات و ملفوظات محبوب سبحانی و ارشادات ربانی نیز عملیات و اوراد لاثانی بجنسہٖ بہ لغت عربی معہ تراکیب و طریق عمل بزبان اردو سہل الفہم برائے افادہ ہر خاص و عام درج کرا دیئے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ

احقر العباد ایک ضعیف العمر قاصر العقل بے علم و بے ہنر مصنف دام ظلہ العالی ممدوح القدر کا حلقہ بگوش غلام اور نام نہاد مرید ہے۔ آپ نے از راہِ کرم کتاب ہذا کے مضامین کی ترتیب و تکمیل کا کام صدہا عالم و فاضل تذکرہ نویس اور مضمون نگار حلقہ بگوش مریداں اور بصد شوق و طرب سرانجام دینے کے آرزومند ہونے کے باوجود قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند" کے مصداق اس احقر العباد کے سپرد فرمایا۔ یہ حضور کی خاص

الخاص عنائت اور ذرہ نوازی ہے جس کا شکریہ بندہ تا زیست ادا نہیں کر سکتا۔ در اصل حضور کا منشاء سندِ خلافت کے ارشادات عالیہ "انو لدا القلبی واجزتہ لجمیع ما اجازتی الخ" کی تعلیم اور تربیت فرمانا اسے بہمہ وجوہ مکمل کر دکھلانا اور روایاتِ خاندان گیلانیہ بغدادیہ یعنی جود و سخا اور فضل و عطا کو معرض وجود میں لانا منظور تھا۔ لہذا آپ نے خلوت خاص میں بندۂ ناچیز کو جانب دست راست جگہ عطا فرما کر تمام اسرار سہلی اور فیوضاتِ ربانی کو یکجا جمع کرنے اور ترتیب دینے کا حکم فرما دیا۔ اور چند ایک اسرار و رموز بصیغہ راز رکھنے کی ہدائیت بخشی کیونکہ ایسے رازوں کا اظہار خام طبع مریدان کے لئے باعث ہلاکت اور ظاہر کرنے والے کے لئے بھی موجب زیان و نقصان ہوتا ہے۔ جیسے کہ شعر ذیل سے حضرت معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے علانیہ طور پر۔ "معینی گر ہمے خواہی کہ سرش بر زبان رانی ۔ مقام او سر دار است بر منبر نمے گنجد" متنبہ فرما دیا ہے۔

چنانچہ آپ کے جملہ ارشادات کی تعمیل من وعن کر کے لفظ لفظ اور حرف حرف مضامین کو اپنے مواقع پر ترتیب دے کر یکجا جمع کر دیئے ہیں۔ بجز ایک شجرہ پیشوائی مع سلام منظوم اور خاتمۃ الکتاب یا آداب و القاب مصنف الکتاب کے متعلق بندۂ ناچیز نے کسی حرف کا تغیر و تبدل یا افراط و تفریط کا ظہور حتی الامکان نہیں ہونے دیا کیونکہ حضور ممدوح ایسے توصیفی الفاظ یا آداب زبان مبارک سے نکالنا ثنائے خود بخود گفتن کے مصداق تصور فرماتے ہیں۔

اب اختصار سے کام لیتے ہوئے آخری التجا ناظرین سامعین کی خدمتِ عالیہ میں

پیش کرکے خاتمہ الکتاب کو ختم کرتا ہوں کہ احقر العباد و بدکردار گنہگار سراپا سہو و خطا کی غلطیوں کو نظر انداز فرماتے ہوئے اس کے حق میں دعا خیر کریں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بطفیل آنحضور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بتصدق حضور غوث الاعظم دستگیر قدس سرہ العزیز و ببرکت مرشدنا و مولانا پیر روشن ضمیر سراج العارفین انیس الغریبین سید طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی دام فیوضہٗ اپنے دامن رحمت کے سایہ میں جگہ عطا فرماوے اور بوقت اخیر کلمۂ شہادت و کلمۂ توحید بہ تبسم لب بسل و زبان پر جاری رکھتے ہوئے اور فی الدارین سگِ درگاہ جیلانی تصوّر فرماتے ہوئے دار البقا کو لے سدھارے۔ ساتھ ہی اپنے مرشد برحق رہنما و پیشوا سیدنا مولانا محمد طاہر علاؤ الدین گیلانی مدظلہ العالی کی خدمتِ اقدس میں مؤدبانہ گذارش ہے کہ احقر العباد ناہنجار بدکردار فاتر العقل سفید ریش (سگِ درگاہِ جیلانیہ) کی سہو و خطا بتصدق غوث پاک و بطفیل حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاف فرماتے ہوئے اپنے آغوشِ رحمت میں تا ابدالآباد جگہ عطا فرمائے رکھیں۔ اور سگ قلادہ لبستہ کی زنجیر کو اپنے دستِ مبارک سے نہ چھوڑیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ الجامع احقر العباد حقیر پر تقصیر سگِ دربارِ غوثیہ خلیفہ سرکار بغداد حکیم عزیز احمد قادری چک نمبر ۲۷۹ کلاں گلی نمبر ۵ دار الفیض غوثیہ داخلی شہر لائلپور

تمت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شجرۃ العلیا قادریہ غوثیہ بغدادیہ

مَثَلُ کَلِمَۃٍ طَیِّبَۃٍ کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُھَا فِی السَّمَاءِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
اِلٰھِیْ بِجَلَالِ قُدْسِکَ وَبِجَمَالِ مَحَبَّتِکَ وَاُنْسِکَ بِحَقِّ رُسُلِکَ الْمَلٰئِکَۃِ
الْمُقَرَّبِیْنَ مِنْھُمْ جِبْرَائِیْلُ رُوْحُ الْاَمِیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ ۔ اِلٰھِیْ
بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ اَنِیْسِ الْغَرِیْبِیْنَ رَحْمَۃٌ
لِّلْعٰلَمِیْنَ خَاتِمِ الْاَنْبِیَاءِ الْمُرْسَلِیْنَ صَادِقِ الْوَعْدِ الْاَمِیْنِ حَضْرَتِ
مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَ
اَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ ۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ الْخُلَفَاءِ الْاَرْبَعَۃِ مِنْھُمْ اَمِیْرُ
الْمُؤْمِنِیْنَ اِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ سَیِّدِنَا عَلِیٌّ اَسَدُ اللّٰہِ الْغَالِبُ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰہُ
تَعَالٰی وَجْھَہٗ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ سَیِّدَیِ الشَّبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ
وَقُرَّۃِ الْاَعْیُنِ اَھْلِ السُّنَّۃِ الْاِمَامَیْنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ
تَعَالٰی عَنْھُمَا ۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ سَیِّدِنَا الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ وَالْحَسِیْبِ حضرت
زَیْنِ الْعَابِدِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ سَیِّدِ الْاِمَامِ الشَّرِیْفِ

وَالحَسِیبِ حضرتِ مُحَمَّدُ باقِر رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنہُ۔ اِلٰہی بِحُرمَتِ
سَیِّدِ الاِمامِ الشَّرِیفِ وَالحَسِیبِ حَضرتِ جعفرُ صادِقِ رَضِیَ اللّٰہُ
تَعالیٰ عَنہُ۔ اِلٰہی بِحُرمَتِ سَیِّدِ الاِمامِ الشَّرِیفِ وَالحَسِیبِ قِبلَۃُ الباطِن
اَبِی الحَسَنِ عَلِیِّ ابنِ مُوسٰے رَضَا رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنہُ۔ اِلٰہی بِحُرمَتِ
سَید الامام الحسیب والشریف قبلۃ الباطن ابی الحسن علی ابن
موسٰے رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ النجیب
الشریف الامام حضرت معروف الکرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ الٰہی
بحرمت شیخ المشایخ الامام الشریف حضرت سری سقطی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ۔ الٰہی بحرمت شیخ المشایخ الامام الشریف
حضرت ابی القاسم جنید البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
الٰہی بحرمت شیخ المشایخ الامام الشریف حضرت ابی بکر
الشبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ الٰہی بحرمت شیخ المشایخ الامام
الشریف حضرت عبد الواحد التمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ الٰہی
بحرمت شیخ المشایخ الامام الشریف حضرت ابی الفرح
الطرطوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ الٰہی بحرمت شیخ المشایخ الامام
الشریف حضرت ابی الحسن الھکاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ الٰہی بحرمت شیخ
المشایخ امام الشریف حضرت ابی السعید المخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰهی بحرمتہ سید السادات قطب الوجود الدرۃ البیضاء عمالک ازمۃ المنصرفین الامام الجوھر الفرد سلاب الاحوال قطب الاقطاب محبوب السبحانی غوث الثقلین الغوث الاعظم شیخ المشایخ حضرت عبد القادر الجیلانی قدس سرہٗ العزیز رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہٗ وارضاہ عنا ۔ الٰهی بحرمتہ شیخ المشایخ مرشد السالکین منہاج العارفین القطب العارف باللّٰہ سید الامام حضرت عبد العزیز القادری الجیلانی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہٗ ۔ الٰهی بحرمت شیخ المشایخ الامام الشریف سیدنا حضرت محمد الهتاک القادری الجیلانی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہٗ ۔ الٰهی بحرمتہ شیخ المشایخ الامام الشریف سیدنا حضرت شمس الدین القادری الجیلانی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہٗ ۔ الٰهی بحرمتہ شیخ المشایخ الامام الشریف سیدنا حضرت شرف الدین القادری الجیلانی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہٗ ۔ الٰهی بحرمتہ شیخ المشایخ الامام الشریف سیدنا حضرت زین الدین القادری الجیلانی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہٗ ۔ الٰهی بحرمت شیخ المشایخ الامام الشریف سیدنا حضرت ولی الدین القادری الجیلانی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہٗ ۔ الٰهی بحرمتہ شیخ المشایخ امام الشریف سیدنا حضرت نور الدین القادری الجیلانی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہٗ ۔ الٰهی بحرمتہ شیخ المشایخ الامام الشریف سیدنا حضرت یحییٰ القادری الجیلانی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ۔ الٰهی بحرمتہ شیخ المشایخ الامام الشریف سیدنا حضرت ابی بکر القادری الجیلانی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ

الٰهی بحرمۃ شیخ المشایخ الامام الشریف سیدنا حضرت حسام الدین القادری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ الٰهی بحرمۃ شیخ المشایخ الامام الشریف سیدنا حضرت محمد درویش القادری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ الٰهی بحرمۃ شیخ المشایخ الامام الشریف سیدنا حضرت نور الدین القادری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ الٰهی بحرمۃ شیخ المشایخ الامام الشریف سیدنا عبد الوہّاب القادری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ الٰهی بحرمۃ شیخ المشایخ الامام الشریف سیدنا حضرت اسمٰعیل القادری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ الٰهی بحرمۃ شیخ المشایخ الامام الشریف سیدنا حضرت ابی بکر القادری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ الٰهی بحرمت شیخ المشایخ الامام الشریف سیدنا حضرت عبد القادر القادری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ الٰهی بحرمۃ شیخ المشایخ الامام الشریف سیدنا حضرت علی القادری الجیلانی نقیب السادات والاشرافِ ومتولی الاوقاف القادریۃ ببغداد المحمیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ الٰهی بحرمۃ شیخ المشایخ الامام الشریف صاحب السمو والسماحۃ سیدنا حضرت عبد الرحمٰن المحض ظہیر الدین القادری الجیلانی نقیب الاشراف ومتولی الاوقاف ببغداد المحمیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰهی بحرمۃ شیخ المشایخ الامام الشریف شمس العارفین سیدنا حضرت محمود حسام الدین القادری الجیلانی نقیب الاشراف ومتولی الاوقاف ببغداد المحمیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ الٰهی بحرمۃ شیخ المشایخ الحسیب النسیب الامام الشریف صاحب الجاہ والتمکین سراج

السالکین امام المتقین انیس الغریبین سیدنا ومولنا حضرت ابن النقیب محمد
الطاهر علاء الدین القادری الجیلانی دام فیوضه وظله وبرکاته الی ابد الاباد مجدد
الطریقة القادریة العلیا رضی الله تعالی عنه. والٰهی بحرمة جمیع الانبیاء والمرسلین
والمجتهدین والعلماء العاملین والشهداء والصالحین المقربین نور قلوبنا بنور
معرفتك واسقنا بشراب محبتك ونجنا بها من جمیع المحن والاحن والاهوال و
البلیات وتسلمنا بها من جمیع الفتن والاسقام الافات والعاهات وتطهرنا بها
من جمیع العیوب والسیئات وتغفرلنا بها جمیع الذنوبات وتمح بها عنا جمیع
الخطیئات وتقضی لنا بها جمیع ما نطلبه من الحاجات وترفعنا بها عندك اعلی
الدرجات وتبلغنا بها اقصی الغایات من جمیع الخیرات فی الحیات وبعد الممات
یارب یا الله یا مجیب الدعوات ۝ وصلی الله علی خیر خلقه ونور عرشه سید
المرسلین شفیع المذنبین رحمة للعالمین سیدنا ومولنا محمد و
وعلی اله واهل بیته واولاده واصحابه وازواجه واصهاره وانصاره
واحزابه واتباعه وموالیه وخدامه وحجابه وسلم ۝

(مطبوعه استقلال پریس لاهور)